مرض و معالج کے اسلامی احکام

تالیف

مولانا ڈاکٹر عبد الواحد

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری
نسبت روڈ ○ لاہور

مریض و معالج کے اسلامی احکام



تالیف
مولانا ڈاکٹر عبدالواحد

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری
نسبت روڈ ○ لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۵

نام کتاب	مریض ومعالج کے اسلامی احکام
نام مؤلف	مولاناڈاکٹر عبدالواحد
ناشر	مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور
باہتمام	حافظ غلام حسین ڈائریکٹر ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور۔
کمپوزنگ	حافظ احمد یار کمپوزر مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری
طابع	نظریہ پاکستان پرنٹرز، ملتان روڈ لاہور
پہلا ایڈیشن	دسمبر ۱۹۹۴ء
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	110/00 روپے

فہرست مضامین

	صفحہ
تقدیم - از ادارہ	۱۵
پیش لفظ	۱۷
پہلا باب: سیرت نبوی۔ طب وصحت کی راہنما	۱۸
حفظان صحت کی اہمیت	۱۸
حفظان صحت کی تدابیر	۱۹
غذا میں تنوع	۱۹
مختلف اقسام کی سبزیاں اور پھل	۲۲
مختلف اقسام کے اناج	۲۳
شہد اور دیگر میٹھی اشیاء	۲۴
سرکہ	۲۴
نمک	۲۴
گھی، مکھن اور چھوارے	۲۴
زیتون کا تیل	۲۵
کسر و تعدیل کی رعایت	۲۵
کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ منہ دھونا	۲۶
کھانا کھانے کا مسنون طریقہ	۲۷
کھانے اور پینے کا طریقہ	۲۸
بہت پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز	۲۹

منہ اور دانتوں کی صفائی	۳۰
جسمانی صفائی	۳۱
ماحولیاتی صفائی	۳۲
لیٹنے کا طریقہ	۳۲
بینائی کی حفاظت	۳۳
شام کے کھانے کا التزام	۳۳
احتیاطی تدابیر	۳۴
برتن ڈھانپ کر اور مشکیزہ باندھ کر رکھنا	۳۴
شروع رات میں چھوٹے بچوں کو گھروں میں رکھنا	۳۵
سونے سے پہلے چراغ گل کرنا	۳۵
مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پینا	۳۵
پیالے کے ٹوٹے کنارے سے منہ لگا کر پینے سے اجتناب	۳۶
برتن میں اگر مکھی گر جائے تو؟	۳۶
متعدی امراض سے بچاؤ کی تدابیر	۳۷
متعدی امراض کے مریضوں سے سابقہ پیش آنے پر اللہ تعالی پر توکل واعتماد	۳۷
خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں	۳۸
علاج معالجہ	۳۹
علاج کا مشورہ دینا	۳۹
طبیب کو مریض کے پاس بھیجنا	۴۰
ماہر طبیب کو اختیار کرنا	۴۰
جاہل طبیب نقصان کا ذمہ دار ہوگا	۴۱
حلال دواؤں کی موجودگی میں حرام ادویہ سے اجتناب	۴۱
رسول اللہ ﷺ کا اپنا علاج کرانا	۴۲

رسول اللہ ﷺ کا اپنا سر مبارک پر کپڑا باندھنا	۴۲
رسول اللہ ﷺ کا دوسروں کا علاج کرنا	۴۲
بیماری میں دوا تجویز کرنا	۴۳
مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری	۴۴
تکلیف دہ طریقہ علاج سے اجتناب	۴۴
طبیب کا اپنا علاج کرنا	۴۵
رسول اللہ ﷺ کا مختلف بیماریوں کا علاج بتانا	۴۵
مختلف اشیاء اور ادویہ کے فوائد کا ذکر کرنا	۴۶
بیماری میں پرہیز	۴۷
مضر اشیاء سے پرہیز	۴۷
غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت	۴۸
مریض کی خواہش کو پورا کرنا	۴۹
اہمیت و فضیلت	۵۰
بیمار کی عیادت	۵۰
بیماری کے باعث بعض افعال سے پرہیز	۵۰
عیادت کے آداب	۵۱
دوا کے ساتھ اور بغیر دوا کے بھی مریض کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا	۵۳
بیماری میں ابتلاء کی حکمت	۵۴
گناہوں سے مغفرت	۵۵
رفع درجات کا سبب	۵۶
مریض اور اصلاح احوال و اعمال	۵۶
مرض کو فائدہ رضا بالقضا میں ہے	۵۷
بیماری پر اجر تکلیف کے بقدر	۵۸

دوسرا باب: طہارت	۶۰
وضو توڑنے والی اور نہ توڑنے والی اشیاء کا بیان	۶۰
سبیلین سے خلاف عادت نکلنے والی اشیاء	۶۲
استحاضہ کا خون	۶۳
سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست کا نکلنا	۶۶
کسی بیماری سے پانی کا نکلنا	۷۰
بے ہوشی و غشی	۷۵
جنون - پاگل پن	۷۵
نشہ	۷۶
وضو کے دیگر مسائل	۷۶
فرض غسل کے احکام	۷۷
تیمم	۷۹
جبیرہ اور عصابہ پر مسح کرنے کا بیان	۸۴
تیسرا باب: حیض، نفاس اور استحاضہ کے احکام	۸۶
نفاس کا بیان	۸۷
حیض و نفاس کے احکام	۹۰
استحاضہ اور اس کے احکام	۹۱
استحاضہ کا حکم	۹۲
چوتھا باب: معذور کے احکام	۹۳
معذور کی تعریف	۹۳
پہلی شرط	۹۳

دوسری شرط	۹۳
تیسری شرط	۹۴
مسائل	۹۵
استنجا کا بیان	۹۹
پانچواں باب: بیمار کی نماز کا بیان	۱۰۰
قیام سے متعلق مسائل	۱۰۰
بیٹھ کر نماز پڑھنا	۱۰۱
لیٹ کر نماز پڑھنا	۱۰۳
مریض کا قبلہ رخ ہونے پر قادر نہ ہونا	۱۰۵
مریض کے بچھونے (بستر) کا نجس ہونا	۱۰۶
جنون بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے مسائل	۱۰۷
متفرق مسائل	۱۰۹
مریض کیلئے امامت واقتداء کے چند مسائل	۱۱۱
چھٹا باب: روزہ کے احکام	۱۱۴
کن باتوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کن سے نہیں	۱۱۴
وہ اعذار جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہے	۱۲۱
مرض	۱۲۱
حمل دار رضاع (دودھ پلانا)	۱۲۳
بے ہوشی	۱۲۳
جنون	۱۲۴
فدیہ کا بیان	۱۲۵
اعتکاف کے مسائل	۱۲۶

ضمیمہ	۱۲۸
بحث اول: فساد وعدم فساد صوم کیلئے معیار-ایک نیا پہلو	۱۲۹
جوف بطن سے کیا مراد ہے	۱۲۹
جوف دماغ سے کیا مراد ہے؟	۱۳۱
بحث ثانی: فساد وعدم فساد صوم کیلئے چند اصول وضابطے	۱۳۶
جواب	۱۳۹
بحث ثالث: علیحدہ علیحدہ اعضاء کے احکام	۱۴۰
آنکھ کے بارے میں	۱۴۰
کان کے بارے میں	۱۴۱
مثانہ کے بارے میں	۱۴۳
قصبۃ الذکر کے بارے میں	۱۴۳
فرج داخل اور رحم کے بارے میں	۱۴۵
آمہ جائفہ کے بارے میں	۱۴۶
مجری النفس (سانس کی نالی) کے بارے میں	۱۴۷
دبر	۱۴۸
خاتمہ	۱۴۸
ساتواں باب: حج کے احکام	۱۵۰
شرائط وجوب حج	۱۵۰
سعی کی صحت کی شرط	۱۵۳
عرفات سے واپسی	۱۵۳
رمی کی شرط	۱۵۴
حلق وتصیر	۱۵۶

طواف زیارت	۱۵۷
بے ہوش اور سوئے ہوئے مریض کے حج کا طریقہ	۱۵۸
مجنون (پاگل) کے حج کے احکام	۱۶۱
جنایات حج	۱۶۲
خوشبودار اشیاء کا استعمال	۱۶۲
خوشبو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا	۱۶۳
مہندی اور وسمہ کا استعمال	۱۶۴
تیل کا استعمال	۱۶۴
پٹی باندھنا	۱۶۴
بال مونڈھنا	۱۶۵
جنایت پر جزا کے احکام و شرائط	۱۶۶
احصار (محصر)	۱۶۶
احصار (رکاوٹ) کے احکام	۱۶۷
آب زم زم کی خصوصیات	۱۶۷
آٹھواں باب: احکامِ میت	۱۶۹
پوسٹ مارٹم	۱۶۹
انسانی اعضاء کی پیوند کاری	۱۷۲
انتقال خون کا مسئلہ	۱۷۴
پہلے سوال کا جواب	۱۷۴
الجواب	۱۷۴
سوال دوم	۱۷۶
الجواب	۱۷۶

سوال سوم	۱۷۸
الجواب	۱۷۸
سوال چہارم	۱۷۸
الجواب	۱۷۸
بچے کے پیدائش سے پہلے یا فوراً بعد مرنے کے احکام	۱۸۰
شہید کا بیان	۱۸۲
شہید کی اقسام	۱۸۲
شہید کامل کے احکام	۱۸۳
شہید کامل کی شرائط	۱۸۳
شہید ناقص یعنی شہید آخرت کی تفصیل	۱۸۶
زندگی میں جسم سے علیحدہ ہوجانے والے اعضاء کا حکم	۱۸۷
نواں باب : مرض وفات میں مبتلاء مریض کے تصرفات	۱۸۸
مرض وفات میں مبتلا مریض کی تعریف	۱۸۸
ایسے مریض کے ہبہ سے متعلق مسائل	۱۸۹
مرض وفات میں مبتلاء مریض کے اقرار	۱۹۱
دسواں باب : نکاح اور متعلقات	۱۹۴
نکاح	۱۹۴
مسائل رضاعت	۱۹۶
بیویوں کے درمیان برابری ومساوات	۱۹۹
بیوی کا مجامعت کا حق	۲۰۰
مجامعت میں تحدید	۲۰۱
طلاق	۲۰۲

عدت اور سوگ	۲۰۳
نسب کا ثابت ہونا	۲۰۶
لعان کا بیان	۲۰۹
خرچہ کا بیان	۲۱۰
مصنوعی تخم ریزی	۲۱۱
تنبیہات	۲۱۲
ٹیسٹ ٹیوب بار آوری	۲۱۳
بحث اول	۲۱۵
بحث دوم۔ استمناء بالید	۲۱۵
بحث سوم	۲۱۷
ٹیسٹ ٹیوب عمل کے دوران خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق کی صورت میں کیا ہوگا	۲۱۸
ضبط ولادت اور اس کے ممکنہ طریقے	۲۱۹
ضبط ولادت کا شرعی حکم	۲۱۹
وضع حمل	۲۲۱
اسقاط	۲۲۴
اسقاط کی وجہ سے جنین کی موت کے احکام	۲۲۴
حکم زوجہ عنین	۲۲۶
زوجہ عنین کی اپنے شوہر سے علیحدگی کی شرائط	۲۲۹
حکم زوجہ مجنون	۲۳۰
گیارہواں باب: قصاص ودیت کے احکام	۲۳۲
قسم اول قتل عمد	۲۳۲

قسم ثالث قتل خطاء	۲۲۳
قسم رابع جاری مجری خطا	۲۲۳
قسم ثالث و رابع کا حکم	۲۲۳
قسم خامس قتل بالسبب	۲۲۳
وجوب قصاص اور عدم قصاص کی صورتیں	۲۲۴
اعضاء و جوارح میں وجوب قصاص کے قواعد	۲۲۷
ہاتھ' بازو اور ٹانگ	۲۲۷
ناک کا نرم حصہ	۲۲۸
کان' آنکھ	۲۲۸
دانت	۲۲۹
زبان' عضو تناسل' ہونٹ	۲۴۲
زخم	۲۴۲
جراحت کا حکم	۲۴۳
شجاع کا حکم	۲۴۳
مزید مسائل	۲۴۴
دیت کا بیان	۲۴۶
بالوں میں دیت یا ارش واجب ہونے کی صورتیں	۲۴۸
آنکھوں کی دیت	۲۵۰
ناک کی دیت	۲۵۰
دانتوں کی دیت	۲۵۱
زبان کی دیت	۲۵۲
جبڑوں اور ہاتھ پیر کی دیت	۲۵۲

پستان اور آلہ تناسل کی دیت	۲۵۵
پیٹ کی دیت	۲۵۶
بارہواں باب : حدود	۲۵۷
حد زنا	۲۵۷
حد سرقہ	۲۶۰
حد قطع طریق (رہزنی اور ڈکیتی کی حد)	۲۶۱
حد شرب خمر	۲۶۳
تیرہواں باب : دوا اور علاج کے مسائل	۲۶۶
ظنی' تکلیف و ضرر دور کرنے والے اسباب	۲۶۶
موہوم	۲۶۶
ختنہ کے احکام	۲۶۹
دوا کے بارے میں احکام	۲۷۱
دوا کے استعمال کے طریقے	۲۷۱
داخلی اور خارجی استعمال کا حکم	۲۷۲
جمادات کا بیان	۲۷۲
نشہ کی چیزوں کا بیان	۲۷۴
نباتات کا بیان	۲۷۶
حیوانات کا بیان	۲۷۹
تبدیلی ماہیت کا بیان	۲۸۲
چودھواں باب : متفرقات	۲۸۷
تعدیہ امراض	۲۸۷
طاعون	۲۹۰

مدینہ منورہ طاعون سے محفوظ ہے	۲۹۱
طاعون سے مرنے والے کی فضیلت	۲۹۱
طاعون کے مقام پر ثابت قدم رہنے والے کی فضیلت	۲۹۲
نظر کا بیان	۲۹۶
نظر کا واقعی وجود ہے	۲۹۶
مریض کے علاج اور تیمارداری میں پردے کا اہتمام	۲۹۸
ایک اشکال اور اس کا حل	۳۰۲
جواب	۳۰۲
عیادت مریض کا بیان	۳۰۴
عیادت کا طریقہ	۳۰۴
چند ضروری مسائل	۳۰۵

تقدیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوہ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد

برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی انحطاط کے بعد جب نگریزی استعماری نظام نے اسلامی معاشرتی، معاشی اور قانونی نظام میں بڑی تبدیلیاں کیں اور انگریزی قانون کو رائج کردیا۔ جس کے نتیجے میں ہر سطح پر بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔ جنہیں اب تک مسلمانان پاکستان اپنے قانونی ڈھانچہ میں موجود پاتے ہیں اور اسے بری طرح اجنبی محسوس کرتے ہیں۔ ادارہ ھذا کی تمام تر کوشش اور کاوش ایسی ہی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ "مریض اور معالج کے اسلامی احکام "میں ہمارے موجودہ معاشرتی اور قانونی نظام میں پوسٹ مارٹم، ٹیسٹ ٹیوب بے بی۔ اعضاء کی پیوند کاری، انتقال خون۔ منشیات۔ حجاب اور دیگر متعلقہ امور پر قرآن وسنت کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

جناب ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کی شخصیت علمی حلقوں میں جانی پہنچانی شخصیت ہے اور بالخصوص اس موضوع پر مستند ہے ان کا فرمایا ہوا اس لئے کہ موصوف جامعہ مدنیہ میں مفتی ہیں اور داتادربار ہسپتال میں ایک ماہر ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ اس کتاب میں طب جدید اور اسلامی قانون پر مشتمل ان کی آراء نہایت ہی مستند اور قابل استفادہ عام ہیں۔

ادارہ ہذا جناب ڈاکٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہماری خواہش پر ایک ایسی مستند اور موضوع پر محیط دستاویز تیار کردی ہے جو آگے چل کر اس سلسلہ میں تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے نشان راہ ثابت ہوگی۔

اس کتاب کی تکمیل میں میرے رفقاء جناب حافظ محمد سعد اللہ صاحب اور جناب حافظ عبد الحفیظ صاحب اور ادارہ ہذا کے کمپوزر جناب حافظ احمد یار صاحب کی کاوشوں کو بڑا عمل دخل ہے۔ میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس کے پھیلے ہوئے مضامین کو دیکھ کر ادارے کی کوشش کو ضرور سراہیں گے۔

اگر کتاب میں کوئی علمی وادبی غلطی آپ کو نظر آئے تو اس پر مطلع فرماویں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کی جاسکے۔

حافظ غلام حسین

قائم مقام ڈائریکٹر ریسرچ سیل

۲۰۔ نومبر ۱۹۹۴ء

(پیش لفظ)

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

الحمد للہ ہمارے دین اسلام میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہدایت و رہنمائی موجود ہے اور خود قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں سے فقہاء نے ہمیں ایسے اصول مہیا کردئے ہیں کہ جنکی روشنی میں ہم کسی بھی دور میں پیش آنے والے جدید سے جدید تر مسائل کا حل معلوم کرسکتے ہیں۔

ہر دور کی ضرورت کیلئے جتنے اجتہاد کی ضرورت ہے الحمد للہ وہ موجود ہے اور اس کے اہل لوگ اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہیں اور اللہ تعالی ان سے اس دور کی دینی ضرورت کو پورا کراتے ہیں اور ہم پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو حل طلب ہو لیکن حل طلب ہی رہے حل نہ ہوسکے۔ البتہ اس پر فتن دور میں کچھ لوگ اگر یہ چاہتے ہوں کہ ضرورت سے زائد اجتہاد یا ازسر نو اجتہاد کی اجازت ہو اور ہر نا اہل کو بھی اس کی اجازت ہو تو در حقیقت وہ ترقی معکوس کی تمنا کرتے ہیں۔ علم میں ترقی اس کا نام ہے کہ پہلے کے مسلمات کو برقرار رکھتے ہوئے آگے بڑھیں اور ضرورت کی مزید تحقیقات میں لگیں۔ ترقی اسکا نام نہیں کہ مسلمات کو منہدم کرنے لگ جائیں اور اپنے جہل مرکب کے باعث علم کو علم ہی نہ رہنے دیں جہالت و گمراہی کا مجموعہ بنادیں۔ اس غلط روش کو ترک کرنا ضروری ہے۔

ہماری یہ کوشش پیش خدمت ہے اللہ تعالی ہی نے اس کی توفیق دی اور اللہ تعالی ہی سے دعاء ہے کہ وہ اس کو قبول فرمالیں اور اس کو دنیا میں نافع خلائق اور آخرت میں ہمارے لئے ذریعہ نجات بنادیں۔ آمین۔

عبد الواحد

جامعہ مدنیہ لاہور

۲۵- رجب ۱۴۱۱ھ

نوٹ: حواشی میں درج در مختار اور رد المحتار سے مراد مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ کی رد المحتار ہے جسکے حاشیہ پر در مختار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب:

سیرت نبوی طب وصحت کی رہنما

حفظان صحت کی اہمیت

(۱) عَن ابنِ عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناسِ الصحۃ والفراغ(۱)

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایادو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہوتے ہیں صحت و فراغت۔

(۲)عن عبداللّٰہبن محصن الانصاریؓ قال قال رسول اللّٰہؐ من اصبح معافی فی جسدہ آمناًفی سربہ عندہ قوت یومہ فکانما حیزت لہ الدنیا(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے صبح کی اس حال میں کہ اس کو جسمانی عافیت اور اپنے بارے میں امن اور اس دن کی خوراک حاصل ہو تو گویا اس کیلئے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔

(۳) عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ انہ قال اول ما یسال عنہ العبد یوم القیامہ من النعیم ان یقال لہ الم نصح لک جسمک ونروک من الما البارد(۳)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہونگی کہ کہاجائے گا کیا ھم نے تیرے جسم کو صحیح و تندرست نہ کیا تھااور کیا ھم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا؟

(۴) قال(النبیؐ)للعباس یاعباس یاعم رسول اللّٰہسل اللّٰہ العافیۃ فی الدنیا والآخرہ(۴)

(۱،۲،۳،۴) الطب النبوی لا بن القیم رحمہ اللہ ص:۱۶۸

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ اے عباس اے رسول اللہ ﷺ کے چچا اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کیجیئے۔

(۵) عن ابن عباسؓ ان اعرابیا جاء الی رسول اللہﷺ فقال لہ ما اسال اللہ بعد الصلوات الخمس فقال سل اللہ العافیہ فا عادعلیہ فقال لہ فی الثالثہ سل اللہ العافیة فی الدنیا والآخرة (۱)

ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ پانچ نمازوں کے بعد میں اللہ سے کس چیز کا سوال کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے عافیت طلب کیا کرو۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ تیسری مرتبہ کے سوال میں آپ نے فرمایا دنیا و آخرت میں عافیت کی طلب اللہ سے کیا کرو۔

حفظان صحت کی تدابیر

(۱) غذا میں تنوع (الف) مختلف اقسام کے گوشت کا استعمال

عن ابی قتادہؓ انہ رای حمارا وحشیا فعقرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل معکم من لحمہ شئی قال معنا رجلہ فاخذ ھا فاکلھا (۲)

ابو قتادہؓ نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور اس کا شکار کیا (اور اس کی حلت کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا) تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس اس کی ایک ٹانگ ہے۔ آپ نے وہ لی اور کھائی۔

عن انسؓ قال انفجنا ارنبا بمرالظھران فاخذ تھا فاتیت بھاابا طلحہ فذ بحھاوبعث الی رسول اللہﷺ بورکھاوفخذ یھا فقبلہ (۳)

انسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مر ظھران میں ایک خرگوش کو اس کے بل میں سے نکلنے پر

---

(۱) الطب النبوی لابن القیم رحمہ اللہ ص:۱۶۸

(۲،۳) ترمذی ص:۲۷۳ ج:۱

مجبور کیا اور پھر میں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر میں اس کو ابو طلحہ کے پاس لے آیا جنہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی پٹھ اور اس کی رانیں رسول اللہ ﷺ کو ھدیہ کے طور پر بھیجیں۔ آپ نے اس ھدیہ کو قبول کیا۔

عن ابی موسیٰ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل لحم الدجاج (۱)

ابو موسیٰ اشعری علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا

عن جابرؓ قال غزوت جیش الخبط واُمّرعلیھم ابوعبیدۃ فجعنا جوعاشدیدا فالقی البحرحوتامیتالم نرمثلہ یقال لہ العنبر فاکلنامنہ نصف شھرفاخذابو عبیدۃ عظما من عظامہ فمرالراکب تحتہ فلماقدمنا ذکرناللنبیؐ فقال کلوا رزقاأخرجہ اللّٰہالیکم واطعموناان کان معکم قال فارسلنا الی رسول اللّٰہصلی اللہ علیہ وسلم منہ فاکلہ (۲)

جابرؓ کہتے ہیں کہ میں جیش خبط کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوا۔ اس پر ابو عبیدہ امیر تھے۔ ہمیں سخت بھوک لاحق ہوئی۔ سمندر کی موج کے ساتھ ایک عنبر نامی مچھلی آن کر گری کہ اس جیسی ہم نے پہلے نہ دیکھی تھی۔ پندرہ دن تک ہم نے اس کا گوشت کھایا۔ ابو عبیدہؓ نے اس کی ایک ہڈی کو کھڑا کیا تو (وہ اتنی اونچی تھی کہ) سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ رزق تھا جو اللہ نے تمہیں دیا کھاؤ اور اگر تمہارے پاس موجود ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے کچھ آپ کو بھی بھیجا اور آپ ﷺ نے وہ کھایا۔

عن سفینہ قال اکلت مع رسول اللّٰہلحم حباری (۳)

نبی ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام سفینہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔

---

(۱) بخاری ص:۸۲۹ ج:۲

(۲) صحیحین بحوالہ الطب النبی ص:۲۵۲

(۳) ترمذی ص:۳ ج:۲

عن عمروبن امیه انه رای النبی صلی اللہعلیه وسلم یحتز من کتف شاہ فی یدہ فدعی الی الصلاہ فالقاھا والسکین التی یحتز بھاثم قام فصلی ولم یتوضاء(۱)

عمرو بن امیہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانے کا گوشت جو آپ کے ہاتھ میں تھا کاٹتے دیکھا۔ جب آپ کو نماز کی اطلاع کی گئی تو آپ نے بقیہ گوشت اور وہ چھری جس سے آپ کاٹ رہے تھے رکھ دی اور بغیر ہاتھ منہ دھوئے نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال اتی رسول اللہصلی اللہ علیه وسلم بلحم فرفع الیه الذراع وکانت تعجبه فنھس منھا(۲)

رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ کو بازو کا گوشت پیش کیا گیا جو کہ آپ کو پسند تھا تو آپ نے دانتوں سے نوچ کر اس کو کھایا۔

عن جابرؓ ... ثم انصرف رسول اللہصلی اللہ علیه وسلم الی المنحر فنحر بیدہ ثلاثا وستین وامرعلیا فنحرماغبرما یقول ما بقی واشرکه فی ھدیه ثم امر من کل بدنه ببضعه فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمھا و شربا من مرقھا۔(۳)

جمرۃ عقبہ کی رمی کے بعد رسول اللہ ﷺ قربانگاہ واپس آئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ ذبح کیئے اور بقیہ کے ذبح کا حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیا جائے۔ یہ سب ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے۔ پھر دونوں نے قربانی کے جانوروں کا گوشت کھایا اور شوربا بھی پیا۔

---

(۱) بخاری ص:۳۴ ج:۱

(۲) ترمذی ص:۵ج:۲

(۳) ابوداؤد باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ

مختلف اقسام کی سبزیاں اور پھل

عن ام المنذرؓ قالت دخل علی رسول اللّٰہ ومعه علیؓ .. فجعلت لهم سلقاوشعیرا...(۱)

ام منذرؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ علیؓ بھی تھے۔ میں نے ان کیلئے چقندر اور جو پکائے۔

عن انسؓ ان خیاطادعاالنبی صلی اللہ علیه وسلم لطعام صنعه فذهبت مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فقرب خبز شعیرومرقافیه دباء وقدید. قال انسؓ فرأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم یتتبع الدباء من حوالی القصعه فلم ازل احب الدباء بعدیومئذ(۲)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی ﷺ کی دعوت کی۔ میں بھی نبی ﷺ کے ساتھ گیا۔ انہوں نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں گھیا (کدو) اور سکھایا ہوا گوشت تھا سامنے رکھا۔ میں نے نبی ﷺ کو پیالہ کے اطراف میں سے گھیا لیتے دیکھا۔ جب سے میں بھی گھیئے کو پسند کرنے لگا۔

عن عبد اللّٰہ بن جعفرؓ قال رایت رسول اللّٰہصلی اللہ علیه وسلم یاکل الرطب بالقثاء(۳)

عبد اللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو تازہ کھجوریں لکڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

عن انس بن مالکؓ قال رأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم یجمع بین الخربز والرطب(۴)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خربوزہ اور کھجور اکٹھے کھاتے ہوئے دیکھا۔

---

(۱) ترمذی بحوالہ الطب النبوی ص:۲۵۲

(۲) بخاری ص:۸۱۷ ج:۲

(۳) بخاری ص:۸۱۸ ج:۲

(۴) شمائل ترمذی ص:----- ج:-----

عن عائشہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل البطیخ بالرطب(۱)

نبی ﷺ تربوز تازہ کھجوروں کے ساتھ کھاتے تھے۔

عن انسؓ وغیرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استاذن علی سعد بن عبادۃؓ... ثم دخلوا البیت فقرب لہ زبیبا فاکل نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.(۲)

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کے گھر میں داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کی۔۔۔ پھر گھر میں داخل ہوئے۔ سعد نے نبی ﷺ کی خدمت میں کشمش پیش کیے جو آپ نے تناول فرمائے۔

عن ابی زیاد قال سالت عائشۃؓ عن البصل فقالت ان آخر طعام اکلہ رسول اللہ طعام فیہ بصل(۳)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے کھایا اس میں (پکے ہوئے) پیاز تھے۔

عن علیؓ قال نھی رسول اللہ عن اکل الثوم الامطبوخا(۴)

رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا۔

مختلف اقسام کے اناج

عن عائشۃؓ قالت ماشبع آل محمد یومین من خبز برالاواحد ھماتمر(۵)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آل محمد (ﷺ) دو دن سیر ہو کر گندم کی روٹی نہ کھاتے تھے مگر یہ کہ ان میں سے ایک دن (صرف) چھوارے ہوتے تھے۔

---

(۱) ترمذی ص:٦ ج:۲

(۲) مشکواۃ ص:۳٦۹

(۳) ابوداؤد بحوالہ الطب النبوی ۲۲۳

(۴) ترمذی ص:۳ ج:۲

(۵) مشکواۃ ص:۳٦۵

عن عبد اللّٰہ بن سلامؓ قال رایت النبی صلی اللّٰہعلیہ وسلم اخذ کسرہ من خبز الشعیر فوضع علیھا تمرہ فقال ھذہ ادام ھذہ واکل(۱)

نبی کریم ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر ایک چھوارہ رکھا اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اور کھالیا۔

شہد اور دیگر میٹھی اشیاء

عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللّٰہؐ یحب الحلواء والعسل(۲)

رسول اللہ ﷺ میٹھی اشیاء اور شہد کو پسند کرتے تھے۔

سرکہ عن جابرؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سال اھلہ الادام فقالوا ما عندنا الاخل فدعابہ فجعل یاکل بہ ویقول نعم الادام الخل نعم الادام الخل(۳)

نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ نے سرکہ منگوایا اور اس سے روٹی کھانے لگے اور فرمانے لگے سرکہ اچھا سالن ہے سرکہ اچھا سالن ہے۔

نمک عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہؐ سید ادامکم الملح(۴)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سالن کا سردار نمک ہوتا ہے۔

گھی، مکھن، پنیر اور چھوارے عن ابنی بسرالسلمیین قالادخل علینارسول اللّٰہؐفقدمنازبدا وتمراوکان یحبالزبدوالتمر(۵)

---

(۱) ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص:۳۶۶

(۲) ابن ماجہ ص:۲۳۸

(۳) مسلم بحوالہ الطب النبوی ۲۳۵

(۴) ابن ماجہ ص:۲۳۸

(۵) ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص:۳۶۷

بسر کے دو بیٹے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور چھوارے خدمت میں پیش کئے اور آپ کو مکھن اور چھوارے پسند تھے۔

عن ابن عمرؓ قال اتی النبیؐ بجبنۃ فی تبوک فدعا بالسکین فسمی وقطع(۱)

نبی کریم ﷺ کے پاس تبوک میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو کاٹا۔

عن ابن عباس ؓ قال کان احب الطعام الی رسول اللہ ﷺ الثرید من الخبز والثرید من الحیس(۲)

رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا ثرید تھا روٹی کا اور حیس کا۔ (حیس چھوارے، پنیر اور گھی کو ملا کر بنایا جاتا تھا۔

زیتون کا تیل عن ابی سید الانصاریؓ قال قال رسول اللہؐ کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرہ مبارکہ(۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (روٹی کے ساتھ) زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو سر و جسم پر بھی لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت کا ہوتا ہے۔

کسر و تعدیل کی رعایت

جب کھانے کی کسی شئی کی کیفیت کسر و تعدیل کی محتاج ہوتی تو اگر ممکن ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ایسی شئی کو ملا لیتے جس سے کیفیت میں اعتدال پیدا ہو جاتا۔ اور اگر کوئی دوسری شئی مہیا نہ ہوتی تو بغیر اسراف کے اتنی مقدار میں اس شئی کو تناول فرماتے جتنی میں وہ ضرر رساں نہ ہو۔

---

(۱) ابوداؤد بحوالہ الطب النبوی ص:۲۲۸

(۲) ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص:۳۶۶

(۳) ترمذی ص:۶ ج:۲

عن النبیؐ انه کان یاکل البطیخ بالرطب یقول یدفع حر ھذا برد ھذا(۱)
نبی کریم ﷺ خربوزہ کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور فرماتے تھے اس کی حرارت اس کی برودت کو دور کر دیتی ہے۔

عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہؐ کلوا البلح بالتمر فان الشیطان اذا نظر الی ابن آدم یاکل البلح بالتمر یقول بقی ابن آدم حتی اکل الحدیث بالعتیق(۲)
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کچی کھجور کو چھوارے کے ساتھ کھاؤ کیونکہ شیطان جب ابن آدم کو کچی کھجور چھوارے کے ساتھ کھاتا دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ابن آدم باقی رہا یہاں تک اس نے تازہ کو پرانی کے ساتھ کھایا۔

عن عبداللہ بن جعفرؓ قال رایت رسول اللہؐ یاکل الرطب بالقثاء(۳)
عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ منہ دھونا

عن سلمانؓ قال قرأت فی التوراہ ان برکہ الطعام الوضوء بعدہ فذکرت ذلک للنبیؐ فقال رسول اللہؐ برکہ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ(۴)
سلمان علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ اس کا ذکر میں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کھانے کی برکت کھانے سے پیشتر اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔

---

(۱) ترمذی ص:۶ ج:۲
(۲) نسائی بحوالہ الطب النبوی ص:۲۲۱
(۳) بخاری و مسلم بحوالہ الطب النبوی ص:۸۰
(۴) ترمذی ص:۶ ج:۲

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہؐ من بات و فی یدہ غمر لم یغسلہ فاصابہ شئی فلا یلومن الا نفسہ(۱)
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی ہو اور اس نے ہاتھ نہ دھوئے ہوں اور اس کی وجہ سے اس کو کچھ نقصان و تکلیف پہنچی ہو تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

کھانا کھانے کا مسنون طریقہ

کھانا کھاتے ہوئے بیٹھنے کا ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں کھانا آسانی سے معدہ میں اتر جائے۔
عن عبداللہؓبن عمرؓقال قال رسول اللہؐقال ماروٰی رسول اللہؐیاکل متکاقط(۲)
رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ٹیک وسہارا لگا کر کھاتے نہیں دیکھا گیا۔
وفی روایہقال رسول اللہؐلاآکل متکا(۳)
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔
ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں اور چاروں اس میں داخل ہیں۔ اول یہ کہ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ وغیرہ پر سہارا لگائے۔ دوسرے یہ کہ ہتھیلی سے زمین پر سہارا لگائے۔ تیسرے یہ کہ چوکڑی مار کر بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ کمر گاؤ تکیہ یا دیوار سے لگائے کہ یہ سب صورتیں بفرق مراتب ٹیک میں داخل ہیں۔
نھی النبیؐ ان یاکل الرجل وھو منبطح علی وجھہ(۴)
نبی کریم ﷺ نے منہ کے بل لیٹ کر کھانے سے منع فرمایا۔

---

(۱) ترمذی ص:-----ج:------
(۲) ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص:۳۶۶
(۳) ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص:۳۶۳
(۴) ابن ماجہ بحوالہ الطب النبوی ص:۱۷۲

عن انسؓ قال رایت النبیؐ مقعیایاکل تمراً و فی روایه انه کان یجلس للاکل متورکا علی رکبتیه و یضع بطن قدمه الیسری علی ظهر قدمه الیمنی(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کھانے کیلئے گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کا تلوا دائیں پاؤں کی پشت پر رکھتے تھے۔

کھانے اور پینے کا طریقہ

کان رسول اللّٰہؐ یاکل باصابعه الثلاث(۲)

رسول اللہ ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔

تین انگلیوں سے کھانے میں لقمہ زیادہ بڑا نہیں ہوگا اس لئے پوری طرح چبانا بھی ہوجاتا ہے اور نگلنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

عن انسؓ قال کان رسول اللّٰہؐ یتنفس فی الشراب ثلاثاویقول انه أروی و امرأوابرأ(۳)

رسول اللہ ﷺ پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طریقے میں زیادہ سیرابی زیادہ ہضم اور (تکلیف سے) زیادہ بچاؤ ہے۔

عن ابن عباسؓ قال نهی رسول اللّٰہؐ عن الشرب من فی السقاء(۴)

رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

عن ابن عباسؓ قال نهی رسول اللّٰہؐ ان یتنفس فی الاناء اوینفخ فیه(۵)

رسول اللہ ﷺ نے پینے کے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

---

(۱) الطب النبوی ص:۱۷۲

(۲) الطب النبوی ص:۱۷۳

(۳) مسلم بحوالہ الطب النبوی ص:۱۷۹

(۴) بخاری ص:۸۴۱ج:

(۵) ترمذی بحوالہ الطب النبوی ص:۱۸۳

عن ابی سعید الخدریؓ ان النبیؐ نهی عن النفخ فی الشراب فقال رجل القذاہ اراها فی الاناء قال اهرقها قال فانی لا اروی من نفس واحد قال فابن القدح عن فیک ثم تنفس(۱)

نبی ﷺ نے برتن میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ برتن میں کبھی کوئی تنکاو غیرہ ہوتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنا پانی بہادو۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ ایک سانس میں پینے سے میں سیراب نہیں ہوتا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیالہ اپنے منہ سے علیحدہ کر کے سانس لو۔

عن النبیؐ قال اذا شرب احدکم فلیمص الماء مصا ولا یعب عبافان الکباد من العب(۲)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم پانی پیو تو چھوٹے چھوٹے گھونٹ لو منہ لگا کر پیتے ہی نہ جاؤ کیونکہ جگر کا درد اسی سے ہوتا ہے۔(خصوصاً گرمی کے موسم میں جلدی سے بہت سا پانی پینے سے معدہ میں درد ہوجاتا ہے۔ وہی درد مراد ہے

بہت پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز

قال رسول اللهؐ ما ملاء آدمی و عاء شرا من بطن یحسب ابن آدم لقیمات یقمن صلبه فان کان لا بد فاعلا فثلث لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه(۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ سے بُرا برتن کوئی نہیں بھرتا۔ ابن آدم کیلئے تو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کئے رکھیں۔ اگر زائد کھانا ہی ہے تو تہائی معدہ کھانے کیلئے تہائی پینے کیلئے اور تہائی سانس لینے کیلئے۔

البتہ کبھی اتفاق سے ایسا ہوجائے تو مضائقہ نہیں جیسا کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں اور آپ کے کہنے پر حضرت ابو ھریرہؓ نے بار بار دودھ پیا یہاں تک کہ آخر کہنے لگے

---

(۱) ترمذی ص:۱۱ ج:۲

(۲) الطب النبوی ص:۱۸۰

(۳) الطب النبوی ص:۱۲

والذی بعثک بالحق لا اجد له مسلکا(۱)
(اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میں مزید گنجائش نہیں پاتا

منہ اور دانتوں کی صفائی

عن النبیؐ انه قال السواک مطهره للفم مرضاة لرب.(۲)
نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا مسواک منہ کو صاف کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔
عن عائشۃؓ قالت کان النبیؐ لایرقد من لیل ولانهارفیستیقظ الایتسوک قبل ان یتوضا،۳)
نبی ﷺ نہیں سوتے تھے دن یا رات میں مگر یہ کہ آپ جب بیدار ہوتے تھے تو وضو کرنے سے پیشتر مسواک کرتے تھے۔
عن شریح بن هانی قال سالت عائشۃؓ بای شئی کان یبداء رسول اللّٰہ اذا دخل بیته قالت بالسواک(۴)
شریح بن ھانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوتے ہی کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ مسواک کرتے تھے۔
عن ابی هریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلاه(۵)
رسول اللہ ﷺ نے راشاد فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں امت کو عشاء کی تاخیر اور ہر نماز کیلئے مسواک کا حکم دیتا۔

---

(۱) الطب النبوی ص:۱۳۰
(۲) مشکواۃ ص:۴۴
(۳) ابوداوٗد بحوالہ مشکواۃ ص:۴۵
(۴) مسلم بحوالہ مشکواۃ ص:۴۴
(۵) بخاری بحوالہ مشکواۃ ص:۴۴

جسمانی صفائی

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ عشر من الفطرہ قص الشارب واعفا اللحیہ واستنشاق الماء و قص الاظفار و غسل البراجم و نتف الابط و حلق العانہ وانتقاص الماء یعنی الاستنجاء قال الراوی ونسیت العاشرہ الا ان تکون المضمضہ(مسلم) وفی روایہ الختان بدل اعفاء اللحیہ(۱)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں مونچھیں کترانا۔ داڑھی بڑھانا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ جوڑوں کے اوپر کھال کی سلوٹوں کو دھونا۔ بغلوں کے بال نوچنا۔ زیرناف بالوں کو مونڈنا اور استنجا کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اور ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہؐ اربع من سنن المرسلین الحیاء و یروی الختان والتعطر و السواک والنکاح(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء (اور ایک روایت میں اس کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے) اور عطر لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

عن انسؓ (ان رسول اللہؐ) وقت لنافی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط و حلق العانہ ان لا نترک اکثر من اربعین لیلہ(۳)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مونچھیں کترنے، ناخن تراشنے بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال مونڈھنے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے یہ مدت مقرر کی کہ چالیس دن سے زیادہ ہم ترک نہ کریں۔

عن ابی عبد اللہؐ الاغران رسول اللہؐ کان یقص شاربہ ویاخذ من اظفارہ فی کل جمعہ(۴)

---

(۱) مشکوٰۃ ص:۴۴

(۲) مشکوٰۃ ص:۴۴

(۳) ترمذی ص:۱۰۳ ج:۲

(۴) مرقات ص:۲۹۱ ج:۸

رسول اللہ ﷺ ہر جمعے اپنی مونچھیں کترتے تھے اور اپنے ناخن کاٹتے تھے۔
عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللّٰہ قال من کان له شعرفلیکرمه(۱)
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے (سر اور داڑھی کے) بال ہوں اسے چاہیے کہ وہ انکا اکرام کرے (یعنی بالوں کو صاف ستھرا رکھے اور ان میں تیل لگائے)
عن جابرؓ قال اتانا رسول اللّٰہ زائرا فرای رجلا شعثا قد تفرق شعره فقال ما کان یجد هذا ما یسکن به راسه ورأیرجلا علیه ثیاب وسخه فقال ماکان یجد هذامایغسل بهثوبه(۲)
حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال پراگندہ تھے تو فرمایا کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اپنے بالوں کی گندگی کو دور کرے اور اک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھولے؟

ماحولیاتی صفائی عن سعد (رفعه) طهرواافنیتکم فان الیهود لاتطهرافنیتها(۳)
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے صحنوں کو پاک وصاف رکھا کرو کیونکہ یہود اپنے صحنوں کو صاف نہیں رکھتے۔

لیٹنے کا طریقہ عن ابی امامۃؓ قال مرالنبیؐ علی رجل نائم فی المسجد منبطح علی وجهه فضربه برجله وقال قم اواقعد فانهانومه جهنمیه(۴)
نبی کریم ﷺ کا ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو مسجد میں منہ کے بل لیٹ کر سو رہا تھا آپ نے اپنا پیر اس کو لگایا اور فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ یا فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کیونکہ یہ تو جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔

---

(۱) ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص: ۳۸۲
(۲) نسائی بحوالہ مشکوٰۃ ص: ۳۷۵
(۳) جمع الفوائد مثلہ فی المشکوٰۃ ص: ۳۸۵
(۴) [illegible] ۱۸۸

عن البراء بن عازبؓ قال اذا اتیت مضجعک فتوضاوضوک للصلوہ ثم اضطجع علی شقک الایمن...الخ(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو نماز کا وضو کرو اور پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو۔

بینائی کی حفاظت عن ابن عباسؓ ان النبیؐ قال اکتحلوا بالاثمد فانہ یجلوالبصرو ینبت الشعروزعم ان النبیؐ کانت لہ مکحلہ یکتحل بھاکل لیلہ ثلاثہ فی ھذہ وثلثہ فی ھذہ(۲)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اثمد سرمہ لگایا کرو کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال بڑھاتا ہے۔ نبی ﷺ کی ایک سلائی تھی جس سے آپ ہر رات سرمہ لگاتے تھے تین مرتبہ اس آنکھ میں اور تین مرتبہ اس آنکھ میں۔

شام کے کھانے کا التزام عن انسؓ رفعہ قال تعشوا ولو بکف من حشف فان ترک العشاء مھرمہ(۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شام کا کھانا کھاؤ اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور کی ہو کیونکہ شام کا کھانا ترک کرنا بڑھاپا لاتا ہے۔

---

(۱) (صحیحین) بحوالہ الطب النبوی ص:۱۸۹

(۲) ترمذی ص:۳۰۵ ج:۱

(۳) ترمذی ص:۷ ج:۲

۲ احتیاطی تدابیر

برتن ڈھانپ کر اور مشکیزہ باندھ کر رکھنا

عن جابربن عبداللهؓقال سمعت رسول اللهﷺيقول غطوا الاناء وأوكوا السقاء فان فی السنه لیله ینزل فیها وباء لایمر باناء لیس علیه غطاء وسقاء لس علیه وکاء الا وقع فیه من ذلک الداء

وفی روایه فان لم یجد احدکم الا ان یعرض علی انائه عودا ویذکر اسم الله فلیفعل(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا برتنوں کو ڈھانپا کرو اور مشکیزوں کے منہوں کو بند کر کے رکھا کرو کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں بیماری کی وبا نازل ہوتی ہے اور جس برتن پر ڈھکنا نہ ہو اور جس مشکیزہ کا منہ بند نہ کیا ہوا ہو اس میں واقع ہو جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کسی کو کچھ نہ ملے تو اگر ہو سکے کہ اپنے برتن پر عرضاً کوئی لکڑی ہی رکھ دے تو بسم اللہ پڑھ کر وہی رکھ دیا کرے۔

عن جابر بن عبداللهؓ قال جاء ابو حمید رجل من الانصار من النقیع باناء من لبن الی النبیؐ فقال النبیؐ الاخمرته ولو ان تعرض علیه عودا(۲)

ایک انصاری شخص ابو حمید نبی ﷺ کے پاس نقیع سے ایک برتن میں دودھ لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ اگر کچھ نہ ملتا تھا تو اس پر عرضاً ایک لکڑی ہی رکھ دیتے۔

---

(۱) مشکواہ ص:۳۷۲

(۲) مشکواہ ص:۳۷۲

شروع رات میں چھوٹے بچوں کو گھروں میں رکھنا

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کان جنح اللیل اوامسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذاذھب ساعہ من اللیل فخلوھم(۱)

وفی روایہ واکفتوا صبیانکم عندالمساء فانّ للجن انتشاط وحفظۃ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شام پڑجائے تو اپنے چھوٹے بچوں کو گھروں میں کرلو کیونکہ اس وقت جنوں کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر چھوڑدو۔

ایک روایت میں ہے کہ شام کے وقت اپنے بچوں کو جمع کرلو۔ یعنی انکو اندر کرلو کیونکہ اس وقت جنوں کیلئے انتشار اور اچکنا ہوتا ہے۔

سونے سے پہلے چراغ گل کرنا

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اطفؤا المصابیح عندالرقادفان الفویسقہ ربمااجترت الفتیلہ فاحرقت اھل البیت(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سوتے ہوئے چراغوں کو گل کردیا کرو کیونکہ بعض اوقات چوھا چراغ کی بتی کھینچ لے جاتاہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔(یعنی جلتی بتی کی وجہ سے گھر کو آگ لگ جاتی ہے)

مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پینا

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ نھی عن الشرب من فیالسقاء(۳)

رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے(مبادا بہت سا پانی منہ میں اچانک آجائے اور تکلیف کا باعث ہو)

---

(۱) بخاری ص:۸۴۱ ج:۲

(۲) مشکواہ ص:۳۷۲

(۳) بخاری ص:۸۴۱ ج:۲

پیالے کے ٹوٹے کنارے سے منہ لگا کر پینے سے اجتناب

عن ابی سعید الخدریؓ قال نہی رسول اللّٰہﷺ عن الشرب فی ثلمہ القدح وان ینفخ فی الشراب(۱)

رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پینے سے اور پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

عن ابن عمرؓ ان النبیؐ قال لا یشرب باللیل من اناء حتی یختبرہ الا ان یکون مخمرا۔قال ابن القیم رحمہ اللہ لا ادری ما حال ھذا الحدیث(۲)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت (کھلے) برتن میں سے منہ نہ لگائے یہاں تک کہ دیکھ لے مگر یہ کہ برتن (پہلے سے) ڈھکا ہوا ہو۔

برتن میں اگر مکھی گر جائے تو؟

عن ابی ہریرۃؓ رفعہ قال اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فا ملقوہ یقول اغمسوہ فان فی احد جناحیہ داء وفی الآخرشفاء وانہ یتقی بجناحہ الذی فیہ الداء فلیغمسہ کلہ(۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو برتن میں موجود پانی وغیرہ میں ڈبو دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء۔ وہ اپنے اس پر کو مقدم کرتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے لہذا اسے پوری طرح ڈبودو۔

(کسی کو اگر طبعی طور پر ایسے پانی کو پینا پسند نہ ہو تو نہ پیئے لیکن اس کو نہ بھولنا چاہیئے کہ بہت سے علاقوں میں پانی کی قلت ہوتی ہے اور اگر دودھ وغیرہ میں گر جائے تو بہت سے لوگوں میں اس کی استطاعت نہ ہوگی کہ اسے ضائع کردیں)

---

(۱) ابوداؤد بحوالہ الطب النبوی ص:۱۸۲

(۲) الطب النبوی ص:۱۷۸

(۳) الطب النبوی ص:۸۸

متعدی امراض سے بچاؤ کی تدابیر

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہؐ لایوردن ممرض علی مصح(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیمار کو صحتمند کے پاس نہ لایا جائے

عن النبیؐ انہ قال کلم المجذوم وبینک وبینہ قیدرمح اورمحین(۲)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جذام والے سے ایک یا دو نیزوں کے فاصلے سے گفتگو کرو۔

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہؐ فرمن المجذوم کماتفرمن الاسد(۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجذوم (جذام والے) سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

عن عمروبن الشرید عن ابیہ قال کان فی وفدثقیف رجل مجذوم فارسل الیہ النبیؐ اناقدبایعناک فارجع(۴)

قبیلہ بنو ثقیف کے وفد میں ایک مجذوم شخص بھی تھا۔ نبی ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کرلیا ہے لہذا تم لوٹ جاؤ۔

متعدی امراض کے مریضوں سے سابقہ پیش آنے پر اللہ تعالی پر توکل واعتماد

عن عبداللہبن عمرؓان رسول اللہؐ اخذبید رجل مجذوم فادخلھا معہ فی القصعۃ وقال کل باسم اللہ ثقہ باللہ وتوکلاعلیہ(۵)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اس کو کھانے کے برتن میں داخل کیا اور فرمایا باسم اللہ ثقۃ باللہ و توکلا علیہ (اللہ کے نام کے ساتھ اس پر اعتماد و توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

---

(۱) الطب النبوی ص:۱۱۶

(۲) الطب النبوی ص:۱۱۶

(۳) الطب النبوی ص:۱۱۶

(۴) مسلم بحوالہ الطب النبوی ص:۱۱۶

(۵) ترمذی ص:۴ ج:۲

تعدیہ امراض کے بارے میں غیر تحقیقی اور جاہلی نظریات کی نفی

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاعدوی ولاھامہ ولاصفر فقال اعرابی الرمل لکانھاالظبا فیخالطھاالبعیرالاجرب. فیجربھا فقال رسول اللہ ﷺ فمن اعدی الاول(۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں نہ تو تعدیہ (امراض کا جاہلی نظریہ) ہے اور نہ بدروح (کا نظریہ) ہے اور نہ ہی صفر (کے مہینے کے منحوس ہونے کا جاہلی نظریہ) ہے۔ ایک بدوی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے کہ کچھ اونٹ ریت میں ہرنوں کی طرح صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ انمیں ایک خارش زدہ اونٹ آملتا ہے اور دوسرے اونٹوں کو خارش زدہ کردیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی۔

خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں

اللھم انی اعوذبک من البرص والجنون والجذام وسیئی الاسقام

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اللھم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والا ھوا والا دواء

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق، اعمال خواہشات اور امراض سے (تو مجھے ان سے محفوظ رکھ)

اللھم انی اعوذ بک من الھدم و اعوذبک من التردی واعوذ بک من الغرق والحرق والھرم واعوذبک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت واعوذبک من ان اموت فی سبیلک مدبرا واعوذ بک من ان اموت لدیغا

---

(۱) بخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص: ۳۹۱

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی عمارت وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی اونچی جگہ سے) گر کر مرنے سے اور پناہ مانگتا ہوں ڈوب کر مرنے سے جل کر مرنے سے اور حد سے زیادہ بڑھاپے سے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مرتے وقت میرے ہوش وحواس خبط کردے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے راہ میں (جنگ سے) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ بچھو کے کاٹنے سے مروں۔

واعوذبک من الصمم والبکم والجنون والجذام وسئی الاسقام وضلع الدین (حصن حصین)

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن سے گونگے پن سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور بدترین (موذی) بیماری سے اور قرض کے غلبہ سے۔

۳ علاج معالجہ

علاج کا مشورہ دینا عن اسامہ بن شریکؓ قال کنت عند النبیؐ وجاءت الاعراب فقالوایارسول اللّٰہ انتداوی فقال نعم یاعباداللّٰہ تداووافان اللّٰہ عزوجل لم یضع داء الاوضع له شفاء غیرداء واحدقالواماهوقال الهرم (۱)

اسامہ بن شریکؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا۔ چند بدو آئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم دوا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اے اللہ کے بندو دوا کیا کرو کیونکہ اللہ تعالی نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس کیلئے شفاء بھی پیدا کی ہے سوائے ایک بیماری کے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا بڑھاپا۔

(۱) (مسند احمد) بحوالہ الطب النبوی ص:۸

طبیب کو مریض کے پاس بھیجنا

عن جابرؓ قال بعث رسول اللہ الی ابی بن کعب طبیبا فقطع منہ عرقا ثم کواہ علیہ(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب ؓ کے پاس ایک طبیب کو بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹا پھر اس کو داغ لگایا۔

ماہر طبیب کو اختیار کرنا

عن زید بن اسلم ان رجلا فی زمن رسول اللہ جرح فاحتقن الدم وان الرجل دعا رجلین من بنی انمار فنظرا الیہ. فزعم ان رسول اللہ ؐ قال لھما ایکما اطب فقال اوفی الطب خیر یارسول اللہ فقال انزل الدواء الذی انزل الداء(۲)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک صاحب کو زخم لگا۔ ان صاحب نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلوایا۔ دونوں نے آ کر معائنہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں میں سے طب میں زیادہ ماہر کون ہے؟ ان صاحب نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا طب میں خیر و بھلائی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اسی نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے۔

---

(۱) (مسلم) بحوالہ الطب النبوی ص:۴۹

(۲) (موطا امام مالک) بحوالہ الطب النبوی ص:۱۰۵

جاہل طبیب نقصان کا ذمہ دار ہو گا

عن عمروبن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول اللهﷺمن تطبب ولم یعلم منه الطب قبل ذلک فھوضامن(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کا علاج کیا حالانکہ اس کے بارے میں اس سے پیشتر طبیب ہونے کا علم نہ ہو تو (جو نقصان ہو گا اس کا) تاوان اس کے ذمے ہو گا۔

حلال دواؤں کی موجودگی میں حرام ادویہ سے اجتناب

عن ابی الدرداؓقال قال رسول اللهﷺ ان الله انزل الداءوالدواء وجعل لکل داءدواء فتداووا ولاتداووا بالمحرم(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ نے بیماری اور دوا پیدا کی اور ہر بیماری کیلئے دوا بنائی سنو! اے لوگوں تم دوا کرو۔ البتہ حرام چیز کو دوا نہ بناؤ۔

عن طارق بن سوید الحضرمیؓقال قلت یارسول اللهﷺ بارضنا اعنابا نعتصرھافنشرب منھا ؟قال لافراجعته قلت انا نستشفی للمریض قال ان ذلک لیس بشفاء ولکنه داء(۳)

طارق بن سوید حضرمیؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں انگور ہوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر اس کو پی سکتے ہیں ؟ (یعنی شراب بنا کر) آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے دوبارہ آپ سے یہ سوال کیا کہ ہم یہ مریض کو بطور دوا کے پلا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا یہ (یعنی شراب) شفاء نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود بیماری ہے۔

---

(۱) ابوداؤد۔ بحوالہ الطب النبوی ص:۱۰۷

(۲) ابوداؤد۔ بحوالہ الطب النبوی ص:۱۲۱

(۳) مسلم۔ بحوالہ الطب النبوی ص:۱۲۲

رسول اللہ ﷺ کا اپنا علاج کرانا

عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک احتجم رسول اللہؐ علی کاھلہ من اجل الذی اکل من الشاہ. حجمہ ابوھند بالقرن والشفرہ. وھومولی لبنی بیاضہ من الانصار. وبقی بعد ذلک ثلاث سنین حتی کان وجعہ الذی توفی فیہ فقال ما زلت اجد من الاکلہ التی اکلت من الشاہ یوم خیبر حتی کان ھذا اوان انقطاع الابھر منی فتوفی رسول اللہؐ شھیدا.(۱)

رسول اللہ ﷺ نے گردن سے نیچے کمر کے بالائی حصے پر مسموم (زہریلی) بکری کا گوشت کھانے کی بنا پر پچھنے لگوائے۔ ابو ھند نے سینگ اور نیزے کے پھل کی نوک سے پچھنے لگائے۔ اس کے بعد آپ تین سال حیات رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خیبر کے موقع پر جو مسموم بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ یہاں تک کہ گویا اب ابہر رگ کے پھٹنے کا وقت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو شہادت کی وفات نصیب ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک پر کپڑا باندھنا

عن ابن عباسؓ قال خطبنا رسول اللہؐ وقد عصب راسہ بعصابہ(۲)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ کے سر پر (سر درد کی وجہ سے (کپڑا باندھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا دوسروں کا علاج کرنا۔

اپنے مبارک ہاتھوں سے داغنا

عن جابرؓ قال رمی سعد بن معاذ فی اکحلہ فحسمہ النبیؐ بیدہ بمشقص ثم ورمت فحسمہ الثانیہ(۳)

---

(۱) الطب النبوی ص:۶۷

(۲) الطب النبوی ص:۶۸

(۳) مسلم بحوالہ الطب النبوی ص:۴۹

سعد بن معاذؓ کے بازو میں اکحل رگ پر تیر لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے نیزے کے پھل سے داغ لگایا۔ سعدؓ کے ہاتھ میں جب دوبارہ ورم ہوا تو آپ نے دوبارہ داغ لگایا۔

بیماری میں دوا تجویز کرنا۔ عن ابی سعید الخدری قال جاء رجل الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ان اخی استطلق بطنہ فقال رسول اللّٰہ اسقہ عسلا فسقاہ ثم جاء فقال سقیتہ فلم یزدہ الا استطلاقا فقال لہ ثلاث مرات ثم جاء الرابعہ فقال اسقہ عسلا فقال لقد سقیتہ فلم یزدہ الا استطلاقا فقال رسول اللّٰہ صدق اللّٰہ وکذب بطن اخیک فسقاہ فبرأ(۱)

ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو اسہال لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا اور پھر آکر اس نے کہا کہ میں نے اس کو شہد پلایا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ تین مرتبہ آپ نے فرمایا شہد ہی پلاؤ۔ چوتھی مرتبہ جب آپ نے یہی فرمایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو شہد پلایا ہے۔ لیکن اس کی تکلیف میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے خطا کی ہے۔ پھر جب شہد پلایا تو تکلیف دور ہو گئی۔

عن سلمی خادمہ النبیؐ قالت ماکان احدیشتکی الی رسول اللّٰہ وجعافی راسہ الاقال احتجم ولاوجعافی رجلیہ الاقال اختضبہما(۲)

نبی ﷺ کی خادمہ سلمیٰ کہتی ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے سر میں درد کی شکایت کرتا تو آپ سینگی (پچھنے) لگوانے کا حکم دیتے اور جو کوئی اپنے پاؤں میں درد کی شکایت کرتا تو آپ اس کو مہندی لگانے کا حکم دیتے۔

---

(۱) بخاری بحوالہ الطب النبوی ص:۲۵

(۲) ابوداؤد بحوالہ الطب النبوی ص:۶۹

علاج کے طور پر مردوں کیلئے صرف تلوؤں میں مہندی لگانا جائز ہے۔البتہ پاؤں کی پشت اور ناخنوں پر مہندی نہ لگے تاکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری

ان النبیؐ رخص لعرفجہبن سعدؓلماقطع انفہ یوم الکلاب واتخذانفامن ورق فانتن علیہ فامرہ النبیؐ ان یتخذ انفامن ذھب(۱)

عرفجہ بن سعد علیہ السلام کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی اور انہوں نے چاندی کی مصنوعی ناک لگالی تھی۔ لیکن جب وہ بدبودار ہوگئی تو نبی ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگانے کا حکم فرمایا۔

تکلیف دہ طریقۂ علاج سے اجتناب

عن انسؓ قال قال رسول اللہؐ لاتعذبوا صبیانکم بالغمزمن العذرہ وعلیکم بالقسط(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو حلق کے درد میں حلق کو دبا کر تکلیف مت دو بلکہ قسط کا استعمال لازم پکڑو۔

عن ام قیسؓ قالت قال رسول اللہؐ علی ماتدغرن اولادکن بھذا العلاق علیکن بھذاالعودالھندی فان فیہ سبعہ اشفیہ منھاذات الجنب یسعط من العذرہ ویلدمن ذات الجنب(۳)

ام قیسؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے بچوں کے حلق کو انگلی سے کیوں دباتی ہو۔اس عودہندی کے استعمال کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں سات شفائیں ہیں۔ان میں سے ایک ذات الجنب سے شفاء ہے۔حلق کے درد میں اس کے قطرے ناک میں ٹپکانے جائیں اور ذات الجنب میں اس کے قطرے منہ میں ٹپکانے جائیں۔

---

(۱) ترمذی ص:۳۰۶ ج:۱

(۲) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۳۸۷

(۳) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۳۸۷

طبیب کا اپنا علاج کرنا

عن سلمی خادمہ النبیؐ قالت ماکان یکون برسول اللّٰہؐ قرحہ ولا نکبۃ الا امرنی ان اضع علیھا الحناء (۱)

نبی ﷺ کی خادمہ سلمی کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب بھی کبھی چھری تلوار وغیرہ کا زخم یا پتھر کانٹے سے زخم لگتا تھا تو آپ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں اس پر مہندی لگادوں۔

رسول اللہ ﷺ کا مختلف بیماریوں کا علاج بتانا

عن زید بن ارقم قال امرنا رسول اللّٰہؐ ان نتداوی من ذات الجنب بالقسط البحری والزیت (۲)

زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ذات الجنب کی بیماری میں ہم قسط بحری اور زیتون کا تیل بطور دوا استعمال کریں۔

عن زید بن ارقمؓ قال کان النبیؐ ینعت الزیت والورس من ذات الجنب (۳)

نبی ﷺ ذات الجنب کی بیماری میں زیتون کا تیل اور ورس کی تعریف فرماتے تھے۔ (ورس ایک قسم کی گھاس کی مانند ہے جس سے رنگائی کا کام لیتے ہیں۔

عن سعدؓ قال مرضت مرضا فاتانی رسول اللّٰہؐ یعودنی فوضع یدہ بین ثدلیی حتی وجدت بردھا علی فوادی وقال لی انک رجل مفوؤد فات الحرث بن کلدہ من ثقیف فانہ رجل یتطبب فلیاخذ سبع تمرات من عجوہ المدینہ فلیجاھن بنوا ھن ثم لیلدک بھن (۴)

سعدؓ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔

---

(۱) ترمذی ص:۲۵ ج:۲

(۲) ترمذی ص:۲۸ ج:۲

(۳) ترمذی ص:۲۸ ج:۲

(۴) ابوداؤد بحوالہ الطب النبوی ص:۷۵

آپ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تمہارے دل میں تکلیف ہے۔ حارث بن کلدہ کو بلاؤ کیونکہ وہ طب سے واقف ہیں۔ اور حارث کو چاہیے کہ وہ مدینہ کی عجوہ (کھجور) کے سات دانے لیں اور ان کو گٹھلیاں سمیت کوٹ لیں اور وہ تمہارے منہ میں ٹپکائیں۔

عن انس بن مالکؓ قال قدم رھط من عرینه وعکل علی النبیؐ فاجتو واالمدینه فشکوا ذلک الی النبیؐ فقال لو خرجتم الی ابل الصدقه فشربتم من ابوالھاو البانھا ففعلوا فلما صحوا...الخ(۱)

عرینہ اور عکل کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ انہوں نے اس کی شکایت نبی ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جاؤ اور ان کے پیشاب (بدن پر ملو اور انکا) دودھ پیو تو فائدہ ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ صحیح وتندرست ہوگئے۔۔۔

عن انس بن مالکؓ قال سمعت رسول اللّٰہؐ یقول دواء عرق النساء الیه شاہ اعرابیه تذاب ثم تجزا ثلاثه اجزاء ثم تشرب علی الریق فی کل یوم جزء(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرق النسا کی دوا بدوی دنبے کی چکتی ہے جو پگھلائی جائے اور اس کے تین حصے کئے جائیں اور ایک حصہ ہر روز نہار منہ پیا جائے۔

مختلف اشیاء اور ادویہ کے فوائد کا ذکر کرنا

عن ابی ھریرۃؓ ان ناسامن اصحاب رسول اللّٰہؐ قالوالرسول اللّٰہؐ الکماہ جدری الارض فقال رسول اللّٰہؐ الکماہ من المن وماؤھا شفاء العین والعجوہ من المدینه وھی شفاء منالسم(۳)

---

(۱) بحوالہ الطب النبوی ص:۳۵

(۲) ابن ماجہ بحوالہ الطب النبوی ص:۵۶

(۳) مشکوٰۃ ص:۳۹۱

چند صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ سانپ کی چھتری (کھمبی) زمین کی خارش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو احسان الٰہی ہے اور اس کا پانی آنکھ کیلئے شفاء ہے اور مدینہ کی عجوہ (کھجور) زہر سے شفاء ہے۔

عن اسماء بنت عمیسؓ ان النبیؐ سالھابماتستمشین قالت بالشبرم قال حا رجارقالت ثم استمشیت بالسنا فقال النبیؐ لو ان شیاء کان فیه الشفاء من الموت لکان فی السنا(۱)

نبی ﷺ نے اسماء بنت عمیسؓ سے پوچھا کہ مسہل کے طور پر کیا استعمال کرتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ شبرم۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو گرم و خشک ہے۔ اسماء کہتی ہیں پھر میں نے سنا کا استعمال شروع کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر کسی شئی میں موت سے شفاء ہوتی تو سنا میں ہوتی۔

عن ابی ہریرۃؓ انه سمع رسول اللّٰہ یقول فی الحبه السوداء شفاء من کل داء الاالسام قال ابن شهاب السام الموت والحبه السوداء الشونیز(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کالے دانے میں سوائے موت کے ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ابن شہاب زہری کہتے تھے کہ کالے دانے سے مراد شونیز یعنی کلونجی ہے۔

۴ بیماری میں پرہیز

مضر اشیاء سے پرہیز عن ام المنذر بنت قیسؓ الانصاریه قالت دخل علی رسول اللّٰہ ومعه علی(وعلی ناقه من مرض) ولنا دوال معلقه فقام رسول اللّٰہ یاکل منها وقام علی یاکل منها فطفق رسول اللّٰہ یقول لعلی مه فانک ناقه حتی کف قالت وصنعت شعیرا و سلقا فجئت به فقال النبیؐ لعلی من هذا اصب فانه انفع لک.(۳)

---

(۱) ترمذی ص:۲۸ ج:۲

(۲) بخاری بحوالہ الطب النبوی ص:۲۲۹

(۳) ابن ماجہ بحوالہ الطب النبوی ص:۸۱

ام منذرؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام بھی تھے۔ ہماری کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ وہ کھجور کھانے لگے۔ حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اے علی رک جاؤ کیونکہ تمہارے اندر ابھی مرض کی نقاہت باقی ہے۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے جواور چقندر پکائے اور وہ پیش کیئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی یہ کھاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہت نفع مند ہے۔

غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت

مریض اگر ایسی شئی کھانے کی خواہش کرے جس میں اس کیلئے ضرر نہ ہو یا نفع زیادہ ہو تو اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنا۔

عن صهيب قال قدمت على النبیؐ وبين يديه خبزوتمرفقال ادن وكل فاخذت تمرافاكلت فقال اتاكل تمراوبک رمد؟ فقلت يارسول اللهؐ امضغ من الناحيه الاخرى فتبسم رسول اللهؐ(١)

۔ صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ کے سامنے روٹی اور چھوارے رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا آجاؤ اور کھاؤ۔ میں نے ایک چھوارا اٹھایا اور کھالیا۔ آپ نے فرمایا تم چھوارے کھارہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دکھ رہی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں دوسری جانب سے کھارہا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا

عن علیؓ انه دخل على رسول اللهؐ وهوارمدوبين يدى النبیؐ تمرياكله فقال ياعلى تشتهيه؟ ورمى اليه بتمره ثم باخرى حتى رمى اليه سبعاثم قال حسبک ياعلى(٢)

---

(۱) ابن ماجہ بحوالہ الطب النبوی ص:۸۲

(۲) الطب النبوی ص:۸۳

حضرت علیؓ آشوب چشم کی تکلیف کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپکے سامنے کچھ چھوارے رکھے ہوئے تھے جو آپ تناول فرما رہے تھے۔ آپنے نے پوچھا اے علی کیا اس کی خواہش ہے؟ اور انکی طرف ایک چھوارہ پھینکا۔ پھر ایک اور پھینکا یہاں تک سات چھوارے ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے علی بس تمہارے لئے اتنے کافی ہیں۔

مریض کی خواہش کو پورا کرنا | عن ابن عباسؓ ان النبیؐ عاد رجلا فقال له ماتشتهی، فقال اشتهی خبز بر فقال النبیؐ من کان عنده خبز بر فلیبعث الی اخیه ثم قال اذا اشتهی مریض احدکم شیًا فلیطعمه(۱)

نبی ﷺ ایک شخص کی عیادت کو گئے اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے گندم کی روٹی کی خواہش ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے ہاں گندم کی روٹی ہو تو وہ اپنے بھائی کو بھیج دے۔ پھر ارشاد فرمایا جب تمہارا کوئی مریض کسی شئی کی خواہش کرے تو وہ شی اس کو کھلادو۔

مریض کو نرم غذا دینا | عن عائشةؓ کان رسول اللهؐ اذا قیل له ان فلانا وجع لایطعم الطعام قال علیکم بالتلبینه فحسوه ایاه ویقول والذی نفسی بیده انها تغسل بطن احدکم کما تغسل احدا کن وجهها من الوسخ(۲)

جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا جاتا کہ فلاں کو تکلیف ہے اور وہ کھانا نہیں کھا رہا تو آپ فرماتے کہ تلبینہ (دودھ اور شہد سے بنا ہوا حریرہ) (کا استعمال کرو اور گھونٹ گھونٹ پلاؤ۔ نیز فرماتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تلبینہ پیٹ کو ایسے صاف دھوتا ہے اور کرتا ہے جیسے تم میں سے ایک عورت اپنے چہرے سے میل کو دھوتی ہے۔

---

(۱) ابن ماجہ، بحوالہ الطب النبوی ص:۸۴

(۲) الطب النبوی ص:۹۵

بیماری کے باعث بعض افعال سے پرہیز

ذکرابونعیم انہٗ کان اذا رمدت عین امراہ من نسائہ لم یاتھا حتی تبرأ عینھا (۱)

جب نبی ﷺ کی ازواج میں سے کسی کو آشوب چشم کی تکلیف ہوتی تھی تو جب تک ان کی تکلیف دور نہ ہو جاتی آپ ان سے جماع نہ کرتے۔

۵ بیمار کی عیادت

اہمیت و فضیلت عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفہ الجنہ حتی یرجع (۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹنے تک وہ جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے (یعنی جنت میں لے جانے والے عمل میں ہوتا ہے)

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ان اللہ تعالی یقول یوم القیامہ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ (۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالی فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت

---

(۱) الطب النبوی ص:۸۴

(۲) مسلم بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۳

(۳) مسلم بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۳

نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

عن زید بن ارقم قال عادنی النبیؐ من وجع کان بعینی(۱)

زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میری آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے میری عیادت کی۔

عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہؐ من توضافاحسن الوضوء وعاداخاہ المسلم محتسبابوعد من جنھم مسیرہ ستین خریفا(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو وہ ساٹھ سال کی مسافت جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے۔

عیادت کے آداب

عن ابن عباسؓ قال من السنہ تخفیف الجلوس وقلہ الصخب فی العیادہ عند المریض(۳)

عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کے وقت سنت طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی دیر بیٹھو اور شور نہ کرو۔

عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہؐ العیادہ فواق ناقہ و فی روایہ افضل العیادہ سرعہ القیام(۴)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیادت تو بس اتنی دیر ہے جتنی دیر کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے درمیان مختصر سا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ افضل عیادت اس میں ہے کہ جلدی اٹھ جائے۔

---

(۱) ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۵

(۲) ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۵

(۳) مشکوۃ ص:۱۳۸

(۴) بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۸

عن ابن عباسؓ ان النبیؐ کان اذا دخل علی مریض یعودہ قال لا باس طھورانشا ءاللہ(۱)

نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کیلئے تشریف لےجاتےتھے تو فرماتےتھے کہ اس کو مشقت خیال نہ کرو بلکہ انشاء اللہ یہ گناہوں کودور کرنےوالا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہؐ مامن مسلم یعود مسلما فیقول سبع مرات اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الاشفی الا ان یکون قد حضراجلہ(۲)

رسول اللہ ﷺ نےارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت کو جاتا ہےاور سات مرتبہ یہ کہتا ہے۔

اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

تواس کوشفاہوتی ہےالایہ کہ مریض کی موت ہی کاوقت ہوچکاہو۔

عن عبد اللہؓ بن عمروقال قال رسول اللہؐ اذا جاء الرجل یعودمریضا فلیقل اللھم اشف عبدک ینکأ لک عدوا اویمشی لک الی جنازہ(۳)

رسول اللہ ﷺ نےارشادفرمایا جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کوجائے تو یوں کہے۔

الھم اشف عبدک ینکأ لک عدوا او یمشی لک الی جنازہ

(اے اللہ اپنے بندے کو شفاعطافرماتاکہ تیرے دشمن کو یہ زخم لگائے اور تیری رضا کیلئے جنازہ کےساتھ چلے)

عن ابی سعیدؓقال قال رسول اللہؐ اذادخلتم علی المریض فنفسوالہ فی اجلہ فان ذلک لایرد شیٔاو یطیب بنفسہ(۴)

---

(۱) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

(۲) ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۵

(۳) ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۶

(۴) ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۷

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم مریض کے پاس (عیادت کیلئے) جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کے غم کو دور کرو تمہاری یہ بات تقدیر کو تو نہیں پھیر سکتی لیکن مریض کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال ان رسول اللّٰہﷺ عاد مریضا فقال ابشر فان اللہ تعالی یقول ھی ناری اسلطھا علی عبدی المومن فی الدنیا لتکون حظہ من النار یوم القیامہ(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا کہ خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ قیامت کے دن کی آگ کے بدلے میں ہو جائے۔

دوا کے ساتھ اور بغیر دوا کے بھی مریض کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا

عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللّٰہﷺ اذا اشتکی منا انسان مسحہ بیمینہ ثم قال اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک لا یغادر سقما(۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے جسم پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا کرتے۔

اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک لا یغادر سقما۔

عن عائشۃؓ قالت کان النبیﷺ اذا اشتکی نفث علی نفسہ بالمعوذات و مسح عنہ بیدہ فلما اشتکی وجعہ الذی توفی فیہ کنت انفث علیہ بالمعوذات التی کان ینفث وامسح بید النبیﷺ(۳)

نبی ﷺ جب بیمار ہوتے تو آپ معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھوں کو اپنے جسم (مبارک) پر پھیر لیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب آپ مرض

(۱) مسند احمد بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۸

(۲) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

(۳) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

وفات میں مبتلا ہوئے تو میں نے وہی معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھ مبارک پر دم کیا اور آپ کے ہاتھ آپ کے جسم (مبارک) پر پھیرے۔

عن عثمان بن ابی العاصؓ انه شکی الی رسول اللهؐ وجعا یجده فی جسده فقال له رسول اللهؐ ضع یدک علی الذی یالم من جسدک وقل بسم الله ثلاثا وقل سبع مرات اعوذبعزه الله وقدرته من شرمااجد واحاذرقال ففعلت فاذهب الله ماکان بی(۱)

عثمان بن ابی العاصؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ اپنے جسم کے تکلیف دہ حصے پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ

اعوذ بعزه الله وقدرته من شرمااجد واحاذر

کہو۔ عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا اور اللہ تعالی نے میری تکلیف دور فرمادی۔

عن ابی سعید الخدری ان جبرئیل اتی النبیؐ فقال یا محمد اشتکیت فقال نعم قال بسم الله ارقیک من کل شئی یوذیک من شرکل نفس اوعین حاسداللهیشفیک بسم اللهارقیک(۲)

حضرت جبرائیلؑ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے محمد کیا آپ بیمار ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی

بسم الله ارقیک من کل شئی یوذیک من شر کل نفس او عین حاسدالله یشفیک بسم الله ارقیک.

---

(۱) مسلم بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

(۲) مسلم بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

۶- بیماری میں ابتلاء کی حکمت

گناہوں سے مغفرت

عن ابی سعیدؓ عن النبیؐ قال مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا غم حتی الشوکه یشاکها الاکفرالله بها من خطایاه (۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو بھی زخم و تکلیف اور فکر و حزن و غم پہنچے یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی اس کو چبھے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

عن جابرؓ قال دخل رسول اللهؐ علی ام السائب فقال مالکتزفزفین قالت الحمی لا بارک الله فیها فقال لا تسبی الحمی فانها تذهب خطایا بنی آدم کما یذهب الکیر خبث الحدید(۲)

رسول اللہ ﷺ ام السائبؓ کے پاس تشریف لے گئے تو انکی حالت دیکھ کر ان سے پوچھا تم کپکپا کیوں رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے) اللہ اس میں برکت نہ رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ اولاد آدم کے گناہ اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔

عن ابی موسیٰؓ ان رسول اللهؐ قال لایصیب عبدا نکبه فما فوقها او دونها الا بذنب ومایعفو اللهتعالی اکثر وقرأ وَمَا اَصَابَکُم من مُصیبَه فَبِمَا کَسَبَت ایدیکم ویعفوعن کثیر.(۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کو جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے اور جن گناہوں سے اللہ تعالی درگزر فرماتے ہیں وہ زیادہ ہوتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی

---

(۱) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

(۲) مسلم بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۵

(۳) ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۶

وما اصابکم من مصیبه فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر.

عن انسؓ قال قال رسول اللہؐ اذا اراد اللہ بعبدہ الخیرعجل له العقوبه فی الدنیاواذا اراداللہبعبدہ الشر امسک عنه بذنبه حتی یوافیه یوم القیامه(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کاارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دنیا ہی میں سزا دے لیتے ہیں اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ برائی کاارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کا بدلہ اس سے روک لیتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو (اس کے گناہو کی) پوری سزا دیتے ہیں۔

رفع درجات کا سبب

عن محمد بن خالد السلمی عن ابیه عن جدہ قال قال رسول اللہؐان العبد اذا سبقت له من اللہ منزله لم یبلغها بعمله ابتلاہ اللہ فی جسدہ او فی ماله او فی ولدہ ثم صبرہ علی ذلک حتی یبلغه المنزله التی سبقت له من اللہ(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کیلئے اللہ کی جانب سے بلند مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ اس تک پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش میں مبتلا کردیتے ہیں پھر اس کو اس آزمائش میں صبر عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی جانب سے لکھے ہوئے مرتبہ پر فائز ہوجاتا ہے۔

عن انسؓقال قال رسول اللہؐان عظم الجزا ءمع عظمؒ البلاء۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا انعام بری آزمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔

مرض اور اصلاح احوال و اعمال

عن عامر الرام قال ذکر رسول اللہؐ الاسقام فقال ان المومن اذا اصابه السقم ثم عافاہ اللہ عز وجل منه کان

(۱) مشکوۃ ص:۱۳۶

(۲) ابوداؤد،بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۷

كفارةلمامضى من ذنوبه وموعظه فيمايستقبل وان المنافق اذامرض ثم اعفى كان كالبعيرعقله اهله ثم ارسلوه فلم يدر لم عقلوه ولم ارسلوه(۱)

رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل اس کو صحت عطا فرماتے ہیں تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کیلئے نصیحت بنتی ہے۔اس کے برعکس منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہوتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ اس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو پھر کھول دیا ہو اور اونٹ کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ اسکو کیوں باندھا تھا اور کیوں کھول دیا۔

مریض کو فائدہ رضا بالقضا میں ہے

عن انسؓ قال قال رسول اللهؐ ان الله عزو جل اذا احب قوما ابتلاهم فمن رضى فله الرضا ،من سخط فله السخط(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کچھ لوگوں کو پسند کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں تو جو تکلیف پر راضی ہوئے ہیں انسے اللہ راضی ہوتے ہیں اور جو اللہ کی قضا پر راضی نہیں ہوتے اللہ ان سے ناراض ہوتے ہیں۔

عن شدادبن اوس والصنابحى انهما دخلا على رجل مريض يعودانه فقالاله كيف اصبحت قال اصبحت بنعمه قال شداد ابشربكفارات السيأت وحط الخطايافانى سمعت رسول اللهؐ يقول ان الله عز وجل يقول اذا انا ابتليت عبدا من عبادى مومنا فحمدنى على ما ابتليته فانه يقوم من مضجعه ذلک كيوم ولدته امه من الخطاياويقول الرب تبارک وتعالى اناقيدت عبدى وابتليته فاجرواله ماكنتم تجرون له وهو صحيح(۳)

---

(۱) ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص:۱۳۷

(۲) ترمذی ص:۶۵ ج:۲

(۳) احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص:۱۳۷

شداد بن اوس اور صنابحی ایک بیمار شخص کی عیادت کیلئے اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ اس نے جواب دیا کہ بڑی نعمت یعنی اللہ کی قضاء پر رضاو تسلیم کے ساتھ کی۔اس پر شداد علیہ السلام نے کہا کہ تمہیں گناہوں کے کفاروں اور خطاؤں کے مٹنے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو دکھ و تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف اٹھے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اسکو جنا تھا اور اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کیا اور اس کی آزمائش کی تو (اے فرشتو) تم اس کیلئے وہی اجر لکھو جو اس کیلئے صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔

بیماری پر اجر تکلیف کے بقدر عن سعدؓ قال سئل النبیؐ ای الناس اشدبلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینه فان کانت فی دینه صلبااشتد بلاؤه وان کان فی دینه رقه هون علیه نمازال کذلک حتی یمشی علی ارض ماله ذنب(۱)

نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے سخت مصیبت و تکلیف کس کو پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر جوان کے مشابہ ہیں اور اس کے بعد جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اس کی آزمائش و تکلیف بھی سخت ہوگی اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی تکلیف و آزمائش ہلکی ہوگی۔ یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر کچھ گناہ باقی نہیں رہتا۔

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال دخلت علی النبیؐ وھو یوعک فمسته بیدی فقلت یارسول اللہ انک لتوعک وعکا شدیدا فقال النبیؐ اجل انی اوعک کما

---

(۱) ترمذی ص:۶۵ ج:۲

یوعک رجلان منکم قال فقلت ذلک لان لک اجرین فقال اجل(۱)

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا کہ یارسول للہ ﷺ آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے بخار کی حرارت اتنی شدید ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔میں نے پوچھا کہ ایسا اس لئے ہے کہ آپ کو دو گنا اجر ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

---

(۱) بخاری بحوالہ مشکوۃ ص:۱۳۴

دوسرا باب

طہارت

وضو کو توڑنے والی اور نہ توڑنے والی اشیاء کا بیان

جو چیزیں سبیلین (پیشاب و پاخانہ کی راہوں) سے عادت کے طور پر نکلے۔

مسئلہ ۱ جو ریح (ہوا) مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (۱) کیونکہ کبھی تو یہ محض عضو کا اختلاج (پھڑکنا) ہوتا ہے اور کبھی ریح بھی ہوتی ہے تو چونکہ وہ نجاست کے مقام سے نہیں گزرتی اس لئے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ ریح بذات خود نجس اور وضو کو توڑنے والی نہیں ہے بلکہ نجس (پاخانہ کے) مقام سے گزرنے کی وجہ سے وضو کو توڑتی ہے۔

مسئلہ ۲ جو عورت مفضاۃ ہو یعنی جس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کے مقام کا درمیانی پردہ پھٹ کر دونوں راستے ایک ہوگئے ہوں اس کے فرج سے ریح نکلنے سے احتیاطاً وضو کرنا واجب ہے۔ یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳ جس عورت کا پیشاب اور جماع کا مقام (Urethra & Vagina) آپس میں مل کر ایک ہوگیا ہو تو اس کے آگے کے مقام سے یعنی Per Vagina ریح خارج ہونے پر اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا (۳)

مسئلہ ۴ جس مرد کا عضو تناسل (Penis) کٹ گیا ہو۔ اگر اس کے پیشاب کے مقام

---

(۱) درمختار حاشیہ علی ردالمحتار ص:۱۰۱ ج:۱ مطبوعہ کوئٹہ۔

(۲) ردالمحتار ص:۱۰۰ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۰۰ ج:۱

سے کوئی ایسی چیز نکلے جو پیشاب کے مشابہ ہو اگر وہ اس کو روکنے پر اس طرح قادر ہو کہ چاہے تو روک لے اور چاہے تو خارج کر دے تب تو وہ پیشاب ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس طرح پر قادر نہیں تو جب تک وہ (نکل آنے کے بعد) نہ بہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا(۱)

مسئلہ ۵ خنثیٰ (Pseudo- Hermaphrodite) کے متعلق جب یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ مردوں میں شامل ہے تو اس کی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے شمار ہو گی لہذا اس سوراخ سے کچھ ظاہر ہو تو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ بہہ نہ جائے۔(۲)

مسئلہ ۶ خنثیٰ مشکل (True Hermaphrodite) کے دونوں سوراخوں میں سے کسی ایک سے پیشاب نکلنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ بہے یا نہ بہے(۳)

مسئلہ ۷ اگر کسی مرد کے عضو تناسل میں زخم ہو اور اس میں دو سوراخ ہوں ان میں سے ایک سوراخ ایسا ہو کہ جس سے وہی چیز نکلتی ہے جو پیشاب کے راستے سے بہتی ہے اور دوسرا سوراخ ایسا ہو کہ اس سے وہ چیز نکلتی ہو جو پیشاب کے راستے سے نہ بہتی ہو تو پہلا سوراخ بمنزلہ ذکر کے سوراخ (Penile Opening) کے ہے جب پیشاب اس کے سرے پر ظاہر ہو گا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا خواہ بہے یا نہ بہے اور دوسرے سوراخ سے اگر کچھ رطوبت ظاہر ہو تو جب تک وہ نہ بہے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اگر وہ رطوبت بہے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا(۴)

---

(۱) بحر الرائق ص:۳۰ ج:۱

(۳،۲) در مختار ص:۱۱۱ ج:۱

(۴) رد المحتار ص:۱۱۱ ج:۱

مسئلہ ۸ اگر کسی شخص کا بواسیری مسہ (Haemorrhoidal Pile) اندر سے باہر نکل آئے اور اس کو ہاتھ یا کپڑے کے ذریعے اندر داخل کردے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر مثلاً چھینک آنے سے وہ مسہ خود بخود اندر داخل ہوجائے تب بھی وضو کو ٹوٹا ہوا سمجھا جائے اسی میں احتیاط ہے۔(۱)

مسئلہ ۹ شمس الائمہ الحلوانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کانچ کے نکلنے (Rectal Prolapse) کا یقین ہو جائے تو اس کے نکلنے ہی سے نجاست کے باطن سے ظاہر کی طرف نکلنے کے باعث وضو ٹوٹ جائے گا۔(۲)

مسئلہ ۱۰ جو منی شہوت کے بغیر نکلے اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا وہ کسی بلند جگہ سے گرا اور منی نکل آئی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا (یعنی اس صورت میں اس پر غسل فرض نہیں ہوگا صرف وضو فرض ہوگا)(۳)

سبیلین سے خلاف عادت نکلنے والی اشیاء

سبیلین (یعنی پیشاب و پاخانہ اور عورت کے جماع کے مقام (Vagina) سے خلاف عادت نکلنے والی چیزیں یہ ہیں۔

استحاضہ کا خون

Abnormal Uterine Bleeding کیڑا، کنکری (پتھری) زخم کا گوشت اور حقنہ کی نلی (Enema Tube) جو مقعد کے اندر غائب ہو گئی ہو۔

---

(۱) بحرالرائق ص:۳۱ ج:۱

(۲) بحرالرائق ص:۳۱ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۱۸ ج:۱

مسئلہ ۱۔ کیڑا یا پتھری اگر پاخانے کے مقام سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر مرد یا عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے تب بھی یہی حکم ہے۔(۱)

مسئلہ ۲۔ اگر کوئی شخص اپنے ذکر کے سوراخ(Penile Opening) میں تیل ٹپکائے پھر وہ تیل باہر نکل آئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ اما ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔(۲) عام طور پر عمل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر عورت نے اپنے فرج داخل(Vagina) میں تیل ٹپکایا یا مرہم لگائی تو اس تیل یا مرہم کے باہر نکل آنے سے اس کا وضو بالاتفاق ٹوٹ جائے گا۔(۳)

مسئلہ ۴۔ اگر تیل سے حقنہ(Enema) کیا پھر وہ تیل اس کی مقعد سے باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ حقنہ کی صورت میں تیل نجاست کے ساتھ مل جاتا ہے۔(۴)

مسئلہ ۵۔ اگر کسی شخص نے سوکھی انگلی پاخانے کے مقام میں داخل کی اور وہ انگلی اندر غائب نہیں ہوئی یعنی انگلی کا کچھ حصہ باہر ہے تو اس مسئلہ میں انگلی پر تری اور بو کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر تری یا بو موجود ہو تو وضو ٹوٹ

---

(۱) در مختار ص:۱۰۱ ج:۱

(۲) ردالمحتار ص:۱۱۰ ج:۱

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۱۳۸ ج:۱

(۴) ردالمحتار ص:۱۱۰ ج:۱

جائے گا ورنہ نہیں۔ پھر بھی احتیاط وضو کرنے میں ہے۔ اور اگر انگلی پوری اندر غائب ہو گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا تری یا بو کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔(۱)

مسئلہ ۶۔ اگر کسی کے پاخانے کے مقام میں کوئی سوکھی لکڑی مثلاً آلہ حقنہ کا سرا یا سوکھا Proctoscope یا کوئی Dilator وغیرہ داخل کیا اور اس کا ایک سرا باہر رہا تو اس پر تری یا بو ہونے کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر تری یا بو ہو گی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ البتہ احتیاطا وضو کر لینا چاہیے اور اگر کوئی آلہ پوری طرح اندر غائب ہو گیا تو ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا(۲)

مسئلہ ۷ لیکن یہی عمل اگر تر انگلی یا آلہ (یعنی جبکہ اس پر گلیسرین یا کوئی اور Lubricant لگا ہو) کے ساتھ کیا تو ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ غائب ہو یا نہ ہو۔(۳)

مسئلہ ۸ کسی عورت کے فرج Vagina میں (P/V Examination کیلئے) انگلی داخل کرنے سے مریض عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا۔(۴)

مسئلہ ۹ ولادت سے پیشتر جو پانی (Amniotie Fluid) چھوٹتا ہے وہ نفاس یا حیض نہیں بلکہ نجس رطوبت ہے۔ اس کا نکلنا مانع نماز نہیں بلکہ اس کے باوجود بھی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر نماز کے پورے وقت میں کوئی زمانہ ایسا نہ مل سکے جو اس رطوبت سے خالی ہو تو اس صورت میں عورت پر

---

(۱) ردالمحتار ص:۱۰۰ ج:۱

(۲) ردالمحتار ص:۱۰۰ ج:۱

(۳) امداد الاحکام ص:۲۵۶ ج:۱

(۴) ردالمحتار

معذور کے احکام جاری ہونگے اور اس رطوبت کے خارج ہوتے ہوئے نماز صحیح ہوگی مگر یہ ضروری ہے کہ اگر گدی(PAD) رکھنے سے تکلیف نہ ہو اور گدی رکھنے سے فرج خارج (Labia Majora) میں رطوبت نہ آئے تو اس حالت میں گدی کا نماز اور وضو سے پہلے رکھنا واجب ہوگا۔(۱)

مسئلہ ۱۰ فرج داخل کی رطوبتیں(Vaginal Secretions)امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہیں اور صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نجس ہیں۔ عمل صاحبین کے قول پر ہے۔ لہذا لیکوریا Leucorrhoea جو کہ فرج داخل کی رطوبت ہے اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ رحم سے خارج ہونے والی رطوبتیں Uterine Secretions بالاتفاق نجس ہیں۔(۲)

مسئلہ ۱۱ بواسیر کے علاج کیلئے کوئی تیل یا مرہم دبر میں لگائی گئی۔ جب وہ باہر نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اب یہ تیل اور مرہم نجس ہیں۔ یہ تیل یا مرہم اگر کپڑوں کو لگ جائے تو نجس ہونے کے باعث کپڑے کا اتنا حصہ بھی نجس و ناپاک ہوجائے گا(۳)اسی طرح بطور جلاب کے جب Liquid Paraffin کا استعمال کیا جائے اور وہ دبر سے ازخود نکل آئے یعنی Leak ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۲ اگر اچھی طرح استنجا سکھانے کے بعد پھر پیشاب کے قطرے آنے کا محض شک ہو تو مستحب ہے کہ نماز کے دوران پیشاب کی نالی میں روئی

---

(۱) امداد الاحکام ص:۲۵۶:ج:۱

(۲) رد المحتار

(۳) امداد الاحکام ص:۲۵۶ج:۱

بھر لے۔ اور اگر اس عمل کے بغیر قطرہ نہ رکتا ہو تو پھر یہ عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔(۱)

سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست کا نکلنا

(الف) یہ نجاست خون، پیپ، کچ لہو ہیں۔ان نجاستوں سے وضو ٹوٹنے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ نکل کر جسم کے اس حصہ تک بہہ جائیں جس کو پاک کرنے کا حکم ہے یعنی وہ بہہ کر بدن یا کپڑے کے اس حصہ تک پہنچ جائے جس کا دھونا یا مسح کرنا واجب یا مستحب ہے۔

بہنے کی تعریف یہ ہے کہ زخم کے سرے سے اٹھ کر نیچے کو اترے۔ پس جب تک خون زخم وغیرہ کے سرے پر ہے یعنی زخم کے احاطہ (Peripheries) کے اندر ہے اور اس سے اوپر اٹھ کر نیچے کو (یعنی زخم کے احاطہ سے باہر کو) نہیں بہا اس وقت تک وہ بہنے کے حکم میں نہیں ہے۔

مسئلہ ۱ اگر کسی کی آنکھ میں زخم سے خون نکل کر آنکھ کے ایک گوشے تک چلا جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ آنکھ کے اندر کا دھونا وضو یا غسل میں فرض یا واجب یا مستحب نہیں ہے۔(۲)

مسئلہ ۲ اسی طرح اگر کسی اور جگہ کے زخم کے اندر (یعنی Within The Peripheries) خون ایک جانب سے بہہ کر دوسری جانب چلا جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۳)

---

(۱) درمختار ص:۱۱۰ ج:۱

(۲،۳) بحرالرائق ص:۳۲ ج:۱

مسئلہ ۳ اگر خون سر (دماغ) سے (جیسا کہ Head Injuries شجہ راس میں ہوجاتا ہے) اتر کر ناک کی نرم جگہ تک آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا (کیونکہ غسل جنابت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے) (۱)

اسی طرح اگر دماغ سے جاری ہو کر ناک کی ہڈی تک آجائے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگرچہ ناک کی نرم جگہ تک نہ آیا ہو اس لئے بے روزہ شخص کیلئے وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈال کر اوپر کو کھینچنا کہ اس کے سخت حصے تک پہنچ جائے سنت ہے۔ (۲)

مسئلہ ۴ اگر کسی کے دماغ سے خون اتر کر کان کے اندر (یعنی External Auditory Tube) میں آجائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ غسل میں اس جگہ کو دھونا فرض نہیں ہے اور اگر کان کے سوراخ تک آجائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

مسئلہ ۵ اگر بالفعل خون کا بہنا نہ پایا جائے اور بالقوۃ (Potentially) بہنا پایا جائے مثلاً نکلتے ہوئے خون کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا (جیسا کہ Bleeding Time معلوم کرنے کیلئے بھی کیا جاتا ہے) اور وہ اتنا تھا کہ اگر وہ نہ پونچھتا تو بہہ جاتا تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اگر زخم سے تھوڑا سا خون نکلا اور زخم کے سرے پر ظاہر ہوا۔ اس نے روئی یا کپڑے یا کسی اور چیز مثلاً Tissue Paper سے پونچھ دیا یا اس پر مٹی یا راکھ ڈالدی یا اس پر روئی وغیرہ رکھ دی اور اس نے اس کو خشک کر دیا پھر خون نکلا اور اس نے پھر ایسا ہی کیا اور چند بار اسی طرح کیا تو نکلے ہوئے خون کی مقدار کو جمع کیا جائے اور دیکھا جائے گا کہ اگر نہ پونچھتا یا مٹی وغیرہ ڈال کر جذب نہ کرتا تو وہ بہہ جاتا یا نہیں۔ پس اگر اتنی مقدار بنتی ہو کہ جو بہہ جاتی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہ بات اجتہاد اور گمان غالب سے معلوم کی جائے گی کہ وہ بہنے والی مقدار تھی یا نہیں۔

(۱،۲) بحر الرائق ص: ۳۲ ج: ۱

یہ جمع کرنے کا حکم اس وقت ہے جبکہ ایک ہی مجلس (Sitting) میں یکے بعد دیگرے اس کو خشک کیا ہو۔ لیکن اگر مختلف مجالس میں ایسا کیا ہو تو اس کو جمع نہیں کیا جائے گا اور بہنے کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۶ چھوٹی چیچڑی، مچھر، پسو اور مکھی وغیرہ کے خون چوس لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ انکا پیا ہوا خون اتنا نہیں ہوتا کہ جو خود بہہ سکے اور اگر بڑی چیچڑی یا جونک خون چوس کر پر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ خون اسقدر ہو گا کہ خود بہہ سکے۔(۱)

مسئلہ ۷ وضو کو توڑنے میں زخم کو دبا کر نکالے ہوئے اور خود بخود نکلے ہوئے خون وغیرہ کا حکم مختار قول کی بنا پر یکساں ہے۔ پس اگر زخم پھوڑا پھنسی دنبل اور آبلہ وغیرہ کو دبا کر خون یا پیپ نکالا اور وہ بہنے کی حد کو پہنچ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۲)

مسئلہ ۸ اگر کسی شخص نے ناک سنکی اور اس سے جمے ہوئے خون کا کتلہ نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ منجمد خون ہے جبکہ نجس خون وہ ہے جو بہہ کر نکلے۔ پس اگر ناک سنکنے سے بہنے والا خون کا قطرہ نکلا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

مسئلہ ۹ اگر منہ یا دانتوں سے تھوک کے ساتھ خون مل کر آئے تو اگر خون غالب ہے یا برابر ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر خون مغلوب اور تھوک غالب ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

---

(۱) در مختار ص:۱۰۳ ج:۱

(۲) در مختار ص:۱۰۱ ج:۱

(۳) رد المحتار ص:۱۰۳ ج:۱

خون کے غالب ہونے کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ گہرا سرخ ہوگا اور برابر ہونے کی علامت یہ ہے کہ کم سرخ یعنی نارنجی رنگ کا ہوگا اور خون کے مغلوب ہونے کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ پیلا ہوگا۔(۱)

خون کا غالب ہونا اس کے بہنے والا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور برابر ہونے کی صورت میں بھی غلبہ وظن ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بہنے والا ہے۔

مسئلہ ۱۰ اگر کسی شخص نے کوئی چیز چبائی یا کاٹی یا اس نے دانتوں میں خلال یا سواک یا برش کا استعمال کیا اور اس چیز یا دانتوں پر خون کا اثر پایا تو جب تک وہ نہ بہے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۲)

اور اس کے بہنے والا ہونے کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ منہ اور دانتوں میں جس جگہ سے خون نکلا ہو اس جگہ پر انگلی یا کپڑا رکھے۔ اگر دوبارہ اس انگلی یا کپڑے پر خون ظاہر ہو تو گمان غالب یہ ہوگا کہ وہ خون بہنے والا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۱ اگر کسی نے فصد کھلوائی (Venesection) اور اس سے بہت سا خون نکلا اور اس طرح سے بہہ گیا کہ زخم کے سرے پر نہیں لگا یعنی اس کے بدن پر نہیں لگا کہ جسکے پاک کرنے کا حکم ہے تو بھی اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

اسی طرح خون کے کسی تجزیہ (Test) کیلئے سوئی کے ذریعے سرنج (Syringe) میں خون لیا یا وریدی ٹیکہ (Intravenous) لگانے کیلئے پہلے خون کو سرنج میں کھینچا یا خون کا عطیہ دیا تو ان تمام صورتوں میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

---

(۱) بحر ص:۳۵ ج:۱

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۱۴۰ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۹۹ ج:۱

(ب) کسی بیماری سے پانی کا نکلنا

اگر کسی باوضو شخص کے کان، آنکھ، پستان اور ناف سے پانی کسی درد کے بغیر نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر درد کے ساتھ نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۱)

مسئلہ ۲ اگر کسی کی آنکھ میں سے درد یا ورم یا کسی اور بیماری یا چوندھے پن کی وجہ سے پانی نکلتا ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر وہ پانی ہمیشہ بہا کرتا ہو تو اس کو ہر وقت کی نماز کیلئے تازہ وضو کرنا ہوگا جیسا کہ معذور کا حکم ہے(۲)

مسئلہ ۳ جس شخص کی آنکھ دکھتی ہو اور اس سے پانی بہتا ہو اور پھر آنکھ کی تکلیف دور ہونے کے بعد بھی اس کی آنکھ سے کسی درد کے بغیر ہمیشہ پانی بہتا رہے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کی آنکھ دکھنے کی وجہ سے آنسوؤں کا جاری رہنا لاحق ہوا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اب بھی پانی کا جاری رہنا بیماری کی وجہ سے ہے اگرچہ اس وقت پانی کا نکلنا آنکھ کے دکھنے اور کسی درد کے بغیر ہے۔(۳)

مسئلہ ۴ اسی طرح اگر درد کے ساتھ تو نہ نکلے لیکن کسی حاذق طبیب و ڈاکٹر کی تشخیص سے یا علامات و سابقہ تجربہ کی بنا پر خود مریض کو گمان غالب ہے اس کا زخم یا مرض سے نکلنا معلوم ہو تب بھی اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اصل وجہ تو مرض ہے درد تو علامت کے درجے میں ہے۔

نوٹ: چونکہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ نجس ہوتی ہے لہذا جس مریض کی آنکھ سے آنکھ میں تکلیف و بیماری کے باعث پانی نکلتا ہو وہ اس کو نماز کے کپڑوں سے نہ پونچھے۔

(۱،۲) ردالمحتار ص:۱۰۹ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۱۰ ج:۱

مسئلہ ۵ زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے بہتا رہتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۱)

مسئلہ اگر کوئی دوائی ناک کے رستے داخل کی گئی پھر وہ دوائی ناک ہی کی طرف سے واپس نکلی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر منہ کے رستے واپس نکلی تو امام کرخی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۲)

مسئلہ ۶ منہ میں زخم ہونے کی صورت میں جب تک پیپ کا یقین نہ ہو یا خون نظر نہ آئے اس وقت تک لعاب، ناقض وضو نہیں ہے اگرچہ عارض کی وجہ سے لعاب کثرت سے بہے۔

مسئلہ ۷ اگر کسی آبلے(Blister) یا پھوڑے کو چھیل ڈالا یا وہ خود چھل گیا اور اس میں سے پانی (یا خون یا کچ لہو یا پیپ) نکلی۔ اگر وہ زخم کے سرے سے بہہ گئی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر زخم کے سرے سے نہ بہی تو وضو نہیں ٹوٹے گا

مسئلہ ۸ اگر زخم پر پٹی باندھی اور تری پٹی کے باہر کی طرف پھوٹ آئی یا پٹی اندر کی طرف تر ہو گئی اگرچہ تری باہر نہیں پھوٹی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ اس سے رطوبت کا بہنا ظاہر ہو گیا ہے۔ اس کو یوں سمجھیں کہ وہ زخم ایسا ہے کہ اگر اس پر پٹی نہ ہوتی تو وہ بہتا۔

اسی طرح اگر پٹی دو پرت کی تھی اور تری ایک پرت تک پھٹ آئی تب بھی رطوبت بہنے والی ہونے کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔(۳)

مسئلہ ۹ جسم پر دانے نکل آئے ہوں اور وہ ٹوٹ گئے ہوں تو اگر ان سے پانی

---

(۱) امداد الاحکام ص:۲۵۹ ج:۱

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۱۴۲ ج:۱

(۳) در مختار و رد المحتار ص:۱۰۳ ج:۲

ازخود نہیں بہا بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۱۰ زخم یا کان یا ناک یا منہ سے کیڑا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح جو گوشت زخم میں سے الگ ہو کر گر پڑا اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ کیڑا اور گوشت پاک ہے اور جو رطوبت ان پر لگی ہوئی ہے وہ بہنے کی مقدار تک نہیں اور غیر سبلین سے نکلنے والی رطوبت بہنے کی مقدار تک ہونے سے وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں۔(۱)

مسئلہ ۱۱ اگر کان میں تیل ڈالا جو وہاں کچھ دن ٹھہرا رہا پھر کان کے راستے بہہ گیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۱۲ سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے۔

(ج) قے مسئلہ ۱ اگر باوضو شخص کو منہ بھر کر صفرا سودا یا بستہ خون یا کھانا یا پانی کی قے ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا(۲)

مسئلہ ۲ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۳)

مسئلہ ۳ اگر منہ بھر سے کم ہوئی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔
منہ بھر کر ہونے کی حد یہ ہے کہ اس کو دقت و مشقت کے بغیر نہ روک سکے۔(۴)

مسئلہ ۴ اگر غذا یا پانی وغیرہ کے معدہ میں پہنچنے سے پہلے ہی قے ہو جائے اور

---

(۱) در مختار ص:۱۰۱ ج:۱

(۲) در مختار ص:۱۰۱ ج:۱

(۳) در مختار ص:۱۰۲ ج:۱

(۴) در مختار ص:۱۰۱ ج:۱

وہ خوراک کی نالی میں سے ہی نکل جائے تو بالاتفاق اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

مسئلہ ۵ اگر کسی نے بہت سے کیڑوں یا کیچوؤں کی منہ بھر کر قے کی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان (کیڑوں اور کیچوؤں) میں سے ہر ایک فی ذاتہ پاک ہے اور ان کے اوپر جسقدر نجاست لگی ہوئی ہے وہ تھوڑی ہے منہ بھر کر نہیں ہے۔ اس لئے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۲)

مسئلہ ۶ اگر قے میں خون آئے تو وہ خون یا تو سر سے اترا ہوگا یا معدہ سے نکلا ہوگا اور وہ بہنے والا ہوگا یا منجمد (بستہ) ہوگا۔ لہذا دونوں صورتوں میں مندرجہ ذیل احکام ہونگے۔

(۱) اگر وہ سر سے اترا ہے اور بہنے والا ہے تو بالاتفاق اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اگر وہ سر سے اترا ہے اور منجمد ہے تو بالاتفاق اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۳) اگر وہ معدہ سے نکلا ہے اور بستہ ہے تو منہ بھر نہ ہونے کی صورت میں اس سے بھی بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر منہ بھر کر ہوگا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۴) اگر معدہ سے آنے والا خون بہتا ہوا ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے بموجب کسی دوسری جگہ سے خون نکلنے کی مانند وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ منہ بھر کر نہ ہو اس لئے کہ یہ معدہ کے زخم سے نکلا ہے۔(۳)

مسئلہ ۷ اگر قے میں بلغم کھانا وغیرہ کسی اور چیز کے ساتھ مخلوط ہو تو مندرجہ ذیل احکام ہونگے۔

(۱،۲) درمختار ص:۱۰۲ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۰۱ ج:۱

(۱) اگر کھانے وغیرہ کا غلبہ ہو اور وہ کھانا حالت انفراد میں بقدر منہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اگر غلبہ بلغم کا ہو اور بلغم حالت انفراد میں بقدر منہ بھر کے ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۳) اگر کھانا اور بلغم دونوں برابر ہوں اور دونوں الگ الگ منہ بھر کی مقدار کے ہوں تو کھانے کیوجہ سے وضو ٹوٹ جائے۔

(۴) اگر دونوں الگ الگ منہ بھر کی مقدار نہ ہوں تو بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

مسئلہ ۸ اگر قے چند بار ہوئی اور قے کا سبب ایک ہے تو متفرق قے کو اندازہ سے جمع کیا جائے گا پس اگر جمع کرنے سے منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔(۲)

مسئلہ ۹ کھانسی کے ساتھ خون آنے (Hemoptysis) کی صورت میں جبکہ وہ بہتا ہوا ہو (یعنی جما ہوا نہ ہو) وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

تنبیہ: انسان کے بدن سے جو چیز ایسی نکلے جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں ہوتی جیسے تھوڑی سی قے اور نہ بہنے والا خون۔

---

(۱) ردالمحتار ص:۱۰۲ج:۱

(۲) ردالمحتار:۱۰۳ج:۱

بے ہوشی و غشی

مسئلہ ۱ بیہوشی خواہ تھوڑی ہو یا بہت اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۱)

مسئلہ ۲ غشی بھی بے ہوشی کی ایک قسم ہے لہذا اس سے بھی وضو، ٹوٹ جاتا ہے(۲)

مسئلہ ۳ مرگی کے دورہ (Epileptic Fits) کے بعد جب افاقہ ہوجائے تو اس پر (نماز وغیرہ کیلئے) وضو کرنا واجب ہوتا ہے(۳)

جنون (پاگل پن)

مسئلہ ۱ جنون خواہ قلیل ہو یا کثیر اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۴)

مسئلہ ۲ معتوہ کا عتہ (دماغی خلل اور عقل میں نقصان) کی وجہ سے وضو، نہیں ٹوٹتا(۵)

(تنبیہ) جنون اور معتوہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ مجنون میں عقل زائل ہوجاتی ہے اور قوت زیادہ ہوجاتی ہے اور وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے جبکہ معتوہ میں عقل میں کچھ خلل آجاتا ہے جس کی بنا پر گفتگو میں اختلاط آجاتا ہے اور صحیح تدبیر نہیں سوچ سکتا البتہ دوسروں کو مارپیٹ اور گالم گلوچ اور ہنگامہ آرائی نہیں کرتا۔

---

(۱) درمختار ورد المحتار ص:۱۰۶ ج:۱

(۲،۳،۴) درمختار ص:۱۰۶ ج:۱

(۵) درمختار ص:۱۰۵ ج:۱

نشہ

مسئلہ ۱ نشہ بھی جنون و بیہوشی کی طرح تھوڑا ہو یا زیادہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔(۱)

شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ نشہ کی حد جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ہے کہ نشہ کرنے والی کی چال میں لغزش ہو یعنی وہ لڑکھڑاتا ہوا اور ادھر ادھر جھکتا ہوا چلے۔ لہٰذا اگر بھنگ وغیرہ کھانے سے چال میں لغزش آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

وضو کے دیگر مسائل

مسئلہ ۱ اگر کسی کا ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا اور کہنی میں سے کچھ حصہ باقی نہیں رہا تو کہنی کا دھونا اس سے ساقط ہو گیا اور اگر کہنی یا اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تو اس کا دھونا فرض ہے۔(۲)

مسئلہ ۲ اعضائے وضو پر اگر کچھ زائد مرکب ہو تو

(i) اگر اس حصہ پر جس کا دھونا وضو میں فرض ہے زائد پیدا ہوا مثلاً ہاتھ میں اگر وہ کہنی سے نیچے کے حصے میں پیدا ہو جیسے زائد انگلی یا ہتھیلی تو اس کا دھونا بھی فرض ہے(۳)

(ii) اور اگر وہ کہنی سے اوپر ہو مثلاً کندھے پر دو ہاتھ پیدا ہوں تو اولا پکڑنے کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر وہ دونوں ہاتھوں سے کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے تو ان

---

(۱) در مختار ص:۱۰۶ ج:۱

(۲،۳) رد المحتار ص:۱۰۷ ج:۱

دونوں یعنی اصلی وزائد ہاتھوں کا دھونا فرض ہوگا اور اگر دونوں سے نہیں پکڑ سکتا تو اگر وہ دونوں ہاتھ پورے اور متصل (ملے ہوئے) ہیں تو اس وقت بھی دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہوگا اور اگر دونوں پورے ہوں مگر منفصل (جدا جدا) ہوں تو صرف اصلی ہاتھ کا دھونا فرض ہوگا کہ جس کے ساتھ وہ پکڑسکتا ہےاور دوسرے کو دھونا مستحب ہوگا(۱)

مسئلہ ۳ اگر کسی کا پاؤں کٹ جائے اور ٹخنہ میں سے کچھ باقی نہ رہے تو اس کا دھونا ساقط ہو جائے گا اور اگر کچھ باقی رہے تو جتنا باقی ہے اس کا دھونا فرض ہے اور جس مقام سے کٹا ہے اس کے دھونے کا بھی یہی حکم ہے۔(۲)

مسئلہ ۴ اگر کسی کا پاؤں (یاوضوکا کوئی اور عضو)خشک یا بے حس ہوجائےاور ایساہوجائے کہ اگراس کوکاٹو تواس شخص کوخبر نہ ہو تووضو میں اس پاؤں یاعضوکادھونا بھی فرض ہے۔(۳)

مسئلہ ۵ اگر پاؤں کی پھٹن (بوائیTylosis)میں پانی لگنا ضرر کرتا ہو تو اس میں رکھی ہوئی دوائی کے اوپر سے پانی بہانا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔(۴)

مسئلہ ۶ اگراس پھٹن کو سی لے تو ہر صورت میں اوپرسے پانی بہادینا جائزہے(۵)

مسئلہ ۷ اگر کسی کے اعضاء میں شگاف (پھٹن یازخم) ہےاوروہ اس کودھونے پر قادر ہے یعنی دھونااس کونقصان نہ کرتاہو تواس کا دھونافرض ہےاوراگروہ اس کودھونے سےعاجزہو یعنی دھونانقصان کرے تو دھونےکا فرض اس سے ساقط

(۱،۲) ردالمحتارص:۷۶ج:۱

(۳،۴) عمدۃالفقہ ص:۱۰۹ج:۱

(۵) درمختارص:۷۵ج:۱

ہوجائے گا اور اس کے اوپر سے پانی بہانا فرض ہے اور اگر پانی بہانے سے بھی عاجز ہو تو مسح کافی ہے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو یعنی مسح بھی نقصان کرتا ہو تو مسح بھی اس سے ساقط ہو جائے گا لہذا وہ اسکے ارد گرد سے دھولے اور اس جگہ کو چھوڑ دے اور اگر ان میں سے کوئی چیز نقصان نہ کرے تو جس قدر نقصان نہ کرے اس قدر متعین ہوجائے گا حتی کہ اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہیں کرتا اور وہ گرم پانی پر قادر ہے تو اس کو گرم پانی استعمال کرنا لازم ہوگا(۱)

مسئلہ ۸ اگر کسی کے دونوں ہاتھوں میں پھٹن ہو اور وہ پانی استعمال نہ کرسکتا ہو اور وہ اپنا چہرہ اور سر پانی میں رکھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو وہ تیمم کرے(۲)

مسئلہ ۹ کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے تو اس کے نیچے آنکھ کے کنارے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کو چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ اس کو چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہوگا اور نہ ہی غسل(۳)

فرض غسل کے احکام

مسئلہ ۱ اگر کسی کے دانت میں کچھ خلا (Cavity) ہے (کیڑا لگنے Caries کے باعث) یا اس کی ناک میں کچھ ٹریٹمنٹ ہے اور کلی کرلی اور ناک میں پانی داخل کردیا تو غسل پورا ہوجائے گا۔ دانتوں کے خلا سے اگر کھانے کے ذرات نکال لے اور پھر کلی کرے تو اس میں احتیاط ہے۔(۴)

---

(۱) در مختار ص:۵۷ ج:۱

(۲) رد المحتار ص:۵۷ ج:۱

(۳) بہشتی زیور

(۴) در مختار ص:۱۱۴ ج:۱

مسئلہ ۲ دانت ہلنے کی وجہ سے بعض اوقات سونے کا خول چڑھا لیتے ہیں۔ غسل میں اس کے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳ اگر خشک رینٹ ناک میں ہے تو اس صورت میں اس کا غسل پورا نہ ہوگا لہذا اس خشک رینٹ کو نکال کر اس جگہ پانی پہنچائے۔(۱)

مسئلہ ۴ اگر کسی شخص کا زخم ٹھیک ہوگیا اور زخم کے اوپر کا چھلکا اٹھ گیا ہو اور اس کے کنارے جلد کے ساتھ لگے ہوئے ہوں سوائے اس کنارے کے جس سے پیپ نکلتی تھی اور وہ اٹھا ہوا ہو۔ یا کسی کے چیچک نکلی ہو اور اس کے چھلکے اٹھ گئے ہوں مگر کنارے ملے ہوئے ہوں اور چھلکوں کے نیچے پانی نہ پہنچے تو مضائقہ نہیں اور اس کا وضو اور غسل پورا ہے۔ پھر اگر چھلکے اتر جائیں تو ان کے نیچے کی جگہ دوبارہ دھونا ضروری نہیں(۲)

مسئلہ ۵ اگر کسی کے پاؤں میں پھٹن ہو اور اس میں چربی یا مرھم (یا موم وغیرہ) رکھ لیا اگر اس جگہ پر پانی کا پہنچنا نقصان نہ کرتا ہو تو اس کا غسل و وضو جائز نہیں ہے لہذا اس چربی و مرھم وغیرہ کو نکال کر اس جگہ پانی پہنچانا فرض ہے اور اگر اس جگہ پانی لگنا نقصان کرتا ہو تو اس کا غسل و وضو جائز ہے جبکہ اس کے ظاہری حصہ پر پانی بہا لیا ہو۔(۳)

مسئلہ ۶ جس شخص کا ختنہ نہیں ہوا اس کیلئے اگر قلفہ (ختنہ کی کھال) کو کسی مشقت کے بغیر الٹ کر حشفہ (Glaans Penis) کو کھولنا اور اس پر پانی پہنچانا ممکن ہو تو اس طرح سے پانی پہنچانا واجب ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس

---

(۱) درمختار ص:۱۱۲ ج:۱

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۱۵۸ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۷۵ ج:۱

کھال کا سوراخ اس قدر تنگ ہو کہ صرف پیشاب نکلنے کا سوراخ ہو تو حرج کی وجہ سے اس کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں البتہ ایسی صورت میں اس حرج کا ازالہ ختنہ کے ذریعے ممکن ہے لیکن اگر کوئی شخص ختنہ کرانے کی طاقت نہ رکھتا ہو مثلاً کوئی شخص ایسی عمر میں مسلمان ہوا ہو کہ بوڑھا ضعیف ہو تو اس کے حق میں یہ حرج ہے اور معاف ہے۔(۱)

تیمم

مسئلہ ۱ جنبی کو اگر خوف ہو کہ نہانے میں سردی سے مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا اور جنگل میں پانی گرم کرنے یا آگ تاپنے یا لحاف وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے تو بالاجماع تیمم جائز ہے اور اگر شہر کے اندر ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف اس وقت ہے جبکہ اس کے پاس اتنے دام نہ ہوں کہ حمام میں نہا سکے اور نہ پانی گرم کرنے کا سامان ہے اور نہ محفوظ مکان اور نہ ایسا لباس ہے اور اگر یہ موجود ہوں تو بالاتفاق تیمم جائز نہیں۔(۲)

مسئلہ ۲ اگر تندرست بے وضو کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کرے گا تو سردی سے مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا تو اگر یہ خوف محض وہم ہے جو عادتاً اور غالباً متحقق نہیں ہوتا تو تیمم جائز نہیں اور اگر خوف متحقق ہو تو جائز ہے۔(۳)

مسئلہ ۳ اگر مریض کو پانی کے استعمال سے مرض بڑھ جانے یا صحت دیر میں ہونے کا خوف ہو تو تیمم کر لے۔ مرض بڑھ جانے یا صحت دیر سے ہونے میں

---

(۱) در مختار ص:۱۱۳ ج:۱

(۲) در مختار ص:۱۷۲ ج:۱

(۳) رد المحتار ص:۱۷۲ ج:۱

دونوں باتیں شامل ہیں کہ جسمانی حرکت کی وجہ سے ایسا ہو مثلاً مبطون ہو (جیسے پیٹ کا درد ہو) یا پانی کے استعمال کی وجہ سے ہو مثلاً چیچک میں۔(۱)

اور یہ خوف اس طرح معلوم ہوگا کہ یا تو اس کو علامت سے یا تجربہ سے گمان غالب ہو یا کوئی طبیب کامل مسلمان جس کا فسق ظاہر نہ ہو خبر دے۔ فاسق اور کافر اور غیر حاذق طبیب کی بات کا اور اسی طرح محض اپنے خیال کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ ۴ مریض کو مرض کے بڑھ جانے یا صحت کے دیر سے ہونے کا خوف تو نہیں ہے لیکن خود وضو کرنے پر قدرت بھی نہیں ہے تو اگر کوئی خدمت کرنے والا ملے یا دستور کے مطابق اجرت دے کر ملتا ہو اور وہ خدمتگار مقرر کرنے کی اجرت دے سکتا ہو یا اس کے پاس کوئی ایسا شخص ہو کہ اگر اس سے مدد لے گا تو وہ مدد کرے گا تو یہ مریض تیمم نہ کرے اس لئے کہ وہ پانی کے استعمال پر قادر ہے۔(۲)

مسئلہ ۵ اگر چیچک نکلی ہو یا زخم ہوں تو اکثر کا اعتبار ہوگا۔ لہذا جنابت میں اکثر بدن کا اعتبار کریں گے (یعنی پیمائش کی راہ سے) اور بے وضو ہونے میں اکثر اعضائے وضو کا اعتبار کریں گے (یعنی شمار کی راہ سے) اگر بدن اکثر صحیح ہو اور تھوڑے میں زخم ہو تو صحیح کو دھولے اور زخم پر اگر ہو سکے تو مسح کرلے اور اگر اس پر مسح نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کرلے۔(۳)

مسئلہ ۶ اگر آدھے اعضائے وضو صحیح ہوں اور آدھے زخمی تو اعضائے صحیح کو دھولے اور زخمی کو مسح کرلے۔ اگر آدھا بدن صحیح ہو اور آدھا زخمی ہو تو صحیح تر قول یہ ہے کہ تیمم کرے اور پانی کا استعمال نہ کرے ہاں اگر آدھے صحیح حصے کو دھولے

---

(۱) ردالمحتار ص:۱۷۱ ج:۱

(۲) ردالمحتار ص:۱۷۱ ج:۱

(۳) درمختار ص:۱۸۸ ج:۱

اور زخمی حصہ کو مسح کر لے اور پھر تیمم بھی کر لے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے (۱)

مسئلہ ۷ سر پر پانی ضرر کرے تو سر کو چھوڑ کر گردن پر پانی ڈال کر نہائے اور سر کا مسح کرے اگرچہ پٹی پر مسح ہو جبکہ مسح ضرر نہ کرتا ہو اور اگر مسح ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونوں ساقط ہیں۔ (۲)

مسئلہ ۸ صحیح عضو کو دھونے سے اگر زخمی عضو کو پانی پہنچتا ہے تو تیمم کرے۔ (۳)

مسئلہ ۹ بیمار کو اگر گرم پانی سے ضرر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے ہو تو گرم پانی سے وضو کرے۔ اس کو تیمم جائز نہیں۔ (۴)

مسئلہ ۱۰ جس شخص کے دونوں بازو کہنی کے اوپر سے اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم ہوں تو بغیر طہارت اور بغیر تیمم کے نماز پڑھ لے اور اس نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں۔ (۵)

مسئلہ ۱۱ اگر اکثر اعضائے وضو پر زخم ہوں جن کو پانی مضر ہو اور تیمم کے اکثر مواضع پر زخم ہوں جن کو تیمم کرنا مضر ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جتنے کو دھونے پر قادر ہے وہ دھو لے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں نماز لوٹا لے۔ (۶)

---

(۱) در مختار ص:۱۸۸ ج:۱

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۲۲۵ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۸۸ ج:۱

(۴) عمدۃ الفقہ ص:۲۲۵ ج:۱

(۵) در مختار ص:۱۸۵ ج:۱

(۶) ردالمحتار ص:۱۸۹ ج:۱

جبیرہ اور عصابہ پر مسح کرنے کا بیان

جبیرہ ان کھپچیوں کو کہتے ہیں جو لکڑی یا نرسل (بانس) وغیرہ سے چیر کر ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھتے ہیں۔ اسی کے حکم میں پلستر بھی ہے۔

عصابہ کپڑے کی پٹی کو کہتے ہیں جو پھوڑے پھنسی اور زخم وغیرہ پر باندھتے ہیں۔

مسئلہ ۱ ان پر مسح فرض عملی ہے اور یہ مسح اس وقت ہے جب ان کے نیچے دھونے پر قادر نہ ہو اس طرح پر کہ پانی پہنچنے سے یا ان کے کھولنے سے ضرر ہوتا ہو۔(۱)

مسئلہ ۲ ان پر مسح ایک ہی دفعہ کافی ہے تکرار ضروری نہیں ہے(۲)

مسئلہ ۳ وہ شخص بھی مسح کرسکتا ہے جس کو کھولنے میں اس وجہ سے ضرر ہو کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ پھر ان کو خود نہیں باندھ سکتا اور نہ اس کے پاس کوئی اور باندھنے والا ہے۔(۳)

مسئلہ ۴ گر ٹھنڈے پانی سے دھونا نقصان کرتا ہو اور گرم پانی سے دھونا نقصان نہ کرتا ہو تو پٹی وغیرہ اتار کر گرم پانی سے دھونا لازم ہے اور اس کو مسح جائز نہیں۔(۴)

مسئلہ ۵ اگر جبیرہ اور عصابہ پر مسح کرنے سے ضرر ہو تو بالاتفاق مسح ترک کرنا جائز ہے اور اگر ضرر نہ ہو تو ترک جائز نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) درمختار ص: ۲۰۴ ج ۱:

(۲) درمختار ص: ۲۰۶ ج ۱:

(۳) درمختار ص: ۲۰۶ ج ۱:

(۴،۵) درمختار ص: ۲۰۵ ج ۱:

مسئلہ ۶ اگر جبیرہ و عصابہ زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو اگر اس کو کھولنا اور زخم پر مسح کرنا دونوں نقصان کریں تو پورے جبیرہ و عصابہ پر مسح کرے خواہ وہ زخم کے مقابل ہو یا صحیح بدن کے مقابل ہو۔(۱)

مسئلہ ۷ اور اگر مسح نقصان کرے (یعنی زخم پر) اور کھولنا نقصان نہ کرے تو کھولنا واجب ہے پس کھول کر اس قدر پٹی پر مسح کرے جو زخم کے اوپر ہے اور اس کے آس پاس دھولے۔(۲)

مسئلہ ۸ اور اگر کھولنا اور مسح کرنا دونوں نقصان نہ کریں تو زخم پر مسح کرے اور اس کے آس پاس دھولے (۳)

تنبیہ زخم ہو یا داغ ہو یا ہڈی ٹوٹ گئی ہو سب کا حکم ایک ہی ہے۔

مسئلہ ۹ اگر اکثر (آدھے سے زیادہ) جبیرہ پر مسح کرلیا تو کافی ہے۔ آدھے جبیرہ یا اس سے کم پر بالاتفاق مسح جائز نہیں (۴)

مسئلہ ۱۰ زخم پر جو دوائی میں بھگو کر پھایا رکھا جاتا ہے اگر اس پر مسح نہ کیا بلکہ اس کے اوپر پٹی پر مسح کیا تو کافی ہے۔(۵)

مسئلہ ۱۱ پٹی کی دونوں گرہوں کے درمیان جو ہاتھ یا کہنی یا بدن کی کوئی اور جگہ کھلی رہ جاتی ہے اس پر مسح کرنا کافی ہے کیونکہ اس کے دھونے میں پٹی تر ہو کر زخم کو نقصان پہنچنے کا خوف ہے۔(۶)

---

(۱) ردالمحتار ص:۲۰۵ ج:۱

(۲،۳) ردالمحتار ص:۲۰۵ ج:۱

(۴) ردالمحتار ص:۲۰۶ ج:۱

(۵) ردالمحتار ص:۲۰۵ ج:۱

(۶) ردالمحتار ص:۲۰۶ ج:۱

مسئلہ ۱۲ اگر زخم اچھا نہیں ہوا اور بغیر اس کے جبیرہ گر پڑے تو دھونا لازم نہیں اور مسح بھی باطل نہیں ہوگا (اور جبیرہ کو دوبارہ باندھ لے) اور اگر اچھا ہونے کے بعد گرے تو مسح باطل ہو جائے گا اور خاص اس جگہ کا دھونا واجب ہوگا۔ (۱)

مسئلہ ۱۳ اگر زخم اچھا ہو گیا اور پٹی ابھی نہ گری تو مسح باطل ہو جائے گا اور پٹی اتار کر اس جگہ کو دھونا واجب ہوگا لیکن یہ جب ہے کہ پٹی کا کھولنا ضرر نہ کرے۔ پس اگر ضرر کرے مثلاً زخم اچھا ہو گیا اور پانی اس کو ضرر نہیں کرے گا لیکن پٹی اس طرح چپکی رہے کہ گوشت سے جدا کرنے میں زخم کے تازہ ہونے کا احتمال ہے تو اس صورت میں مسح باطل نہ گا۔ (۲)

مسئلہ ۱۴ اور اگر زخم نماز کے دوران ٹھیک ہو گیا یا زخم اچھا ہونے پر نماز کے دوران پٹی گر گئی تو اس جگہ کو دھو کر نماز نئے سرے سے پڑھے۔ (۳)

مسئلہ ۱۵ وضو کیا اور دوا لگی ہوئی تھی اس کے اوپر پانی بہا لیا۔ پھر اس جگہ کے اچھا ہو جانے کے بعد دوا گر گئی تو دھونا لازم ہوگا۔ اور اگر بغیر اچھا ہوئے گر گئی تو دھونا لازم نہ ہوگا۔ (۴)

مسئلہ ۱۶ اگر ناخن ٹوٹ جائے اور اس پر دوائی لگائی جائے اور اس کا چھڑانا نقصان کرتا ہو۔ اگر ہو سکے تو اس اوپر پانی بہائے۔ اگر اس پر قادر نہ ہو سکے تو اس کے اوپر مسح کرے۔ اور اگر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو اس کو چھوڑ دے۔ یعنی عذر کی وجہ سے دونوں ساقط ہو گئے۔

مسئلہ ۱۷ اعضاء (مثلاً پاؤں) پھٹے ہوئے ہوں۔ اگر ہو سکے تو ان شگافوں پر پانی بہا دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ان پر مسح کرے۔ اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو ان کو چھوڑ دے اور ان کے آس پاس دھو لے۔ (۵)

(۱، ۲، ۳، ۴، ۵) در مختار ص: ۲۰۶ ج: ۱

مسئلہ ۱۸ زخم کی پٹی پر مسح کیا پھر وہ گر گئی اور دوسری تبدیل کی تو بہتر یہ ہے کہ دوبارہ مسح کرے اور اگر دوبارہ مسح نہ کرے تب بھی جائز ہے۔(۱)

مسئلہ ۱۹ اسی طرح اگر اوپر کی پٹی دور ہو جائے تو نیچے کی پٹی پر مسح کا اعادہ واجب نہیں مستحب ہے۔(۲)

مسئلہ ۲۰ جبیرہ کا طہارت کی حالت پر باندھنا شرط نہیں ہے۔ پس اگر جبیرہ بغیر وضو اور بغیر اس جگہ کے دھونے کے باندھا گیا ہو تو بھی اس پر مسح جائز ہے۔(۳)

مسئلہ ۲۱ غسل میں بھی جبیرہ پر مسح جائز ہے۔(۴)

مسئلہ ۲۲ اگر جبیرہ میں مسح کرنے کے بعد کسی طرح پانی داخل ہو جائے تو مسح باطل نہ ہوگا۔(۵)

---

(۱) درمختار ص:۲۰۴ ج:۱

(۲،۳،۴) درمختار ص:۲۰۵ ج:۱

(۵) ردالمحتار ص:۲۰۷ ج:۱

تیسرا باب

حیض، نفاس اور استحاضہ کے احکام

حیض (Menstruation) کے احکام

حیض وہ خون ہے جو رحم (Uterus) سے بغیر ولادت یا بیماری کے ہر مہینے فرج کے راستے (Per vagina) نکلتا ہے۔

شرائط حیض **شرط ۱۔ وقت:** وہ نو سال کی عمر سے ایاس (ناامیدی Menopause) کی عمر تک ہے۔ نو برس سے پہلے جو خون نکلے وہ حیض نہیں ہے۔ ایاس کا وقت پچپن برس کی عمر کے بعد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک پچاس برس کی عمر ہے۔ پھر اس کے بعد جو خون آئے اگر تو وہ خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض ہی کے سمجھے جائیں گے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

شرط ۲ حیض کا خون۔ ان چھ رنگوں میں سے کسی ایک رنگ کا ہو سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز، خاکستری مٹیالا۔ پس جب تک بالکل سفید نہ ہو جائے وہ حیض ہے اور گدی (Pad) کے اوپر کے رنگ کا اعتبار اسی وقت ہے جب اس کو اٹھائیں تو وہ تر ہو۔ اس وقت کا اعتبار نہیں جب وہ خشک ہو۔ اگر ایسا ہو کہ جب تک کپڑا تر ہے تب تک خالص سفیدی ہو اور جب وہ خشک ہو جائے تو زرد ہو جائے تو وہ سفیدی کے حکم میں ہے (جو انقطاع حیض کی علامت ہے) اور اگر سرخی یا زردی دیکھی اور خشک ہونے کے بعد وہ سفید ہو گئی تو جس حالت میں دیکھا تھا اس حالت کا اعتبار کیا جائے گا اور تغیر کے بعد جو حالت ہوئی اس کا اعتبار

نہیں۔

شرط ۳ مدت حیض: حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں (یعنی ۷۲ گھنٹے) ہے۔ اس سے ذرا بھی کم ہو تو وہ خون (Bleeding) حیض کا نہیں ہے بلکہ استحاضہ (Non- Menstrual bleeding) ہے اور حیض کی اکثر (Maximum) مدت دس دن اور دس راتیں (یعنی ۲۴۰ گھنٹے) ہے۔

شرط ۴ رحم حمل سے خالی ہو

شرط ۵ طہر کی کامل مدت جو کہ کم از کم پندرہ دن اور پندرہ راتیں ہے اس سے پہلے پوری ہو چکی ہو۔

مسئلہ جب خون سوراخ (یعنی Vagina) سے باہر کی کھال (Labia majora) میں نکل آئے اس وقت سے حیض شروع ہو جاتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہو گا۔(۱)

نفاس (Post-partum bleeding) کا بیان

نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے نکلے۔

مسئلہ ۱ اگر بچہ پیدا ہوا اور خون ظاہر نہ ہوا تو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک غسل واجب نہ ہو گا لیکن بچہ کے ساتھ نجاست نکلنے کی وجہ سے

---

(۱) یہ تمام شرائط عمدۃ الفقہ ص:۲۴۳ ج ۱: سے منقول ہیں۔

اس پر وضو واجب ہوگا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہوگا اس لئے کہ ولادت کے ساتھ کچھ نہ کچھ خون ہوتا ہی ہے۔

مسئلہ ۲ اگر اکثر بچہ (نصف سے زیادہ) باہر نکل آیا تو اس وقت آنے والا خون نفاس ہوگا ورنہ نہیں اور یہی حکم اس وقت ہے جب بچہ رحم کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اکثر حصہ باہر نکل آئے۔

مسئلہ ۳ اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہو گئی جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال (اگرچہ بچہ ابھی پورا نہیں بنا) اور اسقاط (Abortion) ہو گیا (خواہ دوائی وغیرہ سے گرا دے یعنی Induced ہو یا خود ہی گر جائے) تو وہ بچہ ہے اس کے نکلنے سے آنے والا خون نفاس ہوگا۔

مسئلہ ۴ اور اگر اس کی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا (بلکہ صرف لوتھڑا نکلا) تو آنے والا خون نفاس نہ ہوگا۔ بلکہ اگر ہو سکے گا (یعنی مدت کے اعتبار سے جبکہ تین دن سے کم نہ ہو اور اس سے پہلے پورا طہر یعنی پندرہ دن گزر چکے ہوں) تو حیض ہوگا ورنہ استحاضہ ہوگا۔

مسئلہ ۵ اگر ناف کی طرف سے پیدا ہوا اس طرح کہ اس (حاملہ) کے پیٹ میں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اس طرف سے بچہ نکل آیا تو اگر پیٹ کے زخم سے نکلنے والا خون رحم (Uterus) سے آیا ہے تب تو نفاس ہے اور اگر رحم سے نہیں آیا تو اس کا وہ حکم ہوگا جو زخم سے خون جاری ہونے کی صورت میں ہوتا ہے اور نفاس نہ سمجھا جائے گا۔ لیکن ناف (یعنی پیٹ کے زخم یا Caesarian سے بچہ نکلنے کے بعد فرج کی طرف سے جو بھی خون آجائے وہ نفاس ہوگا۔

مسئلہ ۶ اگر توأم (جڑواں۔ (Twins) بچے پیدا ہوں تو نفاس اول بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے ہوگا اور دو توام بچوں کی شرط یہ ہے کہ ان دونوں کی

ولادت میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہو مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا۔ پس اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے بچہ کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ ہے۔اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں ۔ مگر دوسرے بچے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے۔

اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو یہ جڑواں نہ ہونگے بلکہ یہ دو حمل اور دو نفاس ہونگے۔

نوٹ: حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہوتی ہے

مسئلہ ۷ اگر تین جڑواں بچے ہوں اور پہلے اور دوسرے کی ولادت میں اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے کی ولادت میں چھ چھ مہینے سے کم وقفہ ہو لیکن پہلے اور تیسرے کی ولادت میں چھ مہینے سے زیادہ کا وقفہ ہو تو یہ ایک حمل سمجھا جائے گا اور پہلے کی پیدائش کے بعد سے زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک نفاس ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۸ نفاس کی کم سے کم (Minimum) مدت کچھ مقرر نہیں۔ نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد بس خون آجائے اگرچہ ایک ہی گھڑی ہو اور نفاس کی اکثر (Maximum) مدت چالیس دن ہے۔

مسئلہ ۹ اگر خون چالیس دن سے زیادہ رہا تو اس عورت کیلئے جس کو پہلی مرتبہ نفاس آیا چالیس دن نفاس ہو گا اور اس سے جو بھی زائد ہو وہ استحاضہ ہو گا۔

یہی حکم اس عورت کا ہے جس کو یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا۔

مسئلہ ۱۰ جس عورت کی نفاس کی عادت مقرر ہے اس کیلئے عادت معمولہ کے دنوں تک نفاس ہے اور باقی استحاضہ ہے۔ مثلاً کسی کی عادت تیس دن کے نفاس کی ہے اور خون پچاس دن جاری رہا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی بیس دن استحاضہ ہے
مسئلہ ۱۱ چالیس دن کے اندر اگر دو خونوں کے درمیان کچھ طہر (پاکی) آجائے تو وہ بھی نفاس سمجھا جائے گا اگرچہ پندرہ دن یا اس سے بھی زائد ہو۔ (۱)

حیض و نفاس کے احکام

مسئلہ ۱ حیض و نفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہوجاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد اس کی قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۲ فرض نماز کے دوران حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء نہ پڑھے۔ اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ ۳ اگر آدھے روزے کے بعد حیض یا نفاس آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔

مسئلہ ۴ اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض یا نفاس آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ ۵ حیض و نفاس کے زمانے میں نہ تو جماع ہو اور نہ ہی عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم شوہر کے کسی عضو سے مس ہو۔

---

(۱) یہ تمام شرائط عمدۃ الفقہ ص: ۲۴۳ ج:۱ سے منقول ہیں۔

مسئلہ ۶ بچہ آدھے سے کم نکلا اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش وحواس باقی ہوں (اور نماز کا وقت ختم ہونے والا ہو) تو اس وقت بھی نماز پڑھے۔ نہیں تو گناہگار ہوگی۔ نہ ہوسکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ بعد میں قضا پڑھ لے۔ منقول (از بہشتی زیور)

استحاضہ اور اس کے احکام

جو خون حیض ونفاس کی صفت سے باہر ہو وہ استحاضہ ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں بن سکتی ہیں۔

۱۔ جو اقل (Minimum) مدت حیض (تین دن) سے کم ہو۔

۲۔ جو اکثر مدت حیض (دس دن) سے زیادہ ہو۔

۳۔ جو اکثر مدت نفاس (چالیس دن) سے زیادہ ہو۔

۴۔ حیض ونفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور دونوں کی اکثر مدت سے تجاوز کر جائے۔ مثلاً کسی عورت کی حیض کی عادت چھ دن کی ہو اور ایک مہینے بارہ دن خون آئے تو پہلے چھ دن حیض کے ہونگے اور بقیہ چھ دن استحاضہ کے ہونگے۔

۵۔ حمل کے دوران (Ante-Partum Bleeding) چاہے جتنے دن خون آئے۔

۶۔ نو برس سے کم عمر کی لڑکی کو خون آئے۔

۷۔ آئسہ یعنی عورت پچپن برس سے زیادہ عمر کی ہو جائے تو جو خون آئے۔

۸۔ مدت طہر (یعنی پندرہ روز) سے کم وقفہ ہو کر خون آنا۔

۹۔ جو خون ولادت کے وقت بچہ ظاہر ہونے سے پہلے بلکہ آدھے بچے کے باہر آنے تک آئے وہ استحاضہ ہے۔

۱۰۔ بالغ ہونے پر پہلی دفعہ حیض آیا اور وہ بند نہیں ہوا تو ہر مہینے میں پہلے دس روز حیض کے شمار ہونگے اور بیس روز استحاضہ کے شمار ہونگے۔

اسی طرح جس کو پہلی دفعہ نفاس آیا اور خون بند نہیں ہوا تو پہلے چالیس روز نفاس کے شمار ہونگے اور باقی استحاضہ کے۔(۱)

استحاضہ کا حکم استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضاء نہ کرنا چاہیے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے

تنبیہ ۱ استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو آگے بیان ہونگے

تنبیہ ۲ جن صحابیات کا استحاضہ کی تکلیف میں مبتلا ہونے کا علم ہے انکے نام یہ ہیں۔

۱۔ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا
۲۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
۳۔ حمنہ بنت جحش (زوجہ ابو طلحہ) رضی اللہ عنہا
۴۔ ام حبیبہ بنت جحش (زوجہ عبدالرحمن بن عوف) رضی اللہ عنہا
۵۔ سودہ بنت زمعہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا
۶۔ زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ عنہا
۷۔ اسماء بنت الحارثیہ رضی اللہ عنہا
۸۔ اسماء (اخت میمونہ) رضی اللہ عنہا
۹۔ بادیہ بنت غیلان ثقفی رضی اللہ عنہا
۱۰۔ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا (۲)

Atif Shahid Bhakhi M.B. Din R. No. 691

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۴۶
(۲) از بہشتی زیور

چوتھا باب

معذور کے احکام

معذور کی تعریف

معذور وہ شخص ہے جس کو ایسا عذر لاحق ہو جسکا روکنا اس کے قابو سے باہر ہو اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک برابر قائم رہے۔ اتنا وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز فرض و واجب طہارت کے ساتھ پڑھ سکے۔ مثلاً نکسیر یا استحاضہ کا خون جاری ہو یا ریح یا پیشاب یا دست یا پیپ خارج ہوتی رہے یا بدن کے کسی مقام مثلاً آنکھ، کان، ناک، ناف، پستان وغیرہ سے درد کے ساتھ پانی نکلتا رہے اور اگر اتنا وقت مل جائے جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے یعنی صرف وضو کے فرائض ادا کر کے نماز کے فرائض و واجبات ادا کر سکے) تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔

پہلی شرط اول مرتبہ ثبوت عذر کیلئے یہ شرط ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک عذر قائم رہے یعنی اس کو اتنا وقت نہیں ملتا جس میں ایسے وضو سے جس میں فقط فرض اعضاء دھوئے جائیں فرض و واجب نماز جو بہت لمبی نہ ہوں ادا کر سکتا ہو(یعنی نماز کے فرائض و واجبات ادا کر سکے)

دوسری شرط اسی طرح عذر کا منقطع ہونا بھی اس وقت ثابت ہوتا ہے جب ایک نماز کے پورے وقت تک عذر منقطع رہے(۱)

توضیح : اگر نماز کا کچھ وقت گزرنے کے بعد خون وغیرہ آیا پورے وقت میں نہ

---

(۱) در مختار ص:۲۲۳ ج:۱

آیا پھر اس نے معذوروں کے طور پر نماز پڑھی پھر وہ وقت خارج ہو کر دوسری نماز کا وقت داخل ہوا اور عذر جاتا رہا یا اسی طرح بعض وقت میں خون منقطع ہو گیا تو اس نماز کا اعادہ کرے۔ اس لئے کہ تمام وقت میں عذر موجود نہ ہوا۔ اس کیلئے مندرجہ ذیل مثال ہے۔

ظہر کا کچھ وقت گزر چکا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر ورنہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے پر معذور ہونے کا حکم لگائیں گے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں اور جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں (یعنی ظہر و عصر) وہ درست نہیں ہوئیں۔ پھر سے پڑھے مگر اس کو نفل وسنت کی قضا واجب نہیں۔ عصر کے وقت بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے۔ پھر اگر مکروہ وقت میں بند ہو جائے تو وہ معذور نہ ہو گا اور نماز لوٹا لے گا۔ اور اگر دوسری نماز کے وقت میں عذر منقطع نہ ہوا یہاں تک کہ وہ وقت نکل گیا تو نماز کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ پورے وقت میں عذر موجود ہوا۔

تیسری شرط عذر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ کوئی وقت نماز کا اس پر ایسا نہ گزرے کہ اس میں عذر موجود نہ ہو۔ لہذا جب ایک دفعہ معذور ہو گیا تو جب دوسرا وقت آئے اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں بلکہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور باقی سارے وقت میں بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا۔(۱)

---

(۱) در مختار ص:۲۲۳ ج:۱

مسائل

مسئلہ نمبرا معذور ہر نماز کے واسطے وضو کرے اور اس سے جو فرض واجب، سنت اور قضا نمازیں چاہے پڑھے(ا)

مسئلہ نمبر ۲ اگر وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور نماز پڑھتے وقت بند تھا اور پھر دوسری نماز کے تمام وقت میں بند تھا اور پھر تمام وقت میں بند رہا تو اس نماز کا اعادہ کرے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب نماز کے اندر خون بند ہوا اور دوسرے ہی نماز کے سارے وقت میں بھی بند رہا۔

مسئلہ ۳ معذور کے وضو کو نماز کے وقت کا گزرنا یا دوسرے حدث کا لاحق ہونا توڑ دیتا ہے۔ لہذا اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا دوسرا وضو کرنا چاہیے۔

اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کرے اگرچہ اشراق وچاشت کیلئے ہو تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر کیلئے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر معذور عیدالفطر یا عید الاضحیٰ کی نمار کیلئے وضو کرے تو اس سے ظہر کی نما پڑھ سکتا ہے اس کیوجہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد نصف النہار تک کوئی فرض نماز کا وقت نہیں ہے اس لئے وہ وضو ظہر کا وقت خارج ہونے سے باطل ہوگا۔

اور اسی وقت کے اندر جب تک کوئی دوسرا حدث نہ پایا جائے وہی وضو قائم رہے گا اور اگر وقت کے اندر کوئی دوسرا حدث مثلاً استحاضہ والی عورت کو نکسیر جاری ہونا یا پیشاب پاخانہ کرنا یا ریح وغیرہ لاحق ہوا تو اب اس دوسرے حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا نہ کہ پہلے (حدث جو کہ عذر ہے) کی وجہ سے (۲)

(ا) درمختار برحاشیہ ردالمحتار ص:۲۲۳ ج:ا

(۲) ردالمحتار ص:۲۲۴ ج:ا

مسئلہ ۴ اگر ایک بار ظہر کی نماز (مثلاً) پڑھنے کیلئے ظہر کے وقت میں وضو کیا اور دوسری بار اسی ظہر کے وقت میں بھی عصر کیلئے وضو کیا اس سے عصر کی نماز پڑھنا جائز نہیں اور وقت گزرنے سے اس وضو کی طہارت اس صورت میں ٹوٹتی ہے جب وہ وضو کرے اور خون جاری ہو یا وضو کے بعد نماز کے وقت میں خون جاری ہو۔ اور اگر وضو کے بعد خون بند رہا یہاں تک کہ وہ وقت نکل گیا تو وہ وضو باقی ہے اور اس کو اختیار ہے کہ اس وضو سے نماز پڑھے جب تک کہ خون جاری نہ ہو یا کوئی دوسرا حدث لاحق نہ ہو۔ (۱)

مسئلہ ۵ اگر نماز کے وقت میں بلا ضرورت وضو کیا تھا پھر خون جاری ہوا تو اسی وقت کی نماز پڑھنے کیلئے دوبارہ وضو کرے۔ اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس نے سیلان خون (خون بہنے) کے سوا کسی دوسرے حدث کیلئے وضو کیا پھر خون بہنے لگا (۲)

مسئلہ ۶ کسی شخص کے چیچک نکل رہی تھی اور اس کے کسی زخم سے رطوبت جاری تھی۔ پھر اس نے وضو کیا۔ پھر ایک دوسری جگہ سے رطوبت جاری ہو گئی جو پہلے جاری نہ تھی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ بمنزلہ دو زخموں کے ہے جو بدن کی دو مختلف جگہوں میں ہوں (۳)

مسئلہ ۷ اسی طرح اگر ناک کے ایک نتھنے سے خون جاری تھا اور اس نے وضو کیا پھر دوسرے نتھنے سے بھی خون جاری ہو گیا تو اس پر دوسرا وضو لازم ہو گا (۴)

---

(۱) در مختار ص: ۲۲۴ ج: ۱

(۲) رد المحتار ص: ۲۲۵ ج: ۱

(۳،۴) در مختار ص: ۲۲۵ ج: ۱

لیکن اگر پہلے ہی دونوں نتھنوں سے جاری تھا پھر ایک نتھنے کا بند ہو گیا تو باقی وقت تک اس کا وضو باقی ہے(۱)

مسئلہ ۸ معذور شخص نے وضو کیا اور نفل نماز شروع کی۔ ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ نماز کا وقت نکل گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی (کیونکہ وقت نکلنے سے وضو ٹوٹ چکا ہے) اور احتیاطاً اس پر قضا لازم ہو گی(۲)

مسئلہ ۹ اگر معذور اس بات پر قادر ہے کہ باندھنے سے یا روئی رکھنے سے یا بھرنے سے خون وغیرہ کے عذر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے یا بیٹھنے میں خون جاری نہیں ہوتا اور کھڑے ہونے میں جاری ہوتا ہے تو اس کو بند کرنا واجب ہے اور اس کے بند کر سکنے کے سبب اب صاحب عذر نہیں رہتا(۳)

مسئلہ ۱۰ اگر جھکنے سے یا سجدہ کرنے سے خون یا پیشاب کے قطرے وغیرہ جاری ہوتے ہیں ورنہ نہیں ہوتے تو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہونے سے عذر جاری ہوتا ہے بیٹھنے سے نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھے(۴)

مسئلہ ۱۱ اور اگر لیٹنے سے جاری نہیں ہوتا ورنہ جاری ہوتا ہے تو لیٹ کر نہ پڑھے ارکان ادا کرے۔(۵)

مسئلہ ۱۲ اگر کسی کا زخم بہتا تھا اور اس پر کپڑا باندھ لیا تھا پھر اس پر روپے کے سکے پھیلاؤ سے زیادہ جگہ پر خون لگ گیا یا اس کے پہننے کے کپڑے پر لگ گیا تو

---

(۱) درمختار ص:۲۲۵ ج:۱

(۲) ردمختار ص:۲۲۵ ج:۱

(۳) عالمگیری ص:۴۱ ج:۱

(۵،۴) ردالمحتار ص:۲۲۵ ج:۱

(الف) اگر ایسی حالت ہے کہ دھوئے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوبارہ نجس ہوجائے گا اس کو بغیر دھوئے نماز پڑھنا جائز ہے اور جو ایسا نہیں تو جائز نہیں کیونکہ اب اس کا دھونا فرض ہے (۱)

(ب) اور اگر روپیہ کے پھلاؤ کے برابر ہو تو دوبارہ نجس نہ ہونے کی صورت میں دھونا واجب ہے اور اگر روپیہ کے پھیلاؤ سے کم ہو تو دوبارہ نجس نہ ہونے کی صورت میں دھونا سنت ہے۔

مسئلہ ۱۳ اسی طرح اگر مریض نماز کیلئے زمین پر پاک جگہ نہیں پاتا اور اپنا کپڑا بچھاتا ہے تو اس کے زخموں سے خون ٹپکنے کی وجہ سے نماز پوری ہونے سے قبل وہ کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے تو اب اس کو دوسرا پاک مصلی بچھانے کا ترک جائز ہے (۲)

مسئلہ ۱۴ جس شخص کو ریح کے خارج ہونے کا عذر ہے (یعنی جو معذور کے حکم میں آتا ہے) سونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا (۳)

مسئلہ ۱۵ معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت گزرنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہوجاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کو دھونا واجب ہے۔ البتہ اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا ائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

مسئلہ ۱۶ جس شخص کو ریح جاری ہے وہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جس کو سلس البول (پیشاب جاری رہنے) کا مرض ہو اس لئے کہ امام میں دو عذر ہیں ایک حدث (بے وضو ہونا) اور دوسرا نجاست (پیشاب لگنا) اور مقتدی میں ایک عذر ہے یعنی صرف حدث کا بلکہ اس لئے بھی کہ دونوں کے عذر مختلف ہیں اور معذور کی

(۱، ۲) درمختار ص: ۲۲۴ ج: ۱

(۳) ردالمحتار ص: ۱۰۴ ج: ۱

اقتداء معذور کیلئے جائز ہونے میں دونوں کے عذر کا ایک ہونا شرط ہے۔ لہذا اگر اس کے برعکس بھی ہو تب بھی مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔(۱)

استنجا کا بیان

مسئلہ ۱ اگر کسی کے دونوں ہاتھ شل ہوجائیں یا کٹ جائیں (یعنی لنجا آدمی ہو) اور بیوی نہ ہو جو پانی ڈالے تو استنجا نہ کرے یعنی اس سے استنجا ساقط ہو گیا) اور اگر جاری پانی پر قادر اور دایاں ہاتھ موجود ہو تو اپنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ اسی طرح بیمار آدمی کی اگر بیوی نہ ہو اور اس کا بیٹا یا بھائی ہو اور وہ بیمار خود وضو و استنجا نہیں کر سکتا تو اس کو اس کا بیٹا یا بھائی وضو کرا دے اور استنجا اس سے ساقط ہوجائے گا۔ اسی طرح بیمار عورت کا اگر شوہر نہ ہو اور وہ وضو کرنے سے عاجز ہو اور اس کی بیٹی یا بہن ہو تو اس کو وضو کرا دے اور استنجا اس سے ساقط ہوجائے گا۔ (عمدہ الفقہ ص:۲۷۰ ج:۱)

مسئلہ ۲ مردوں میں اکثر اوقات پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی نالی میں اس کے لمبا ہونے کے باعث ایک دو قطرے رہ جاتے ہیں کسی طریقے خواہ کھنکھارنے سے یا زمین پر پاؤں مارنے سے وغیرہ ان قطروں کو نکالنا واجب ہوتا ہے۔ اس کو استبداء بول سکتے ہیں۔ (عمدۃ الفقہ ص:۲۶۹ ج:۱)

مسئلہ ۳ اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ معذور کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ جتنے عرصے میں اس نے وضو کیا ہے اور موزے پہنے ہیں اس کا تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب سے وہ معذور ہے نہ پایا جائے اور دوسرے یہ کہ مرض مذکور تمام وقت مذکور یا اس کے فرد میں پایا جائے۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ نماز کے وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور چونکہ اس نے موزے طہارت کاملہ پر پہنے ہیں اس لیے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا۔ اور دوسرے صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت کے نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اس کا مسح بھی ٹوٹ جائے گا۔ اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونا پڑیں گے۔ (بہشتی زیور)

پانچواں باب

بیمار کی نماز کا بیان

قیام سے متعلق مسائل۔ مسئلہ ۱ جو شخص بیماری یا عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو وہ بیٹھ کر فرض نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے۔

تنبیہ ۱: عذر کا معنی یہ ہے کہ اسکو کھڑا ہونے سے ضرر ہوتا ہو خواہ عذر فرض و واجب و سنت فجر شروع کرنے سے پہلے موجود ہو یا نماز کے اندر لاحق ہوا ہو۔ اور خواہ وہ عذر حقیقی ہو جیسے اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا حکمی ہو مثلاً کھڑے ہونے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر میں اچھا ہونے کا یا چکر آنے کا خوف ہو یا کھڑا ہونے سے بدن میں کسی جگہ شدید اور ناقابل برداشت درد ہوتا ہو۔ ان سب صورتوں میں قیام ترک کرے اور بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھے۔ اور اگر تھوڑا (یعنی قابل برداشت) درد یا تکلیف ہو تو قیام کا چھوڑنا جائز نہیں۔(۱)

تنبیہ ۲ آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

مسئلہ ۲ اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہے اور ساری نماز میں قادر نہیں تو جس قدر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے پس اگر اس بات پر قادر ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور قرأت کے واسطے قیام نہیں کر سکتا تو اسی قدر کھڑا ہونا فرض ہے پھر قرأت کیلئے بیٹھ جائے یا اگر تکبیر کہہ کر تھوڑی سی قرأت کے واسطے

---

(۱) در مختار ص:۵۵۹ ج:۱

بھی قیام کرسکتا ہے پوری قرأت کے واسطے قیام نہیں کرسکتا تو اس کیلئے حکم ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور جس قدر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے اگرچہ ایک آیت ہی ہو اتنی دیر کھڑا ہو کر قراءت کرے پھر عاجز ہو تو بیٹھ جائے۔(۱)

اگر دیوار وغیرہ کا سہارا لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہے تو سہارا لگا کر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اس کے سوا اور کچھ جائز نہیں اسی طرح اگر عصا (لاٹھی) یا اپنے خادم یعنی کسی فرمانبردار پر سہارا لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور اسکا لوٹانا فرض ہوگا اس لئے کہ جس طرح پورے قیام پر قادر ہونے سے پورا قیام فرض ہے اسی طرح بعض قیام پر قادر ہونے سے بعض قیام اس پر فرض ہے(۲)

مسئلہ ۳ اگر مریض اتنا کمزور ہو کہ گھر میں نماز پڑھے تو قیام کرسکتا ہے اور مسجد میں جماعت کیلئے جانے کے بعد قیام پر قادر نہ ہوگا تو مختار قول یہ ہے کہ مسجد میں جانا اس سے ساقط ہوگا اور وہ اپنے گھر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے یعنی اگر گھر میں جماعت میسر ہو تو جماعت سے پڑھے ورنہ اکیلے پڑھ لے(۳)

مسئلہ ۴ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے رمضان المبارک کے روزے سے عاجز ہو جائے گا تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے(۴)

بیٹھ کر نماز کا پڑھنا

مسئلہ ۵ قیام پر قادر نہ ہونے پر مریض و معذور کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرح اس پر آسان ہو اسی طرح بیٹھے۔ لیکن اگر دوزانو (یعنی جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں) آسان ہو یا کسی دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دوزانو بہتر ہے ورنہ گھٹنوں یا چارزانو یا

(۱،۲) درمختار ص:۵۶۰ ج:۱

(۳،۴) ردالمحتار ص:۵۵۹ ج:۱

اور جس طرح آسانی سے بیٹھ سکے بیٹھے اور تشہد کے وقت اگر ہو سکے تو دوزانو ہو جائے ورنہ اس میں بھی جس طرح آسانی ہو(۱)

مسئلہ ۶ اگر مریض سیدھا بیٹھنے پر قادر نہیں اور کسی دیوار سے یا کسی فرمانبردار شخص یا تکیہ یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ اس سہارے سے بیٹھ کر نماز پڑھے اس کو لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں (۲)

مسئلہ ۷ اگر قیام ورکوع وسجود سے عاجز ہے اور بیٹھنے پر قادر ہے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اشارہ کی حقیقت سر کا جھکا دینا ہے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے لازمی طور پر زیادہ نیچے کرے اور اگر رکوع وسجود برابر کرے گا تو نماز صحیح نہ ہو گی(۳)

مسئلہ ۸ اگر رکوع وسجود سے عاجز ہے یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا اور قیام پر قادر ہے تو مستحب اور افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے کیونکہ قرب زمین کی وجہ سے اس میں سجدہ کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے۔(۴)

مسئلہ ۹ اشارہ سے نماز پڑھنے والا سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بھی اشارہ سے کرے۔(۵)

مسئلہ ۱۰ اگر پیشانی پر زخم ہو جس کی وجہ سے پیشانی پر سجدہ نہ کر سکے تو اس کو اشارہ سے نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کو ناک پر سجدہ کرنا فرض ہے اگر ناک پر

---

(۱) در مختار ص:۵۶۰ج:۱

(۲) ردالمحتار ص:۵۶۰ج:۱

(۳،۴) در مختار ص:۵۶۰ج:۱

(۵) عمدۃ الفقہ

سجدہ نہ کیا اور اشارہ سے نماز پڑھی تو جائز نہ ہوگی(۱)

لیٹ کر نماز پڑھنا

مسئلہ نمبر۱ اگر بیٹھنے پر قادر نہیں اگرچہ وہ عذر حکمی ہو مثلاً کسی نے آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹے رہنے کا حکم کیا اور ہلنے جلنے سے منع کردیا تو لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھتا رہے، کیونکہ جیسے جان بچانا فرض ہے ویسے ہی اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے(۲)

مسئلہ نمبر۲ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت یعنی کمر پر لیٹے اور اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کو پھیلائے (ہمارے ملک میں چونکہ قبلہ مغرب کی طرف ہے لہذا مریض کا سر مشرق کی طرف ہوگا اور اس کے پاؤں مغرب کی طرف ہونگے) اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے۔

لیکن اگر کچھ طاقت ہو تو دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لے اور پاؤں قبلہ کی طرف نہ پھیلائے کیونکہ بلاضرورت یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے۔

چاہیے کہ سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیں تاکہ لیٹا ہوا مریض بیٹھنے والے کے مشابہ ہوجائے اور منہ قبلہ کی طرف ہوجائے آسمان کی طرف نہ رہے اور رکوع و سجود کیلئے اشارہ بھی اچھی طرح کرسکے(۳)

مسئلہ نمبر۳ اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلہ کی طرف کو کرکے اشارہ سے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن چت لیٹنا اولی و افضل ہے اور دائیں کروٹ کو بائیں کروٹ پر فضیلت ہے اور جائز دونوں طرح ہیں(۴)

---

(۱) فتاوی عالمگیری ص:۱۳۶ ج:۱

(۲) در مختار ص:۵۶۴ ج:۱

(۳،۴) در مختار ص:۵۶۲ ج:۱

مسئلہ نمبر ۴ اگر تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر اس کو کوئی مرض ایسا پیدا ہو گیا کہ قیام نہیں کر سکتا مثلاً کوئی رگ چڑھ گئی تو بیٹھ کر باقی نماز پڑھے نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں اور رکوع و سجود کرے اور اگر رکوع و سجود پر بھی قادر نہیں تو بیٹھ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے (۱)

مسئلہ نمبر ۵ جو شخص عذر کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھتا تھا پھر نماز کے اندر تندرست ہو گیا یعنی قیام پر قادر ہو گیا تو اپنی باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے (۲)

مسئلہ نمبر ۶ اگر کچھ نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے پڑھی پھر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا تو نئے سرے سے نماز پڑھے۔

یہ حکم اس وقت ہے جب رکوع و سجود کی قدرت ایک دفعہ اشارہ سے رکوع و سجود کر لینے کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ لیکن اگر نماز شروع کرنے کے بعد اور رکوع و سجود کرنے سے پہلے یہ قدرت حاصل ہوئی تو اسی نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ پورا کر لے نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں (۳)

اگر چت یا کروٹ پر لیٹ کر اشارہ سے نماز شروع کی تو خواہ رکوع و سجود کے اشارہ سے پہلے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا یا بعد میں قادر ہوا ہر حال میں نئے سرے سے نماز پڑھے (۴)

مسئلہ نمبر ۷ عذر کے ساتھ اشارہ سے جو نمازیں پڑھیں صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں ہے۔

---

(۱) در مختار ص: ۵۶۲ ج: ۱

(۲، ۳، ۴) در مختار ص: ۵۶۳ ج: ۱

مسئلہ نمبر ۸ اسی طرح کسی کی زبان ایک دن رات تک بند رہی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں ہے۔(۱)

مسئلہ جب مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو نماز کا فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ آنکھ یا ابرو یا دل کی اشارہ سے نماز نہ پڑھے کیونکہ ان کے اشارہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ایسے مریض کو جب صحت ہو جائے تو اس پر ایسی نمازوں کی قضا کے لازم ہونے یا نہ ہونے میں چار صورتیں ہیں۔

(i) مرض ایک دن ایک رات یعنی پانچ نمازوں سے زیادہ رہا اور اس کی عقل قائم نہ رہی اس صورت میں حالت مرض کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

ii مرض بے ہوشی کے ساتھ ایک دن ایک رات یا اس سے کم رہا مگر عقل قائم رہی اس صورت میں صحت ہونے پر قضا پڑھے۔

iii دن رات سے زیادہ مرض رہا اور عقل قائم رہی۔

iv مرض دن رات سے کم رہا اور عقل قائم نہ رہی

iii اور iv دونوں صورتوں میں قضاء لازم ہے۔(۲)

مریض کا قبلہ رخ ہونے پر قادر نہ ہونا

مسئلہ ۱ مریض اگر قبلہ کو پہچانتا ہو اور قبلہ کی طرف منہ کرنے پر قادر نہیں اور ایسا کوئی شخص نہیں ملتا جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کو پھیر دے تو اسی طرح نماز پڑھے اور پھر اس نماز کا اعادہ نہ کرے(۳)

---

(۱) ردالمختار ص:۵۶۲ ج:۱

(۲) عمدہ الفقہ ص:۴۰۶ ج:۲

(۳) فتاوی عالمگیری ص:۶۳ ج:۱

مسئلہ۲ اور اگر کوئی ایسا شخص مل گیا جو اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے تو اس کو کہے کہ میرا منہ قبلہ کی طرف کو پھیر دے۔ اگر اس کو حکم نہ کیا اور قبلہ کے سوا کسی اور طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہیں ہوگی۔(۱)

مریض کے بچھونے (بستر) کا نجس ہونا

مسئلہ۱ اگر مریض نجس بچھونے پر ہو تو اگر پاک بچھونا نہیں ملتا یا ملتا ہے لیکن کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کا بچھونا بدل دے (اور مریض خود اٹھنے کے قابل نہ ہو) تو نجس بچھونے پر نماز پڑھ لے اور اس کا اعادہ نہ کرے۔ اور اگر ایسا شخص مل جائے جو اس کا بچھونا بدل دے تو چاہیے کہ اس کو کہے اور اگر نہ کہا اور نجس بچھونے پر نماز پڑھ لی تو نماز جائز نہیں ہوگی۔(۲)

مسئلہ۲ کسی مریض کے نیچے نجس کپڑے (یعنی بچھونا) ہیں تو اگر اس کا یہ حال ہے کہ جو بچھونا بدل کر اس کے نیچے بچھایا جائے گا وہ فوراً یعنی قبل اس کے کہ وضو اور نماز سے فارغ ہو اس قدر نجس ہو جائے گا جو نماز کا مانع ہے تو اسی حالت میں (یعنی بچھونا تبدیل کیئے بغیر) نماز پڑھے (۳)

مسئلہ۳ اسی طرح اگر دوسرا بچھونا فوراً یعنی نماز پڑھتے پڑھتے نجس تو نہیں ہوتا لیکن بچھونا بدلنے میں حرکت کی وجہ سے اس کو بہت تکلیف ہوگی یا مرض میں زیادتی ہوگی تو نہ بدلیں اور وہ اسی پر نماز پڑھے اور کسی قسم کا شک نہ کرے کیونکہ اس کے حق میں پاک ہے۔(۴)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۶۳ ج:۲

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۶۳ ج:۲

(۳،۴) عالمگیری ص:۱۳۷ ج:۱

جنون، بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے مسائل

مسئلہ نمبر ۱ اگر کوئی شخص پانچ نمازوں کے وقت تک بے ہوش رہا تو ان نمازوں کو قضا کرے۔

مسئلہ نمبر ۲ اور اگر بے ہوشی پانچ نمازوں سے بڑھ جائے یعنی چھ نمازیں ہو جائیں تو اب ان نمازوں کو قضا نہ کرے کیونکہ یہ بسبب حرج کے اس سے ساقط ہو گئیں۔ لیکن یہ (یعنی ترک قضا کا) حکم اس وقت ہے جبکہ بے ہوشی برابر رہے (Continuous) اور اس مدت کے دوران کبھی افاقہ نہ ہو۔

لیکن اگر افاقہ ہوتا ہو اور افاقہ کا ایک وقت مقرر ہے مثلاً روزانہ صبح کے وقت میں مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کچھ ہوش آجاتا ہے اور تھوڑی دیر افاقہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد وہ مرض لوٹ آتا ہے اور مریض دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس افاقہ سے پہلے اگر بے ہوشی ایک دن رات سے کم تھی تو بے ہوشی کا حکم باطل ہو جائے گا اور ان نمازوں کی قضا واجب ہو گی۔ اور اگر افاقہ کا وقت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی یکا یک افاقہ ہو جاتا ہے اور تندرستوں کی سی باتیں کرتا ہے پھر بے ہوش ہو جاتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی یہ بے ہوشی متصل اور لگاتار سمجھی جائے گی (۱)

مسئلہ نمبر ۳ جنون کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۴ اگر کسی درندہ جانور یا آدمی کے خوف یا سخت بیماری سے ایک دن رات سے زیادہ بے ہوش رہا تو اس سے قضا ساقط ہو جائے گی (۲)

(۱،۲) عالمگیری ص: ۱۳۷ ج: ۱

مسئلہ نمبر ۵ اگر شراب پی اور اس کے نشے کی وجہ سے ایک دن رات سے زیادہ عقل جاتی رہی تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی خواہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانے تک رہے، اور خواہ شراب دوائی سمجھ کر پی ہو یا کسی نے مجبور کر کے پلادی ہو تب بھی قضا واجب ہے کیونکہ بندوں کے فعل سے اللہ تعالی کا حق ساقط نہیں ہوتا۔(۱) مسئلہ یہی حکم اپریشن کیلئے بے ہوش کرنے میں بھی ہے۔

مسئلہ نمبر ۶ اسی طرح اگر اجوائن خراسانی یا کوئی اور دوائی پی جس سے ایک دن رات سے زیادہ عقل درست نہ رہی تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی اس لئے سب وقتوں کی قضا نماز پڑھے(۲)

مسئلہ نمبر ۷ اگر ایک دن رات سے زیادہ سوتا رہا تو یہ سب نمازیں قضا کرے کیونکہ عادتاً ایک دن رات سے زیادہ کوئی نہیں سوتا(۳)

مسئلہ نمبر ۸ اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ گیا کہ غنودگی وغیرہ کی وجہ سے اس کو رکعتوں کا شمار اور رکوع وسجود وغیرہ یاد نہیں رہتا تو اس پر اس وقت کی نمازوں کا ادا کرنا ضرور نہیں بلکہ صحت کے بعد ان کی قضا پڑھ لے لیکن اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے۔(۴)

تنبیہ: یہ بتلانا تعلیم نہیں بلکہ یاد دہانی اور خبردار کرنا ہے اس لئے یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ نمبر ۹ یہی حکم اس شخص کا ہے جس کو زیادہ بڑھاپے کے سبب عقل میں فتور آگیا ہو اور رکعتوں کی تعداد اور رکوع وسجود وغیرہ یاد نہ رکھ سکتا ہو تو

(۱،۲) عالمگیری ص:۱۳۸ ج:۱

(۳) عالمگیری ص:۱۳۸ ج:۱

(۴) درمختار ص:۵۶۲ ج:۱

دوسرے شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہوجائے گی۔(۱)
اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو اپنی غالب رائے پر عمل کرے۔

متفرق مسائل

مریض اپنی نماز میں قراءت و تسبیح اور تشہد و درود و دعا اسی طرح پڑھے جیسے تندرست پڑھتا ہے۔(۲)

اگر ان سب یا کچھ سے عاجز ہو تو چھوڑ دے۔ تندرست اور مریض میں صرف ان چیزوں میں فرق ہے جن میں مریض عاجز ہے۔ اور جن پر مریض قادر ہے ان کا حکم اس پر تندرست کی مانند ہے۔

مسئلہ ۱ اگر کسی کی بیوی ایسی بیمار ہو کہ خود وضو نہ کرسکے تو خاوند پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر خاوند ایسا بیمار ہو تو بیوی پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر بیوی خاوند سے یا خاوند بیوی سے امداد طلب کرے اور وہ مدد کرے تو وضو کرنا فرض ہے اور تیمم جائز نہیں اگرچہ امداد کرنا ان پر واجب نہیں تھا۔(۳)

مسئلہ ۲ اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ نماز کے کسی خاص رکن پر بغیر حدث ہوئے قادر نہ ہو تو وہ رکن اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا یعنی وہ حدث نہ کرے بلکہ اس رکن کو چھوڑ دے۔ پس اگر کسی شخص کے زخم ہو اور اس کی وجہ سے جب وہ سجدہ کرتا ہے تو زخم بہنے لگتا ہے اور اس کے علاوہ رکوع و قیام اور قراءت پر قادر ہے تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔ یہی مستحب و افضل ہے۔ لیکن اگر قیام و قراءت اور رکوع کھڑے ہو کر کرے اور سجدہ بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرے تب بھی جائز ہے لیکن افضل نہیں۔

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۰۹ ج:۲

(۲،۳) عالمگیری ص:۱۳۸ ج:۱

اسی طرح اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس کو پیشاب جاری ہو جائے گا یا قطرہ آجائے گا یا زخم بہنے لگے گا یا قرأت بالکل یعنی بقدر فرض بھی نہ کر سکے گا اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو کوئی حرج نہ ہو گا تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے جبکہ اس عذر کو کسی اور طرح سے نہ روک سکے۔

اگر کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے پیشاب یا زخم سے خون جاری ہوتا ہو اور لیٹنے سے کچھ جاری نہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے۔(۱)

مسئلہ ۳ اگر کسی کے دانتوں میں درد ہوتا ہو اور منہ میں سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے بغیر سکون نہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص امامت کے لائق مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت میں یعنی منہ میں دوائی رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قراءت وغیرہ نہ کرے(۲)

مسئلہ ۴ مریض کے واسطے مستحب ہے کہ جمعہ کے روز ظہر کی نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ جمعہ کی نماز سے امام فارغ ہو جائے اور اگر اتنی تاخیر نہ کرے تو مکروہ تنزیہی ہے(۳)

مسئلہ ۵ مریض کی جو نمازیں حالت مرض میں قضا ہو گئیں ان کو جب صحت ہونے پر قضا کرے تو اس طرح نماز پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور اگر اس حالت کی طرح پڑھی جس حالت کی نماز فوت ہو گئی تھی مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے تو نماز جائز نہ ہو گی۔ اور اگر صحت کی حالت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں اور

---

(۱) عالمگیری ص:۱۳۸ ج:۱

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۴۰۹ ج:۲

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۴۵۵ ج:۲

ان کو بیماری کی حالت میں قضا کرتا ہے تو اس طرح پڑھے جس پر اب قادر ہے یعنی بیٹھ کر یا اشارہ سے۔ نماز ہو جائے گی۔ اس وقت صحت کی طرح پڑھنا واجب نہیں ہے (لہذا یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی طاقت آجائے گی جب پڑھونگا یا جب بیٹھنے اور رکوع و سجود کرنے لگوں گا تب پڑھوں گا) (۱)

مریض کیلئے امامت واقتداء کے چند مسائل

مسئلہ نمبر ۱ معذور اپنے جیسے یا اپنے سے زیادہ عذر والے کی امامت کرسکتا ہے۔ کم عذر والے کی امامت نہیں کرسکتا کیونکہ امام کا حال مقتدی سے قوی یا اس کے مساوی ہونا شرط ہے اور معذور امام اور مقتدی دونوں کے عذر کا ایک (یکساں) ہونا ضروری ہے مثلاً دونوں کو سلس البول یا دونوں کو ریح کا مرض ہو وغیرہ۔ پس اگر دونوں کو الگ الگ قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریح کا مرض ہے اور دوسرے کو سلس البول کا مرض ہے یا خون جاری ہے تو وہ ایک دوسرے کی امامت نہیں کرسکتے بلکہ الگ الگ پڑھیں (۲)

مسئلہ نمبر ۲ ایک عذر والا شخص دو عذر والے شخص کا امام اس وقت ہوسکتا ہے جب اس کا عذر مقتدی کے دونوں عذروں میں سے ایک ہو ورنہ نہیں اور ایک عذر والے کو دو عذر والے کی اقتداء کسی طرح درست نہیں ہے (۳)

مسئلہ نمبر ۳ معذور نے اپنے مثل معذور اور صحیح کی امامت کی تو صحیح (تندرست) کی نماز درست نہیں ہوگی۔ معذور کی درست ہوجائے گی (۴)

مسئلہ نمبر ۴ البتہ اگر معذور نے عذر کے ہونے کی حالت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھائی تو صحیح کی نماز درست ہوجائے گی (۵)

---

(۱) عالمگیری ص:۱۳۸ ج:۱

(۲، ۳، ۴، ۵) در مختار ص:۴۲۸ ج:۱

مسئلہ نمبر ۵ اشارہ سے نماز پڑھنے والے میں امام سے آگے ہونے نہ ہونے میں سر کا اعتبار ہے۔ پس اگر اس کا سر امام کے سر کے برابر یا اس سے پیچھے ہے اگرچہ اس کے قدم امام کے قدم سے آگے ہوں تو اقتدا صحیح ہوجائے گی اور اس کے برعکس اگر اس کا سر امام کے سر سے آگے اور پاؤں امام کے پاؤں سے پیچھے ہیں تو اس کی اقتدا درست نہیں ہوگی۔ یہ حکم اشارہ سے اس نماز پڑھنے والے کا ہے جو کسی صحیح کا یا اپنے مثل اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا مقتدی ہو اور وہ امام و مقتدی دونوں میں سے ہر ایک یعنی جو معذور ہیں بیٹھے ہوئے ہوں یا چت لیٹے ہوئے ہوں اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ لیکن اگر کروٹ پر لیٹا ہوا ہو تو مقتدی کو اپنے امام کی پیٹھ کے پیچھے کروٹ سے لیٹا ہوا ہونا شرط ہے اور اس کیلئے سر کا اعتبار بالکل نہ ہوگا(۱)

مسئلہ نمبر ۶ امام لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو اور مقتدی بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو تو مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی(۲)

مسئلہ نمبر ۷ امام نے زخم پر پٹی باندھی ہوئی ہو اور اس پر مسح کیا ہو تو اس کے پیچھے ایسے شخص کی نماز صحیح ہوگی جس نے تمام اعضاء وضو کو دھویا ہو۔(۳)

مسئلہ نمبر ۸ مریض امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور تندرست مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوں تو نماز درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ رضی اللہ عنھم کھڑے ہو کر اقتداء کرتے رہے۔(۴)

(۱،۲) در مختار ص:۴۳۶ ج:۱

(۳،۴) در مختار ص:۴۳۵ ج:۱

مسئلہ نمبر ۹ جنون مطبق (دائمی) ہو یا منقطع ہو (غیر دائمی) لیکن افاقہ کی حالت نہ ہو ایسی حالت میں اس دیوانے یا پاگل کی اور نشے میں مدہوش اور معتوہ کی امامت صحیح نہیں ہوتی (۱)

مسئلہ نمبر ۱۰ بعض لوگ کرسی پر بیٹھ کر سجدہ کی بجائے اشارہ سے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر زمین پر بیٹھ کر سجدہ کی قدرت ہو تو کرسی پر اشارہ سے نماز نہیں ہوگی (۲)

مسئلہ نمبر ۱۱ جس کے منہ سے بد بو آتی ہو یا جس کے زخم ہوں اور اس کے زخموں سے بد بو آتی ہو اس شخص کو چاہیے کہ وہ نماز باجماعت کیلئے مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں نماز پڑھے (۳)

مسئلہ ۱۲ مجنون و پاگل کو مسجد سے دور رکھنا چاہیے

مسئلہ ۱۳ اگر بیٹھ کر رکوع میں کمر کو جھکا سکتا ہے کہ اگر کوئی ایک بالشت تک اونچا پتھر یا تپائی سامنے رکھ کر اس پر پیشانی ٹکا سکتا ہے تو ایسا کرنا ضروری ہے۔ (۴)

---

(۱) درمختار ص: ۴۲۸ ج: ۱

(۲) احسن الفتاوی ص: ۵۱ ج: ۴

(۳) ردالمحتار

(۴) ردالمحتار ص: ۵۶۱ ج: ۱

چھٹا باب

روزہ کے احکام

کن باتوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کن سے نہیں

مسئلہ ۱ کسی روزہ دار کو قے آئی تو اس کا روزہ صرف دو صورتوں میں فاسد ہوتا ہے۔ اگرچہ قے کی کل چوبیس صورتیں بنتی ہیں جیسا کہ درج ذیل نقشہ سے واضح ہے۔ ایک یہ کہ اس کو بلا ارادہ خود بخود منہ بھر کر قے آئی پھر روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً اس کو منہ کے اندر سے ہی واپس نگل لیا خواہ تمام کو نگلے یا اس میں سے بعض حصہ کو نگلے جبکہ وہ چنے کی مقدار یا اس سے زیادہ نگلی ہو تو بالاتفاق اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۱)

دوسرے یہ کہ روزہ یاد ہوتے ہوئے خود اپنے ارادہ سے منہ بھر قے کی (Self induced)(خواہ کسی غرض سے کسی طبیب نے مریض کو قے کرائی ہو) تو اس کا روزہ مطلقاً ہر حال میں فاسد ہو جائے گا۔

ان دونوں صورتوں میں صرف قضا لازم ہو گی کفارہ لازم نہ ہو گا۔

منہ بھر کر قے ہونے کی حد یہ ہے کہ اس کو تکلیف و حرج کے بغیر منہ میں روکنا ممکن نہ ہو۔

روزہ میں قے کی مختلف ممکنہ صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

اختیاری قے کی یہ بارہ صورتیں ہیں۔

(۱) منہ بھر کر منہ سے باہر نکل گئی اور روزہ یاد تھا

(۲) منہ بھر کر منہ سے باہر نکل گئی اور روزہ یاد نہیں تھا

---

(۱) عالمگیری ص:۲۰۴ ج:۱

(۳) منہ بھر کر بلا قصد پیٹ میں لوٹ جائے اور روزہ یاد تھا

(۴) منہ بھر کر بلا قصد پیٹ میں لوٹ جائے اور روزہ یاد نہ ہو۔

(۵) منہ بھر کر قصداً پیٹ میں لوٹا لے اور روزہ یاد ہو۔

(۶) منہ بھر کر قصداً پیٹ میں لوٹا لے اور روزہ یاد نہ ہو۔

(۷) منہ بھر سے کم منہ سے باہر نکل گئی اور روزہ یاد تھا

(۸) منہ بھر سے کم منہ سے باہر نکل گئی اور روزہ یاد نہ تھا۔

(۹) منہ بھر سے کم بلا قصد پیٹ میں لوٹ جائے اور روزہ یاد ہو۔

(۱۰) منہ بھر سے کم بلا قصد پیٹ میں لوٹ جائے اور روزہ یاد نہ ہو۔

(۱۱) منہ بھر سے کم قصداً پیٹ میں لوٹا لے اور روزہ یاد تھا

(۱۲) منہ بھر سے کم قصداً پیٹ میں لوٹا لے اور روزہ یاد نہیں تھا۔

اسی طرح غیر اختیاری قے کی بھی یہی بارہ صورتیں ہیں۔ لہذا ملا کر یہ کل چوبیس صورتیں بنتی ہیں۔

یہ سب تفصیل اس قے کی ہے جس میں کھانا یا پانی یا صفرا (پت Bile) یا جما ہوا خون ہو۔ اور اگر قے میں نرا بلغم ہو تب بھی راجح یہی ہے کہ مذکورہ دو صورتوں میں بھی اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا (۲)

مسئلہ ۲ اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار قصداً قے کی اور وہ سب مل کر منہ بھر ہونے کی مقدار تھی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا (اور یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر متفرع ہے) (۳)

---

(۲) عالمگیری ص:۲۰۴ ج:۱

(۳) ردالمحتار ص:۱۲۱ ج:۲

مسئلہ ۳ خون اگر دانتوں سے نکل کر حلق میں داخل ہو جائے اور تھوک غالب ہو اور خون کا مزا حلق میں نہیں پایا تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تھوک کے غالب ہونے کے باوجود خون کا مزہ حلق میں پایا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہو گی (۱)

اگر خون اور تھوک برابر ہوں تب بھی احتیاطاً بطور احسان اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہو گی۔ (۲)

مسئلہ ۴ عنبر و عود کا دھواں قصداً اپنے منہ کے اندر لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۵) کسی دوا مثلاً (Tinct Benzoin Co) کی بھاپ لینے اور تنگی تنفس میں Inhaler کے استعمال کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح Menthol وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۵ سانس کے ذریعہ آکسیجن لینے (Oxygen inhalation) سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۶ اگر کسی شخص نے حقنہ (Enema) کرایا اور وہ حقنہ کے مقام تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا (۳)

مسئلہ ۷ ناک میں جو قطرے ڈالے جاتے ہیں چونکہ وہ اکثر حلق تک پہنچ جاتے ہیں لہذا روزہ میں یہ ڈالنا مکروہ ہے اور اگر دوا حلق میں چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر ناک کے نتھنوں میں مرہم مثلاً Vicks لگائی اور اس کو اوپر نہیں کھینچا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

---

(۱) درمختار علی ہامش ردالمحتار ص: ۱۰۷ ج: ۲

(۲) درمختار علی ہامش ردالمحتار ص: ۱۰۶ ج: ۲

(۳) درمختار علی ہامش ردالمحتار ص: ۱۱۱ ج: ۲

مسئلہ ۸ منہ میں دوا لگوانا بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اگر دوا پیٹ کے اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا (۱)

مسئلہ ۹ نکسیر کا خون حلق میں سے پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۸)

مسئلہ ۱۰ بواسیری مسے (Piles) موضع حقنہ سے بہت نیچے ہوتے ہیں اور براہ مقعد داخل ہونے والی چیز جب تک موضع حقنہ تک نہ پہنچے مفسد نہیں لہذا مسوں کو پانی سے تر کر کے چڑھانے سے اور مسوں پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۲)

مسئلہ ۱۱ اگر روزہ دار مرد یا عورت نے اپنی خشک انگلی اپنے پاخانہ کے مقام میں داخل کی یا عورت نے فرج (Vagina) میں داخل کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہو تو اب پانی یا تیل وغیرہ کے اندر پہنچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا (۳)

انگلی کے ذریعہ (Per-Rectum اور Per-Vagina (P/R اور P/V) تفتیش کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر خشک انگلی داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر کسی تیل یا ویزلین یا گلیسرین لگانے کے بعد داخل کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر پہلے خشک انگلی داخل کی پھر اس کو باہر نکال کر دوبارہ داخل کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ جب پہلی دفعہ داخل کر کے انگلی باہر نکالی تو اس پر اندر کی رطوبت لگ گئی تھی اور جب دوبارہ انگلی اندر داخل کی تو یہ رطوبت جو خارج ہو چکی تھی اس کو خارج سے اندر داخل کیا اور یہ چیز روزہ کو توڑتی ہے۔ (۴)

---

(۱) احسن الفتاوی ص: ۴۲۶ ج: ۴

(۲) احسن الفتاوی ص: ۴۲۸ ج: ۴

(۳) احسن الفتاوی ص: ۴۳۰ ج: ۴

(۴) عمدۃ الفقہ ص: ۳۰۷ ج: ۳

مسئلہ ۱۲ اگر کسی روزہ دار مرد یا عورت نے اپنے پاخانے کے مقام میں روئی یا لکڑی یا کپڑا یا پتھر کا ٹکڑا وغیرہ داخل کیا یا عورت نے اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کیا۔ اگر وہ سب اندر چلا گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کا ایک سرا باہر نکلا رہا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ باہر والا سرا عورت کی شرمگاہ کے خارجی حصہ (Vulva) میں باقی ہو(۱)

مانع حمل چھلا (I.U.D.C) رحم میں رکھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

رحم کی صفائی کیلئے فم رحم کشادہ کرنے کیلئے جو آلات استعمال کیئے جاتے ہیں (Dilators) اور اندرون رحم کھرچنے کا آلہ (Curette) اگر ان پر کوئی تیل وغیرہ لگا کر انکو داخل کیا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ان کو خشک داخل کیا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر خشک داخل کر کے پھر ایک مرتبہ باہر نکال کر دوبارہ صاف کیے بغیر اگر ان کو پھر اندر داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۳ اگر کسی لکڑی کو نگل لیا اور اس کا سرا ہاتھ میں ہے اور اس کو باہر نکال لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ وہ لکڑی اندر ٹھہر نہیں رہی۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب اس پر کچھ پانی یا تیل نہ لگا ہوا ہو(۲)

Rypes Tube اور اندرونی معائنہ کے مختلف آلات مثلاً Gastroscope, Sigmoidoscope, Bronchoscope وغیرہ پر چونکہ کچھ تیل وغیرہ (Lubricant) استعمال کیلئے لگایا جاتا ہے لہذا ان کو اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۴ اگر کسی روزہ دار کی کانچ (Rectal Prolpse) باہر نکل آئی اور اس نے اس کو دھویا۔ اگر وہ خشک کرنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا

(۱،۲) عمدۃ الفقہ ص:۳۰۷ ج:۳

ورنہ نہیں کیونکہ جو پانی اس کے ظاہری حصے کو لگ گیا ہے وہ اس کے اندرونی حصے کے مقعد واپس پہنچنے سے پہلے خشک کرنے سے زائل ہو گیا ہے۔ لہذا جب کسی روزہ دار کی کانچ باہر نکل آئے تو اس کو چاہیے کہ جب تک اس کو کپڑے سے نہ پونچھ لے اپنی جگہ سے نہ اٹھے تاکہ اس کے اندر پانی داخل ہو کر روزہ کو فاسد نہ کرے (۱) رحم کا کچھ حصہ باہر نکل آنے (Uterine Prolapse) میں بھی اگر کچھ دوا لگا کر یا پانی وغیرہ لگا کر اس کو اندر کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

مسئلہ ۱۵ اگر کسی نے کسی روزہ دار کے نیزہ یا تیر چبھویا جو پیٹ تک پہنچ گیا تو اگر اسی نوک (انی) سمیت باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نیزہ یا تیر کی انی (نوک) ٹوٹ کر اندر پیٹ میں رہ گئی تو صحیح قول کے مطابق اب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (۳)

مسئلہ ۱۶ مرد نے اپنے ہاتھ سے یا اپنی بیوی یا کسی اور کے ہاتھ سے اپنے ذکر (Penis) کو ہلا کر منی خارج کی تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ اس نے ایسا اپنی شہوت کی تسکین کیلئے کیا ہو یا مادہ منویہ کا تجزیہ (Semen Analysis) کرانے کیلئے کیا ہو (۴)

مسئلہ ۱۷ نشے والا آدمی اگر نیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہوشیار ہو گیا اور اس وقت اس نے روزہ کی نیت کر لی تو اس کا روزہ صحیح ہو جائے گا کیونکہ رمضان کے روزے کیلئے رات کو نیت کرنا شرط نہیں ہے اور اگر ہوشیار ہونے سے پہلے روزہ کی نیت کا وقت گزر گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۳۰۷ ج:۳

(۲) امداد الفتاوی ص:۱۴۹ ج:۲

(۳) عالمگیری ص:۲۰۴ ج:۱

(۴) عالمگیری ص:۲۰۵ ج:۱

مسئلہ ۱۸ کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ وہ عضلاتی ہو یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (محض روزہ کی مشقت کم کرنے کیلئے (Drip) لگوانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح خون چڑھانے (Blood Transfusion) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۱۹ انجائنا (Angina Pectoris) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں Angised گولی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا لہذا احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۰ اگر کسی نے بلیلہ (ہڑ) کو چوسا اور تھوک اس کے حلق میں داخل ہو گیا تو جب تک اصل ہڑ (یعنی ہڑ کا کوئی جزو) اس کے حلق میں نہ جائے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۱ روزہ دار نے دوا چکھی اور اس کا مزہ اپنے حلق میں پایا لیکن دوا حلق میں نہیں گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۲۲ پچھنے لگوانے اور اسی طرح فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کیلئے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اس سے ہونے والے ضعف کی بنا پر بہتر ہے کہ روزہ کی حالت میں ایسا نہ کرے۔ روزہ دار نے پچھنے لگوائے یا خون دیا پھر گمان کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر اس نے عمداً کھالیا۔ اگر اس نے کسی فقیہ سے فتویٰ نہیں لیا اور نہ ہی اس کو حدیث افطر حاجم والمحجوم (جس کا اور احادیث کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ پچھنے لگوانے اور لگانے والے کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا اگرچہ بظاہر یہ ترجمہ ہے کہ پچھنے لگانے اور لگوا

نے والے کا روزہ ٹوٹ گیا) کا علم تھا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہو نگے۔ اور اگر اس نے کسی فقیہ عالم سے فتویٰ لیا اور اس نے فتویٰ دیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ عام آدمی (Lay Man) کیلئے عالم کی تقلید واجب ہے۔ جبکہ وہ عالم ایسا ہو جس کے فتویٰ پر اعتماد کیا جاتا ہو۔

مسئلہ ۲۳ کسی کو بلا قصد خود بخود قے ہوئی اور اس نے گمان کیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا پھر اس نے عمداً کچھ کھا پی لیا تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وہ جانتا تھا کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا پھر بھی عمداً کچھ کھا پی لیا تو کفارہ بھی آئے گا۔

مسئلہ ۲۴ روزہ دار کے پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی داخل کی اور اس نے سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد عمداً کچھ کھا پی لیا تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہو نگے۔ لیکن اگر انگلی تر تھی تو کفارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں روزہ دار نے تری داخل ہو۔ نے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کے بعد کھایا ہے اور اگر کسی نے حدیث میں تاویل کی یا کسی فقیہ سے فتویٰ لیا پھر روزہ توڑ دیا تو ان سب صورتوں میں اس پر کفارہ نہیں ہے اگرچہ اس فقیہ نے اس فتویٰ میں غلطی کی ہو۔

وہ اعذار جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہے

مرض

مسئلہ ۱ اگر مریض کو اپنی جان ضائع ہونے یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے یا بگڑ جانے یا کسی اور نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے یا دیر میں صحت ہونے کا خوف ہو یا آنکھ کے درد یا کسی زخم یا سر کے درد یا اسی قسم کا کوئی اور خوف ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہے۔ پس یہ حکم اس شخص کیلئے بھی ہے جس کو طلوع فجر سے پہلے مرض لاحق ہوا اور اس کیلئے بھی جس کو روزہ

رکھنے اور طلوع فجر کے بعد مرض لاحق ہوا ہو۔(۱)

(تنبیہ: لیکن شرط یہ ہے کہ کسی علامت یا اپنے تجربہ سے یا کسی ایسے دوسرے شخص کے تجربہ سے جس کو ایسا مرض لاحق ہو چکا ہو یا کسی ایسے مسلمان حاذق طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا ہوا فاسق نہ ہو گمان غالب حاصل ہو جائے۔ پس غیر حاذق طبیب کی رائے پر عمل کرنا جائز نہیں اور کافر طبیب کی بات پر تو عبادات میں اعتماد ہی نہیں کیا جاتا)

مسئلہ ۲ اگر تندرست آدمی کو روزہ سے مرض لاحق ہو جانے کا ڈر ہو تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اور ڈر سے مراد یہ ہے کہ کسی علامت یا تجربہ سے یا کسی مسلمان حاذق طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا فاسق نہ ہو گمان غالب حاصل ہو جائے جیسا کہ اوپر بیان ہوا(۲)

مسئلہ ۳ جو شخص مریضوں کی تیمارداری کرتا ہے اور اس کو خوف ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو کمزوری ہو جانے کی وجہ سے وہ بیماروں کی تیمار داری نہیں کر سکے گا اور بیمار ہلاک ہو جائیں گے تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اور اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے(۳)

مسئلہ ۴ دودھ پیتا بچہ جس کو پیٹ کی بیماری ہو اور اس بیماری سے اس کی موت کا خوف غالب ہو اور طبیبوں کا گمان غالب ہو کہ اگر اس کی دائی یعنی دودھ پلانے والی عورت فلاں دوا پیئے گی تو وہ بچہ صحت یاب یا قریب الصحت ہو جائے گا اور اس دودھ پلانے والی عورت کو رمضان المبارک میں دن کے وقت اس دوا کا پینا ضروری ہے تو اس کو اس کی اجازت ہے جبکہ یہ بات حاذق اور مسلمان اطباء نے کہی ہو(۴)

---

(۱) عالمگیری ص:۲۰۷ ج:۱

(۲) عالمگیری ص:۲۰۷ ج:۱

(۳،۴) عمدۃ الفقہ ص:۳۲۹ ج:۳

مسئلہ ۵ اگر کسی پیشہ ور کو اپنا خرچہ کمانے کیلئے روزہ کے ساتھ اپنے پیشے میں مشغول ہونے سے ایسی بیماری وضرر کا خوف ہو جس سے روزہ توڑ دینا مباح ہو جانے تو اس کو بیمار ہونے سے پہلے روزہ توڑ دینا حرام ہے(۱)

۲۔ حمل وارضاع (دودھ پلانا) اگر حاملہ عورت یا مرضعہ (دودھ پلانے والی) اپنی یا اپنے بچے کی جان پر نقصان یا ہلاکت کا خوف کرے تو اس کو روزہ افطار کر دینا جائز ہے یعنی توڑ دینا جائز ہے(۲)

بے ہوشی۔ مسئلہ ۱ ایام بے ہوشی کے تمام روزوں کی قضا کرے اگرچہ پورے ماہ رمضان میں بے ہوش رہا ہو(۳)

مسئلہ ۲ جس شخص کو ماہ رمضان میں بے ہوشی ہو گئی (اور وہ روزہ سے ہو) تو جس دن بے ہوشی شروع ہوئی اس دن کے روزہ کی قضا نہ کرے کیونکہ اس دن کا روزہ پایا گیا (جبکہ وہ ایسا بد عمل نہ ہو کہ سرے سے رمضان کے روزے رکھتا ہی نہ ہو) اور اگر کسی کو رمضان کی پہلی رات میں بے ہوشی طاری ہو گئی تو وہ سوائے پہلے دن کے تمام روزوں کی قضا کرے(۴) جبکہ مریض کا تمام روزے رکھنے کا معمول تھا۔ یہ اس وقت ہے جبکہ پہلے دن میں روزہ کے اوقات میں کسی ذریعہ سے معدہ وغیرہ میں کوئی غذا یا دوا داخل نہ کی گئی ہو۔ ورنہ اس دن کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۳ اگر شعبان کے آخری دن میں بے ہوشی ہوئی اور تمام رمضان بے ہوشی رہی تو وہ پورے ماہ رمضان کے روزے قضا کرے کیونکہ رمضان شروع ہونے سے پہلے روزے کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) عالمگیری ص:۲۰۷ ج:۱

(۲) عالمگیری ص:۲۰۷ ج:۱

(۴،۳) عالمگیری ص:۲۰۸ ج:۱

۴ جنون

اس کی دو قسمیں ہیں

i اصلی اور مقارن۔ وہ یہ ہے کہ جنون بالغ ہونے سے پہلے کا ہو یعنی وہ جنون کی حالت ہی میں بالغ ہوا ہو۔

ii عارض ii وہ یہ ہے کہ جنون بالغ ہونے کے بعد عارض (پیش آیا) ہو۔

پھر ان میں سے ہر ایک یا تو ممتد ہوگا یعنی رمضان کے پورے مہینے رہا ہوگا یا غیر ممتد ہوگا یعنی پورے مہینے نہیں رہا بلکہ اس کے بعض حصے میں افاقہ ہو جائے ۔اس طرح مندرجہ ذیل چار صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔ جنون اگر اصلی ممتد ہو تو قضا لازم نہ ہوگی۔

۲ جنون اگر اصلی غیر ممتد ہو تو اصح قول کے مطابق گزشتہ دنوں کی قضا لازم نہ ہوگی

۳۔ جنون اگر عارض ممتد ہو تو قضا لازم نہ ہوگی۔

۴ جنون اگر عارض غیر ممتد ہو تو گزرے ہوئے دنوں کی قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ ۲ اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو افاقہ تھا پھر وہ صبح کو مجنون ہو گیا اور پورا مہینہ جنون طاری رہا اور اسی طرح اگر رمضان کے درمیان کسی رات کو افاقہ ہو گیا یا رمضان کے آخری دن نصف النہار شرعی کے بعد افاقہ ہو گیا تو ان تینوں صورتوں میں بھی اور رمضان کے آخری دن نصف النہار سے پہلے افاقہ ہونے کی صورت میں بھی تمام ماہ رمضان کی قضا لازم ہوگی۔

حاصل یہ کہ رمضان کے کسی حصے میں اگر جنون سے افاقہ ہوا خواہ ایک گھڑی کیلئے ہوا تو جنون کی وجہ سے جو روزے رکھنے سے رہ گئے ان کی قضا کرنی ہوگی۔

مسئلہ ۳ جس رات میں اس کو جنون لاحق ہوا ہے اس کے بعد آنے والے دن کا روزہ قضا نہ کرے اس لئے کہ اگر وہ جانتا ہے کہ اس نے روزہ کی نیت کی

ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا روزہ درست ہو گیا ہے اور اگر یہ معلوم نہیں ہے تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا ظاہر حال اس بات کا مقتضی ہے کہ اس نے نیت کی ہو گی اور ظاہر حال پر عمل واجب ہے (یہ اس وقت ہے جب معلوم ہو کہ دن میں کچھ کھایا پیا نہیں) لیکن اگر وہ مریض یا مسافر یا ایسا بے باک شخص ہو جس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن کے روزہ کی بھی قضا کرے کیونکہ اس کا ظاہر حال نیت پر دلالت نہیں کرتا۔

یہ (مندرجہ بالا) حکم اس وقت ہے جبکہ اس کو یاد نہ ہو کہ اس نے نیت کی تھی یا نہیں ۔ لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ اس نے نیت کی تھی تو اس دن کا روزہ صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے (بشرطیکہ دن میں روزہ توڑنے والا کوئی امر پیش نہ آیا ہو) اور اگر وہ جانتا ہے کہ اس نے نیت نہیں کی تھی تو اس دن کا روزہ صحیح نہ ہونے میں شک نہیں ہے۔(۱)

فدیہ کا بیان

مسئلہ ۱ جسکو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے اور اگر غلے کے بدلے اس کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۲ پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا

مسئلہ ۳ اگر فقر و تنگ دستی کی وجہ سے فدیہ دینے پر قدرت نہیں ہے تو بس اللہ تعالی سے استغفار کرے۔

---

(۱) مدونہ [illegible]

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ۱ حالت اعتکاف میں بیمار ہو گیا اور دوا لا کر دینے والا کوئی نہ ہو یا ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہو تو دوا کیلئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اس روز کے اعتکاف کی قضا لازم ہوگی۔ البتہ اگر یہ نکلنا سخت مجبوری سے ہوا ہو تو نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا لیکن اعتکاف بہر حال فاسد ہو جائے گا۔(۱)

مسئلہ۲ اسی طرح کسی مریض کی عیادت کیلئے یا کسی ڈوبتے کو بچانے کیلئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے نکلا تو گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے نکلنا ضروری ہوتا ہے مگر اعتکاف باقی نہیں رہے گا اور نکلنے والے دن کے اعتکاف کی قضا لازم ہوگی (۲)

مسئلہ۳ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت مثلاً پیشاب پاخانے یا جمعہ کی نماز کیلئے (جبکہ اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو) مسجد سے نکلا اور ضرورت پوری ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا (۳)

مسئلہ۴ اگر اعتکاف کرنے کی نذر مانی اور اس میں زبان سے یہ استثنا کیا کہ فلاں مریض کی عیادت کیلئے نکلے گا تو نذر کے اعتکاف میں ایسا استثناء جائز ہے۔ رمضان کے مسنون اعتکاف میں صحیح نہیں (۴)

---

(۱) احسن الفتاوی ص:۵۰۸ ج:۴

(۲) بہشتی زیور

(۳،۴) درمختار علی ھامش ردالمحتار ص:۱۴۶ ج:۲

مسئلہ ۵ وقتی بے ہوشی یا جنون سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر بے ہوشی یا جنون دو دن یا زیادہ رہے تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا کیونکہ پہلے دن کے بعد باقی دنوں میں نیت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوگا۔ جبکہ اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے(۱) پہلے دن کا اعتکاف بھی اس وقت باقی ہوگا جبکہ بے ہوشی و مجنون کے پیٹ وغیرہ میں روزہ کے وقت میں کچھ نہ گیا ہو۔

مسئلہ ۶ اسی طرح اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا یا رکھ کر توڑ دیا تو اعتکاف بھی باقی نہیں رہے گا(۲)

مسئلہ ۷ خنثی مشکل کا اعتکاف اس کے گھر کی مسجد میں صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اس میں مذکر(Male) ہونے کا احتمال ہے اور مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہوتا جبکہ عورت کا اعتکاف اس کے گھر کی مسجد میں کراہت کے ساتھ درست ہوتا ہے لہذا خنثی مشکل کیلئے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے(۳)

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۱۱۸ ج:۳

(۲) ردالمحتار ص:۱۴۱ ج:۲

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۳۹۵ ج:۳

ضمیمہ

فساد وعدم فساد صوم کیلئے معیار۔ایک نیا پہلو

علم تشریح البدن کی جدید تحقیقات کی روشنی میں روزے کے فساد وعدم فساد کے چند منقولہ مسائل میں اشکال ہوتا ہے اور اشکال ہونے کا مبنیٰ یہ ہے کہ فقہاء نے ان مسائل کی جو توجیہ کی ہے وہ موجودہ تحقیقات سے مطابقت نہیں رکھتی مثلاً

(۱) روزہ دار کے کان میں کسی مائع وسیال شی کی داخل ہونے پر فساد وعدم فساد صوم اور اس کی توجیہ کے بارے میں تفصیل یوں ملتی ہے۔

ومن... اقطر فی اذنه افطر لقوله علیه السلام الفطر مما دخل و لوجود معنی الفطر وهو وصول مافیه صلاح البدن الی الجوف ولا كفاره علیه لا نعدامه صوره ولو اقطر فی اذنه الماء او دخله لا یفسد صومه لا نعدام المعنی و الصوره بخلاف ما اذا دخله الدهن(هدایه)

وبسطه فی الكافی فقال : لان الماء یفسد بمخالطه خلط داخل الاذن فلم یصل الی الدماغ شئی یصلح له فلا یحصل معنی الافطار فلا یفسد(فتح القدیر)

اس کا حاصل یہ ہے کہ کان میں جو تیل ڈالا جائے وہ دماغ یعنی اس کے جوف تک پہنچتا ہے۔ جبکہ موجودہ تحقیق کے مطابق کان اور دماغ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہوتا کہ جس کے ذریعے سے دوا دماغ تک پہنچ سکے۔

(۲) وفی التحقیق ان بین الجوفین منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الراس یصل الی جوف البطن(۱)

یعنی جوف دماغ اور جوف بطن کے درمیان منفذ اصلی ہے لیکن موجودہ تحقیق اس کے خلاف ہے۔

اشکال یہ ہے کہ فقہاء نے مسائل کی بناء جن تحقیقات پر کی تھی مشاہدہ اور

۱۔ بحر ص: ۲۷۹ ج: ۲

جدید طرق تحقیق سے وہ معلومات اور تحقیقات ثابت نہ رہیں اور ان کے خلاف ثابت ہوا ہے تو کیا احکام بھی ان تحقیقات کے بدلنے سے بدل جائیں گے۔

اس تحریر کی ترتیب یوں ہوگی کہ اولاً جوف دماغ اور جوف بطن اور ان کے درمیان کسی منفذ اصلی کے ہونے کے بارے میں بحث کی جائے گی۔ ثانیاً فساد و عدم فساد صوم کیلئے چند اصول ذکر کئے جائیں گے اور ثالثاً مختلف احکام کے بارے میں علیحدہ علیحدہ تحقیق کی جائے گی۔

بحث اول : فساد و عدم فساد صوم کیلئے معیار۔ ایک نیا پہلو

جوف بطن سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد معدے اور آنتوں کا جوف ہے اور اگرچہ بطن کا اطلاق اس جوف پر بھی ہوتا ہے جو سینے سے نیچے ہوتا ہے اور جس میں اعضائے رئیسہ مثلاً معدہ، آنتیں، مثانہ، رحم گردے وغیرہ قائم ہوتے ہیں یعنی وہ جوف جس کو (Abdominal Cavity) کہتے ہیں لیکن یہاں وہ مراد نہیں ہے اس پر اگرچہ کوئی تصریح تو نظر سے نہیں گزری لیکن اول معنی مراد لینے پر مندرجہ ذیل عبارات مؤید ہیں۔

(۱) اما الحقنه والو جور فلا نه وصل الی الجوف مافیه صلاح البدن (قاضی خان)

(۲) وهذا و ما وصل الی الجوف او الدماغ من المخارق الاصلیه کالانف والاذن والدبر (بدائع الصنائع)

ان عبارتوں میں جوف کا جو قریبی معنی ہے وہ معدہ اور آنتوں کا جوف ہی ہے اور صلاح بدن کا تعلق بھی اسی جوف سے ہے۔

(۳) فکانه وقع عند ابی یوسف رحمه الله ان بینه و بین الجوف منفذا و لهذا یخرج منه البول و و وقع عند ابی حنیفه رحمه الله ان المثانه بینهما حائل والبول یترشح منه (هدایه)

اگر جوف سے دوسرا معنی یعنی Abdominal Cavity مراد ہوتا تو پھر شیخین کے درمیان اختلاف کی گنجائش نہ ہوتی کیونکہ مثانہ تو بلاشک وشبہ اس میں واقع ہی ہے اور اس میں کسی شئی کا داخلہ جوف بطن ہی میں داخلہ شمار ہوتا لیکن جب اختلاف واقع ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ جوف بطن سے فقہاء کی مراد معدہ اور آنتوں کا جوف ہے۔

(۴) اس کو امداد الفتاوی ص:۱۴۶ ج:۲ میں جوف معدہ بھی کہا گیا ہے جو کہ جوف بطن کی گویا تفسیر ہے۔

(۵) وهو مبنى على انه هل بين المثانه والجوف منفذ ام لاوهوليس باختلاف فيه على التحقيق فقالا لا و وصول البول من المعده الى المثانه بالترشح

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ فقہاء کے کلام میں جوف یا جوف بطن سے مراد معدہ اور آنتوں کا جوف ہے تو اب یہ بات مزید جاننے کی ضرورت ہے کہ اس جوف بطن یا جوف معدہ کے درمیان اور مثانہ خواہ وہ مرد کا ہو یا عورت کا اور رحم اور دماغ کے درمیان جدید تشریح البدن کی رو سے کوئی منفذ نہیں پایا جاتا۔ اگرچہ فقہاء ذکر کرتے ہیں کہ بعض صورتوں میں منفذ پایا جاتا ہے مثلاً

جوف دماغ اور جوف بطن کے درمیان منفذ کے بارے میں بحرالرائق میں یوں ذکر ہے کہ

وفي التحقيق ان بين الجوفين منفذاً اصليا

مثانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ کے بارے میں یوں ذکر ہے

(قوله ان اقطرفي احليله لا)اى لايفطر.اطلقه فشمل الماء والدهن وهذا عندهما خلافا لابي يوسف (رحمه الله)وهومبنى على انه هل بين المثانه والجوف منفذ ام لا وهو ليس باختلاف فيه على التحقيق فقالا لا و وصول البول من المعده الى المثانه بالترشح(۱)

۱۔ بحرالرائق ص۲۷۹ ج۲

واماالاقطار فی قبل المراه فقدقال مشائخنا انه یفسد صومها بالاجماع لان لمثانتهامنفذاً فیصل الی الجوف کالاقطارفی الاذن(۱)

فرج ورحم اور جوف معدہ کے درمیان کسی منفذ کے وجود کا ذکر اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں میں نہیں ملا۔

۲ جوف دماغ سے کیا مراد ہے؟

فقہ کی کتابوں میں تو اس کی تفصیل نہیں ملتی البتہ قدیم تشریح البدن کے مطابق کتاب المائۃ للمسیحی میں یہ تفصیل مذکور ہے۔

وبطون الدماغ ثلاثه ثنتان فی مقدمه و واحد فی مؤخره وبالبطنین المقدمین یکون استنشاق الدماغ التنفس واخراجه ایاه . وهما یعدان و ینضجان الروح النفسانی ویصیران آله للشم بطر فیهما المنحدرین نحو المنخرین من سفل ویصیران مع ذلک شبیهین بالمجری الذی یصلح ان یخرج منه الفضول . والبطن المؤخر یقبل الروح النفسانی بعد ان ینضج فی البطنین المقدمین وهناک مجری ینفذ فیه هذا الروح من البطنین المقدمین الی البطن المؤخر و شکل هذه البطون مستدیر.

.... ویوجد فی المجری الذی فیما بین البطنین المقدمین وبین البطن المؤخر جسم علی شکل الصنوبره من جو هر الغدد یملا الفضاء والخلل الذی فیما بین اقسام العرق العظیم الذی منه ینتسج اکثر الشباک المشیمیه التی فی البطنین المقدمین من الدماغ

وکل واحد من المنخرین والثقبین النافذین فی طول المنخرین الذین بهما یکون التنفس واشتمام الروایح اذا هو بلغ الراس/انتهی الی عظم سخیف الجرم وهو العظم الذی عنده ینتهی اطراف البطنین المقدمین من بطون الدماغ . وفی هذا العظم ثقب مختلفه المجاری شبیهه بالا سفنجه یستفرغ فیها الفضول المنحدره من الدماغ وهی المخاط ....

الخ (ص:۵۴۔۵۶)

---

۱. بدائع الصنائع ص: ۹۳ ج ۲

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ دماغ کے اجواف و بطون (Cavitis) تین ہیں۔ دو دماغ کے اگلے حصے میں اضافہ اور اک پچھلے حصے میں۔ اگلے دو اجواف سے دماغ سانس کو اندر اور باہر کرتا ہے اور ان ہی میں روح نفسانی پختہ ہوتی ہے۔ یہی اجواف نتھنوں کی طرف اترنے والے اپنے اطراف کے ذریعہ سے سونگھنے کا کام کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ فضلہ باہر نکالنے کا رستہ بھی مہیا کرتے ہیں۔ روح نفسانی کی پختگی کے بعد وہ یہاں سے ایک نالی کے ذریعے سے پچھلے جوف میں منتقل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ نالی میں غدود کے مادہ سے بنا ہوا صنوبری شکل کا جسم ہوتا ہے۔ یہ جسم اس نالی نما رستہ کے پورے خلا کو اور اس بڑی رگ کی شاخوں کے درمیان کے خلل کو بھرتا ہے جس سے دماغ کے اگلے دو جوفوں میں موجود مشمیہ کے جال کا اکثر حصہ بنا ہوتا ہے۔ نتھنوں کے طول میں سوراخ اور اگلے دو اجواف کے اطراف کے درمیان ایک کمزور سی کئی سوراخوں پر مشتمل ہڈی ہوتی ہے۔ ان سوراخوں میں دماغ سے اترنے والا فضلہ یعنی بلغم جمع ہوتا ہے۔

لیکن جدید معلومات اس تفصیل کی تائید نہیں کرتیں۔

Olfactory nerves serving the sense of smell, have their cells of origin in the olfactory mucosa in the nasal cavity; this olfactory region comprises the mucosa of the superior nasal concha and the opposite post of the nasal septum. The nerve fibres originate as the central or deep processes of the olfactory cells and collect into bundles which cross in various directions, forming a plexiform network in the mucosa, finally forming about 20 branches, which traverse the cribriform plate in lateral and medial groups and end in the glomeruli of the olfactory bulb. Each branch has a sheath consisting of duramater and pia-arachnoid, the former continuing into the nasal periosteum, the latter into the perineural sheaths of the nerve bundles. Tissue spaces in these sheaths connect with those in the nasal mucous membrane and with the subarachnoid space.

مندرجہ بالا انگریزی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ناک کے اوپری حصے پر پائی جانے والی جھلی سے بہت سی حاسہ شم کی اعصابی تاریں شروع ہوتی ہیں۔ ان کے پھر تقریباً بیس مجموعے بن جاتے ہیں جو کہ چھلنی نما ہڈی (Cribriform Plate) کے سوراخوں سے گزرتے ہیں ہر مجموعے کے اوپر (Duramater) اور

Pia-arachnaib کے نام کی تہیں ہوتی ہیں ان میں سے اول الذکر ناک کی ہڈی کے اوپر کی جھلی (Naool Periosleum) کے ساتھ متصل ہوجاتی ہے جبکہ مؤخر الذکر کا اتصال اس مجموعہ کا احاطہ کی ہوئی جھلی کے ساتھ ہوتا ہے۔

غرض قدیم تشرح کے مطابق چھلنی دار ھڈی کے سوراخوں میں سے دماغ سے اترنے والا بلغم ومخاط ناک وحلق میں آ کر گرتا ہے جبکہ جدید تشریح کے مطابق ان سوراخوں سے حس شامہ کو دماغ تک لے جانے والی اعصابی تاروں پر مشتمل بیس مجموعے گزرتے ہیں اور اس کے بعد ان سوراخوں میں مزید کوئی جگہ نہیں ہوتی کہ ان سے بلغم (اگرچہ وہ ہوتا بھی نہیں ہے) نیچے اتر سکے کیونکہ ناک اور حلق پر چڑھی ہوئی تہیں اسے کیلئے حاجب ہوتی ہیں بلکہ در حقیقت جو کچھ بلغم تیار ہوتا ہے وہ ان ہی تہوں میں تیار ہوتا ہے۔

جہاں تک کتاب الماہ میں مذکور دماغ کے تین بطون کا ذکر ہے تو ان کے مقابلے میں جدید تحقیقات کی رو سے دماغ میں جو بطون واجواف پائے جاتے ہیں وہ (Ventricles) کہلاتے ہیں۔ یہ تعداد میں کل چار ہوتے ہیں جن میں سے دو (Lateral Ventricles) کہلاتے ہیں ان دو میں سے ایک ایک دماغ کے ہر نصفیے میں ہوتا ہے اس کا بڑا حصہ نصفیے کے وسط میں ہوتا ہے جس سے تین شاخیں نکلتی ہیں ایک آگے کو ایک پیچھے کو اور ایک نیچے۔ ہر ایک (Lateral Ventricle) ایک منفذ کے ذریعے سے ایک اور جوف جس کو (Third Ventricle) کہتے ہیں کھلتا ہے جو پھر آگے ایک اور جوف یعنی Fourth Ventricle. میں جا کر کھلتا ہے۔ (دیکھیئے تصویر) ان بطون یعنی Ventricles کے چھت کی جانب باریک شریانوں کا جال سے ہوتا ہے جس کو Choroid Plexus کہتے ہیں۔ ان جالوں اور انکو محیط خلیاتی تہہ دماغ کی جھلیوں کے مابین پائی جانے والی رطوبت (Cerebro-Spinal Fluid) کا منبع ہیں۔ اس رطوبت سے یہ تمام بطون (Ventricles) اور حزام مغز کے اندر پائی جانے والی وسطی نالی

اور اسی طرح حرام مغز کے ارد گرد جھلیوں کے درمیان پائی جانے والا خلا پر رہتے ہیں۔

حوالے کے طور پر مندرجہ ذیل عبارات و نقوش ملاحظہ فرمائیں۔

Ventricles of the Brain

The ventricles of the brain (f13.14 develop as expansions of the lumen of the embryonic neural tube from a continuous fluid-filled system in the brain. The roof of each ventricle is thin and does not contain neurons. Each ventricle does, however, have network of capillaries called a choroid plexus associated with its roof. These plexuses, together with the ependymal cells that cover them, are the sites of production of cerebrospinal fluid. The fluid fills the ventricles of the brain, the central canal of the spinal cord, and the subarachnoid space (F13.15).

If air is injected into the ventricles, they become distinguishable on an X ray. This procedure is used to detect the presence of tumors or brain damage that distort the normal outlines of the ventricles.

Lateral Ventricles

Within each cerebral hemisphere is a lateral ventricle that has its major portion located in the parietal lobe. Extensions from this portion protrude in to the frontal lobe (anterior horn), the occipital lobe (posterior horn), and the temporal lobe (inferior horn). The lateral ventricles are separated from each other medially by a thin vertical partition called the septum pellucidum (F13.9). Each lateral ventricle communicates with the third ventricle by a small opening called the foramen of Monro (interventricular foramen).

Third Ventricle

The third ventricle is a narrow middle chamber in the diencephalon. The right and left masses of the thalamus form

most of its lateral walls. The massa intermedia (intermediate mass) passes through the ventricle. The third ventricle opens into the fourth ventricle by means of the cerebral aqueduct (aqueduct of Sylvius) of the mesencephalon.

Fourth Ventricle

The fourth ventricle is a pyramidal cavity located in the hindbrain just ventral to the cerebellum. There are two openings in the lateral walls of the fourth ventricle called the foramina of Luschka (F13.15). In the roof is a single opening, the foramen of Magendie. The ventricles communicate through these three openings with a space surrounding the brain and spinal cord (subarachnoid space). The fourth ventricle is continuous with the narrow central canal that extends the length of the spinal cord.

بحث ثانی | فساد و عدم فساد صوم کیلئے چند اصول و ضابطے۔

(۱) شریعت کا مدار ان امور پر نہیں ہوتا جن کو معلوم کرنے کیلئے بہت کچھ تحقیقات و تدقیقات کی احتیاج ہو خصوصاً تشریحی طبی تحقیقات کہ جن کیلئے عام طور پر انسان کے مردہ جسم کی چیر پھاڑ کرنی پڑتی ہے جو کہ خود ایک محظور شرعی ہے۔

نماز روزے کیلئے شریعت نے اوقات اور مہینے معلوم کرنے کیلئے علم فلکیات کی تحقیقات و تدقیقات کا مکلف نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ ہم تو امی امت ہیں روزوں کیلئے چاند کی رویت کو مدار بنایا اور نمازوں کیلئے سورج کے طلوع و غروب اور اشیاء کے سایہ کو مدار بنایا اور یہ ایسے امور ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر معاشرہ و مقام کے لوگوں کی ان تک باسانی رسائی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح روزے کے فساد و عدم فساد کے بارے میں طرز شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسا معیار ہو، چاہیئے جو تشریحی طبی تحقیقات و تدقیقات کا محتاج نہ ہو۔ نیز اگر ایسا نہ ہو تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پچھلی تحقیقات باطل ہو جائیں جیسا کہ اس دور میں ہوا ہے تو پھر ان پر مبنی احکام بھی بدلیں گے اور اس سے بڑا حرف آتا ہے۔

(۲) حدیث پر نظر کرنے سے ہمیں وہ سادہ سا معیار مل جاتا ہے جس پر ہم فساد و عدم فساد صوم کے احکام کی بنا کر سکتے ہیں بلکہ فقہاء کے نزدیک بھی اصل معیار یہی ہے جیسا کہ کتب فقہ سے واضح ہے وہ حدیث یہ ہے۔

انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج (روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس چیز سے نہیں جو جسم سے باہر آئے) اور اس عموم سے جن صورتوں کی تخصیص کی گئی ہے شریعت نے ان کو بھی خود ہی بیان کر دیا ہے۔

(الف) روی ابو یعلی الموصلی فی مسنده حدثنا احمد بن منیع حدثنا مروان بن معاویه عن رزین البکری قال حدثتنا مولاتنا یقال لها سلمی من

بکربن وائل انہاسمعت عائشہؓ تقول دخل علی رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم فقال یاعائشہ ھل من کسرہ فاتیتہ بقرص فوضعہ علی فیہ فقال یا عائشہ ھل دخل بطنی منہ شئ کذلک قبلہ الصائمانما الافطار ممادخل ولیس مما خرج. ولجھالہ المولاہ لم یثبتہ بعض اھل الحدیث ولاشک فی ثبوتہ موقوفا علی جماعہ ففی البخاری تعلیقا وقال ابن عباس وعکرمہ الفطر ممادخل ولیس مماخرج

واسندہ ابن ابی شیبہ فقال حدثنا وکیع عن الا عمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال الفطر ممادخل ولیس مماخرج.واسندہ عبدالرزاق الی ابن عباس رضی اللہعنہماوقال انما الوضوء مما خرج ولیس مما دخل والفطر فی الصوم مما دخل ولیس مما خرج وروی ایضا من قول علیؓ قالہ البیھقی وعلی کل حال یکون مخصوصا بحدیث الاستقاء یعنی من ذرعہ القئی وھو صائم فلیس علیہ قضاء ومن استقاء عمدا فلیقض

(ب)حدیث میں ہے

"ان رسول اللہؐ کان یکتحل وھو صائم" اور ظاہر ہے کہ سرمہ کا اثر حلق تک جاپہنچتا ہے لیکن یہ مفطر نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ من قبیل المسام ہے۔ اسی طرح روزہ دار کو غسل کرنے اور جسم پر تیل کی مالش کرنے کی اجازت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسام کے ذریعے سے جو چیز جسم میں داخل ہو وہ مفطر صوم نہیں ہوتی لہذا یہ بھی مذکورہ عموم سے مخصوص ہوا۔

تخصیص کی رعایت کے بعد اب مفطر صوم کسی شئی کا وہ داخلہ ہوا جو مخارق معتادہ و غیر معتادہ سے معروف و معہودا جواف میں ہو۔ حاصل یہ ہے کہ فساد وعدم فساد صوم کیلئے جوسادہ سا معیار ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ مخارق سے، اگر کوئی شئی جسم کے کسی جوف کے اندر داخل ہو تو وہ مفطر صوم ہے الا یہ کہ ضرورت کسی موقع پر عدم فطر کی مقتضی ہو جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

حدیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنھم سے ثابت ہونے والا یہ معیار شریعت

کے منشا و اصول کے عین مطابق ہے اور اس کیلئے ہمیں طبی تحقیقات کی پیچیدگیوں میں الجھنا نہیں پڑتا۔ البتہ اگر طبی تحقیقات و تدقیقات اس کے موافق ہوں تو یہ بات مزید اطمنان کا باعث ہوگی۔

(نوٹ) یہاں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر فقہاء نے دلائل ذکر نہ کیے ہوتے تو ہم جیسے مقلدین کیلئے تولب کشائی کی گنجائش ہی نہ تھی لیکن جب خود انہوں نے از راہ مہربانی دلائل ذکر کئے اور یہاں تک کہ ایک موقع پر صاحب ہدایہ نے یہ کہا کہ "ھذا لیس من باب الفقہ" اور صاحب فتح القدیر نے لکھا کہ "یفید انہ لا خلاف لو اتفقوا علی تشریح ھذا العضو" تو انہی کی جانب سے ہمیں یہ گنجائش دی گئی کہ اگر تشریح کی تحقیقات فی لواقع کچھ اور ثابت ہوں تو احکام میں ان کے مطابق ترمیم کر دی جائے کما ہو المفہوم من اصول الافتاء)

اس موقع پر ہم ایک ممکنہ اعتراض کا جواب بھی دیتے ہیں

اعتراض فقہاء کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مفطر تو کسی شئی کا جوف معدہ میں داخل ہونا ہے۔

I قال فی البحر والتحقیق ان بین جوف الراس وجوف البطن منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الراس وصل الی جوف البطن.

II اما الحقنه والوجور فلانه وصل الی الجوف مافیه صلاح البدن وفی القطور والسعوط لانه وصل الی الراس مافیه صلاح البدن (قاضی خان)

III یفید انه لا خلاف لو اتفقوا علی تشریح هذا العضو فان قول ابی یوسف (رحمه الله) بالافساد انما هو بناء علی قیام المنفذ بین المثانه والجوف فیصل الی الجوف مایقطر فیها وقوله بعدمه بناء علی عدمه والبول یترشح من الجوف الی المثانه. فیجتمع فیها (فتح القدیر)

لہذا اس مفطر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کیوں نہیں کہتے کہ جن اعضاء مثلاً مثانہ و رحم اور جوف بطن کے درمیان منفذ نہیں ہے چونکہ ان اعضاء کے واسطے سے کوئی شئی جوف بطن تک نہیں پہنچتی لہذا ان اعضاء میں کسی شئی کے داخل ہونے

سے روزہ فاسد نہیں ہوگا جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مثانہ میں کسی شئی کے داخل ہونے کے بارے میں عدم فساد کا حکم لگاتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ کان سے جوف دماغ تک کچھ نہیں پہنچتا لہذا جوف بطن میں داخل ہونے کا بھی کوئی امکان نہیں ہوتااور ایسے ہی معدہ میں بھی۔ لہذا مفسد صوم بس یہ رہ گیا کہ کوئی شئی جوف معدہ میں حلق یا دبر کے ذریعے سے داخل ہو یا جائفہ کے ذریعے سے اور بس اور بلاشبہ اس میں روزے دار کیلئے بڑی آسانی ہے جو کہ شریعت کا منشاء بھی ہے۔

پھر ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

(عن عائشه رضی الله عنها)قد دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا عائشه هل من کسره فاتیته بقرص فوضعه علی فیه فقال یا عائشه هل دخل بطنی منه شئی کذلک قبله الصائم انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج .

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل مفطر صوم جوف بطن میں کسی شئی کا داخل ہونا ہے۔

جواب (I) خود اسی حدیث میں اور دیگر روایات میں جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں قانون قاعدے میں ابہام ہے کیونکہ یہ واضح نہیں ہے کہ الفطر مما دخل میں مدخول فیہ سے کیا مراد ہے۔ آیا صرف جوف معدہ ہے جیسا کہ عام طور پر فقہی عبارات سے مفہوم ہوتا ہے یا جسم کے تمام اجواف ہیں مثلاً جوف معدہ جوف مثانہ جوف قبل ورحم جوف مجری النفس وغیرہ کہ جن کیلئے ظاہر جسم پر مخارق ہیں۔

اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کا اول حصہ پہلے معنی پر کسی درجے میں قرینہ بن سکتا ہے لیکن دیگر قرائن اور خود احتیاط کا پہلو دوسرے معنی کو مقتضی ہیں مثلاً

(۱) حضرت عائشہؓ کی حدیث کے اول حصے کا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ ایک جوف کا ذکر اور دیگر اجواف کا عدم ذکر ان کے ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے

انماالوضوء مماخرج ولیس ممادخل والفطر فی الصوم ممادخل ولیس مماخرج.

اس تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ مدخل و مخرج دونوں میں یکساں ہوں اور وضو میں مخرج تنہا جوف معدہ نہیں ہے بلکہ مثانہ بھی ہے اور فرج داخل اور رحم بھی ہے وغیرہ۔

(۳) ممکن ہے کہ فقہی توجیہات بعد کے فقہاء کی ہوں اور مجتہدین نے مسائل کی بناء صرف تشریحی تحقیقات پر نہیں بلکہ اور امور پر کی ہو۔

(۴) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بھی ملتا ہے۔

وبعضهم جعل المثانه نفسهاجوفاعند ابی یوسف رحمه الله

اس سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک مثانہ بھی ایسے ہی اصالۃ جوف ہے جیسا کہ جوف معدہ۔ اسی عبارت سے نمبر ۳ کی تائید بھی ہوتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صرف جوف معدہ میں کسی شی کا داخل ہونا مفطر صوم نہیں ہے بلکہ کسی بھی جوف میں داخلہ و استقرار مفسد صوم ہے۔

بحث ثالث۔ علیحدہ علیحدہ اعضاء کے احکام۔

(۱) آنکھ کے بارے میں آنکھ اور ناک کے درمیان ایک باریک سا منفذ ہوتا ہے جس کو Naso-Lacrimal Duct کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے جب ہم آنکھ میں دوا کے قطرے ٹپکائیں تو وہ اس باریک سی نالی سے گزرتی ہوئی حلق میں آجاتی ہے اور دوا کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ جب دوا حلق تک پہنچتی ہے تو اس کے بعد لامحالہ معدہ تک بھی پہنچتی ہوگی لہذا روزہ ٹوٹ جانا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

(۱) شریعت نے اس کو قاعدہ "**انما الفطر مما دخل ولیس مما خرج**" سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ان رسول اللہ ﷺ کان یکتحل

وھو صائم   اور ظاہر ہے کہ سرمہ کا اثر بھی حلق محسوس ہوتا ہے کہ تھوک و بلغم میں سرمہ کی سیاہی نظر آتی ہے۔

(۴)   مذکورہ بالامنفذ اتنا باریک ہوتا ہے کہ عام نظر سے اس کا ادراک بھی نہیں ہوسکتا لہذا یہ مثل مسام کے ہے اور مسام سے گزرنے والی چیز مفطر صوم نہیں ہوتی۔ علامہ زیلعی رحمہ للہ فرماتے ہیں

ولئن کان عینه فھو من قبیل المسام فلا یفطرہ.

(**نوٹ**)   بعض اوقات اس باریک سی نالی میں ایک نلکی داخل کر کے پانی گزارا جاتا ہے تاکہ صفائی ہوجائے اس صورت میں چونکہ وہ نالی کی اب مسام کی حیثیت باقی نہں رہتی لہذا اب جو پانی حلق میں جا کر معدہ میں جائے گا تو مفطر صوم ہوگا۔

کان کے بارے میں کان کے تین حصے ہوتے ہیں بیرونی، وسطی اور اندرونی۔ بیرونی اور وسطی کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے اور اسی طرح وسطی اور اندرونی کے درمیان بھی۔ باہر کے پردے سے کوئی تیل وغیرہ دماغ تک پہنچ جائے ایسا نہیں ہوتا کیونکہ کان اور جوف راس کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہوتا۔ وسطی حصے اور حلق کے درمیان ایک نالی نما منفذ یعنی Eustchian tube ہوتی ہے جو عام حالتوں میں تو کھلی ہوتی ہے لیکن کان کے بیرونی پردے کے پھٹنے کی صورت میں بند ہوجاتی ہے اور اس سے بالفرض اگر کچھ دوا نفوذ بھی کرے گی تو وہ مسام میں سے نفوذ کرنے کے مثل ہوگی۔

لہذا کان میں ڈالا گیا کوئی تیل وغیرہ نہ تو جوف راس میں داخل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے واسطے سے جوف بطن میں جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔ اس طرح فقہاء کی اپنی تعلیل کے مطابق تو روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

ہم نے جو معیار ذکر کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ کان میں کسی بھی شی کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جانا چاہیے خواہ وہ تیل ہو یا پانی ہو اور خواہ پانی خود بخود

داخل ہوا ہو یا عمداً داخل کیا گیا ہو اور خواہ وہ جامد کی ایسی شکل --- ہو کہ جس کو جوف کان میں استقرار بھی حاصل ہوتا ہے مثلاً سفوف وغیرہ۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں بطن کا لفظ ہے جو سینے کے نیچے کے نرم حصے(Abomen) پر بھی بولا جاتا ہے لہذا ہم محض ان اجواف میں کسی شی کے داخلہ اور استقرار کو کیوں نہ مفطر ٹھہرائیں جو بطن میں واقع ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بطن میں موجود اجواف کے علاوہ باقی بدن میں صرف دو جوف رہ جاتے ہیں یعنی مجری النفس (Respirartory tact)اور کان کے اجواف۔ حدیث میں موجود لفظ بطن میں احتمال ہے کہ اس سے مراد جوف معدہ ہو جیسا کہ سباق سے معلوم ہوتا ہے۔ اس احتمال کے ہوتے ہوئے پھر پیٹ و بطن کے دیگر اجواف اور کان کے جوف کے درمیان کچھ فرق نہیں رہتا۔ نیز احتیاط بھی اسی کی مقتضی ہے کہ ان کے مابین فرق نہ کیا جائے کیونکہ ائمہ حنفیہ کان میں تیل پڑنے پر روزے کے فساد کے بالاتفاق قائل ہیں۔

ہمارے نزدیک کان میں تیل ڈالنے یا پانی ڈالنے سے روزہ کے فاسد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ علت دونوں میں یکساں ہے البتہ خود بخود پانی داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ پانی کے بارے میں قاضی خان بھی تفصیل کے قائل ہیں اگرچہ علت میں فرق ہے۔

قال(القاضی خان) اذا خاض الماء فدخل اذنه لایفسد صومه وان صب الماء فیها اختلفوا فیهاوالصحیح الفسادلانه موصل الی الجوف بفعله فلا یعتبر فیه صلاح البدن کمالو ادخل خشبه وغیبها الی آخر کلامه وبه تندفع الاشکالات ویظهر ان الاصح فی الماء التفصیل الذی اختاره القاضی رحمه الله(فتح القدیر)

کان میں خود بخود پانی کے داخل ہونے کی صورت میں عدم فساد کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ ایسا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہوتا ہے اور روزے میں نہانے کی

ضرورت ہو سکتی ہے فرض بھی اور سنت بھی۔ تبرید کیلئے بھی اباحت تو ہے۔ پس غیر اختیاری ہونے کے باعث فساد کا حکم نہیں لگائیں گے جیسا کہ مکھی اگر خود بخود روزہ دار کے پیٹ میں چلی جائے تو استحساناً اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

جامد چیزوں کو کان میں داخل کرنے کی صورت میں حکم یہ ہوگا کہ اگر وہ کان میں جا کر چھپ جائیں اور باہر سے نظر نہ آئیں اور خود بخود باہر بھی نہ نکلیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر کوئی چھوٹا کنکر یا اس جیسی کوئی شی داخل ہونے کے بعد خود بخود یعنی آلات و اوزار کی مدد کے بغیر باہر نکل آئے تو عدم استقرار کے باعث فساد صوم کا حکم نہ لگائیں گے۔

<u>مثانہ کے بارے میں</u> گردوں تک جو خون جاتا ہے اس میں سے پیشاب چھن کر دائیں بائیں کی نالیوں (Ureters) کے ذریعے مثانہ میں جمع ہوتا ہے اور وہاں سے بوقت ضرورت خارج ہوتا ہے مثانہ اور جوف معدہ کے درمیان قطعی طور پر کوئی منفذ نہیں ہوتا اس میں قدیم خیال کے برعکس مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔

لہذا ہمارے پیش کردہ معیار کے مطابق کسی دوا وغیرہ کے مثانہ میں خواہ وہ مرد کا ہو یا عورت کا داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ البتہ توافق علت نہیں جو مضر نہیں۔ مزید براں بعض حضرات کا یہ قول بھی موجود ہے کہ " و بعضھم جعل المثانۃ نفسھا جوفا عند ابی یوسف رحمہ اللہ

<u>قصبۃ الذکر (Pens) کے بارے میں</u> مرد میں مثانہ سے لے کر پیشاب کی نالی کے سوراخ تک ایک لمبی سی نالی (Urethra) ہوتی ہے جس کا کچھ حصہ قصبۃ الذکر میں ہوتا ہے یعنی (Penile Urethra) اور کچھ حصہ پیٹ کے اندر ہوتا ہے یعنی Prostatic &Membranous Urethra عورت میں یہ نالی نسبتاً چھوٹی

ہوتی ہے اور جتنی بھی ہوتی ہے یعنی ۴ سم وہ سب پیٹ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔
(نوٹ:) یہ بات معلوم رہے کہ عورت میں فرج خارج کے اندر جیسے فرج داخل کا سوراخ ہوتا ہے اسی طرح اس کے ذرا اوپر پیشاب کی نالی کا علیحدہ سوراخ ہوتا ہے۔
پیشاب کی نالی بھی چونکہ ایک مستقل جوف ہے لہذا وہ خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اس میں کچھ داخل ہو کر چھپ جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کی تائید اس تصریح سے بھی ہوتی ہے۔
ومانقل عن خزانه الا كمل فيما اذا حشا ذكره بقطنه فغيبها انه يفسد كاحتشائهامما يقضى ببطلان حكايه الاتفاق على عدم الفساد فى الاقطار ما دام فى قصبه الذكر ولا شك فى ذلك (فتح القدير)
خزانہ الاکمل کی اس جزئی کے علاوہ صاحبین یا کم از کم امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور اقطار فی الاحلیل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اس کے موافق ایک روایت موجود ہے۔ بدائع میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں
"واما الاقطار فى الاحليل فلا يفسد فى قول ابى حنيفه وعندهما يفسد ... وروى الحسن عن ابى حنيفه مثل قولهما وعلى هذه الروايه اعتمد استاذى رحمه الله . وذكر القاضى فى شرحه مختصر الطحاوى وقول محمد مع ابى حنيفه (ص: ۹۳ ج:۲)
بعد کے فقہاء نے ان اقوال کی جو بھی توجیہ و تعلیل کی ہو ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہمیں ہمارا مطلوبہ حکم ائمہ احناف ہی سے حاصل ہے کہ اقطار فی الاحلیل مفسد صوم ہے اور ایسا مطلقاً ہے مثانے میں داخل ہونے کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے البتہ ابن عابدین رحمہ اللہ کا یہ کہنا
" وافاد انه لوبقى فى قصبه الذكر لا يفسد اتفاقاً ولا شك فى ذلك وبه بطل مانقل عن خزانه الاكمل لوحشا ذكره بقطنه فغيبها انه يفسد لان العله من الجانبين الوصول الى الجوف وعدمه بناء على وجودالمنفذ وعدمه لكن هذا يقتضى عدم الفساد فى حشو الدبر وفرجها الداخل ولا مخلص الا باثبات ان المدخل فيهما تجذبه الطبيعه فلا يعود الامع الخارج

المعتاد وتمامه فی الفتح. قلت الاقرب التخلص بان الدبر والفرج الداخل من الجوف اذا لاحاجز بینهما وبینه فهما فی حکمه والفم والانف وان لم یکن بینهما وبین الجوف حاجز ا الا ان الشارع اعتبرهما فی الصوم من الخارج وهذا بخلاف قصبه الذکر فان المثانه لا منفذ بها علی قولهما وعلی قول ابی یوسف وان کان لها منفذ الی الجوف الا ان المنفذ الآخر المتصل بالقصبه منطبق لا ینفتح الا عند خروج البول فلم یعط للقصبه حکم الجوف(ص : ۱۰۹ ج :۲ رد المحتار)

تو اگرچہ تشریح البدن کے اعتبار سے تو انکا یہ کہنا صحیح ہے کہ

"الاان المنفذالآخرالمتصل بالقصبہمنطبق لاینفتح الاعند فروج البول"

لیکن جو مسئلہ انہوں نے ذکر کیا ہے وہ ائمہ کے قول سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ اس صورت میں اقطار فی الاحلیل میں اختلاف کا ذکر ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ اختلاف صرف اسی صورت میں رہ جاتا ہے کہ شئی مثانہ میں داخل ہو اور اس کا علم بھی ہو جائے کہ وہ مثانہ میں داخل ہو گئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بھی ہر ہر اقطار میں متعذر بلکہ ابن عابدین رحمہ اللہ کے مطابق احلیل کے راستے مثانے میں کوئی شی داخل ہی نہیں ہو سکتی

الا ان المنفذ الآخر المتصل بالقصبه منطبق لا ینفتح الا عند خروج البول "

اس صورت میں ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اقطار فی الاحلیل کے ذکر کا بے فائدہ ہونا اظہر ہے۔ واللھزم باطل فالملزوم مثلہ۔ لہذا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً اقطار فی الاحلیل کو مفسد صوم سمجھنا ناگزیر ہے۔

۵۔ فرج داخل اور رحم کے بارے میں اگرچہ اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں میں یہ تصریح تو نہیں ملی کہ فرج داخل ورحم اور جوف معدہ کے درمیان منفذ ہے لیکن فرج داخل اور رحم میں سے کسی شئی کے داخل و مستقر ہونے سے فساد صوم کا قول ضرور ملتا ہے۔

وکذا(ای لم یفسد صومه)لوادخل اصبعه فی استه او ادخلت المراه فی فرجها هو المختار الا اذا کانت الاصبع مبتله بالماء او الدهن فحینئذ

يفسد لوصول الماء اوالدهن وقيل ان المراه اذاحشت الفرج الداخل فسد صومها (البحرالرائق)

"خودروزہ کی حالت میں (رحم میں) یہ چھلا چڑھانا مفسد صوم ہے" (امدادالفتاوی)

جدید تحقیقات کی رو سے اگرچہ ان کے اور جوف معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہوتا لیکن چونکہ یہ بھی ایک جوف ہے لہذا اس میں کسی شئی کے دخول واستقرار سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۶- آمہ وجائفہ کے بارے میں جائفہ کا وہ زخم جو معدہ یا آنت میں کھلتا ہوا ہو اس میں دوا ڈالی جائے اور وہ جوف معدہ تک پہنچ جائے تو اس سے روزہ کے ٹوٹنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

آمہ سر کے اس زخم کو کہتے ہیں جو ھڈی کو توڑ کر دماغ کے گرد جھلیوں (Meninges) تک پہنچ جائے۔ یہ جھلیاں دماغ کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ھوتی ہیں اور نیچے حرام مغز پر محیط جھلیوں کے ساتھ متصل ہوتی ہیں جوف دماغ کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں۔

موجودہ دور میں کھوپڑی کے اندر دماغ کی جگہ کو کھوپڑی کا جوف (Cranial cavity) کہتے ہیں لیکن چونکہ یہ دماغ سے پر ہوتی ہے اور اس کو جوف سمجھنا یا کہنا محض ایک طبی اصطلاح ہے لہذا احکام شرعیہ میں اس کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آمہ میں دوا لگانے سے چونکہ دوا کسی معہود ومعروف جوف میں داخل نہیں ہوتی لہذا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ صاحبین رحمھما اللہ بھی حکم یہی لگاتے ہیں اگرچہ انکے قول کی جو توجیہ کی گئی ہے وہ مختلف ہے یعنی

لعدم التيقن بالوصول لانضمام المنفذ مره واتساعه اخرى.

اسی طرح اگر زخم کی وجہ سے پیٹ کی کھال کٹ جائے لیکن زخم معدہ یا آنت تک نہ اترا ہو اور پھر اس زخم میں دوا لگائی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ دوا

کسی معہودو معروف جوف میں داخل نہیں ہوئی ہے اگرچہ موجودہ دور میں علم تشریح والے اس کو بھی جوف پیٹ یعنی (Abdominal cavity) کہتے ہیں۔ یہ اصطلاحی جوف بھی معدہ اور آنتوں وغیرہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

۷۔ مجری النفس (سانس کی نالی) کے بارے میں مجری نفس سینے میں داخل ہو کر مرحلہ وار کئی شاخوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ یہ خود ایک مستقل جوف ہے۔ اس کے برعکس مری (کھانے کی نالی) سینے میں سے گزر کر پیٹ میں داخل ہو کر معدہ میں کھلتی ہے مجری نفس کا مری یا جوف معدہ کے ساتھ کچھ اتصال نہیں ہوتا۔

مجری نفس میں کسی شئی کو داخل کرنے سے فساد صوم کا قول فقہاء کرتے ہیں۔

ومفاده انه لوادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان ولوعودا اوعنبرالو ذاکرا لامکان التحرزعنه (ردالمحتار)

ای بای صوره کان الادخال حتی لو تبخربېخورفاواه الی نفسه واشتمه ذاکرا لصومه افطر لا مکان التحرز عنه وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا تتوهم انه کشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بین هواء تطیب بریح المسک وشبهه و بین جوهر دخان وصل الی جوفه بفعله امداد وبه علم حکم شرب الدخان و نظمه الشر نبلالی فی شرحه علی الوهبانیه بقوله ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شک یفطر (ردالمحتار)

اور ظاہر ہے کہ دھواں یا دھونی یا بھاپ عام طور سے پیٹ میں نہیں داخل کی جاتی بلکہ مجری نفس کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل کی جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ سانس لینے کے دوران کھانے کی نالی بند ہوتی ہے اور جس وقت کچھ چیز نگل رہے ہوں تو سانس کی نالی کا مدخل بند ہوجاتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی ہمارے ذکر کئے ہوئے معیار کی تائید کرتا ہے۔

یہ جو قاعدہ ابھی ہم نے ذکر کیا اس کیلئے حوالہ ملاحظہ ہو۔

Upper Oesophageal Sphincte

The upper end of the oesophagus () is normally shut off from the pharynx, and there is resistance to the passage of a gastroscope. ___Normally this sphincter opens 0.2-0.3 Seconds after beginning of a swallow, remain open for 0.5-1.0 seconds, and then closes. (Applied Physiology by Samson Wright).

۸- دبر (Anus) دبر کے اندر کوئی چیز داخل ہونے کے بارے میں بظاہر متعارض احکام ملتے ہیں۔

(الف) ادخل اصبعہ مبلولۃ بماء اودھن فی دبرہ اواستنجی فوصل الماء الی داخل دبرہ (یفسد الصوم)۔۔۔ والحد الفاصل الذی یتعلق بالوصول الیہ الفساد قدر المحقنۃ وقلما یکون ذلک۔

(ب) ادخل قطنۃ اوخرقۃ اوشبہاو جرا فی دبرہ وغیبہا (یفسد الصوم) لانہ تم الدخول (مراقی الفلاح)

بظاہر تعارض کی وجہ یہ ہے کہ پہلے مسئلے میں قدر محقنہ کی قید لگائی گئی ہے جبکہ دوسرے مسئلے میں ایسا نہیں ہے۔ مزید بریں جب قدر محقنہ کو شارع کی جانب سے فم کی طرح خارج کا حکم حاصل نہیں ہے اور وہ جوف کے ساتھ متصل و متعلق بھی ہے تو اس مقدار کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں بنتی

البتہ ان مسائل کی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ روزہ میں بھی پانی سے استنجا کرنے کا شرعی حکم موجود ہے اور دبر میں استنجا کا کچھ پانی داخل ہونے سے کلی احتراز متعذر ہے کبھی اجابت کے بعد دبر کے سوراخ کے زیادہ کشادہ ہونے کی بنا پر بھی پانی داخل ہوجاتا ہے۔ اس مجبوری و ضرورت کیلئے حد فاصل قدر محقنہ کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی ضرورت کے تحت اگر بواسیری مسے لٹک گئے ہوں اور استنجا کے بعد خشک کئے بغیر اوپر چڑھالیا گیا ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

خاتمہ اس ضرورت کے علاوہ اور صورتوں میں یعنی دوا یا تیل لگانے یا دبر کے اندر نلی کے ذریعے سے بواسیری یا کوئی اور مرہم لگانے یا روئی، پتھر، لکڑی

کا ٹکڑا داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس عرضداشت میں ہماری یہ خواہش رہی ہے کہ جہاں تک ہوسکے منقولہ احکام کو برقرار رکھتے ہوئے کوئی توجیہ کی جائے اور الحمد اللہ سوائے ایک آدھ موقع کے ہمیں کچھ عدول کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اللہ تعالی ہمیں ہمارے نفس کی ظاہری و مخفی شرارتوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

ساتواں باب

حج کے احکام

مسئلہ ۱ کسی پر حج فرض ہو گیا اور وہ اس میں دیر کرتا رہا قسمت کی بات وہ اسی دوران کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہا تو اس کو چاہیے اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کرا دے۔(۱)

مسئلہ ۲ حج فرض ہو گیا مگر تھوڑا سا چلنے سے سانس غیر ہو جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت پڑتی ہے پھر تھوڑا سا چلتا ہے تو ویسی ہی کیفیت ہو جاتی ہے حتی کہ سواری پر سفر کرنے کی بھی قدرت نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں حج سے رک سکتا ہے لیکن مرنے سے پہلے ورثاء کو حج بدل کی وصیت کر دے۔(۲)

شرائطِ وجوبِ حج

وجوبِ حج کی شرائط میں سے ایک عقل ہے(۳)

مسئلہ ۳ ۔لہذا مجنون (پاگل) پر حج فرض نہیں ہے اور معتوہ (نیم پاگل و ناقص العقل) کے بارے میں کتب اصول میں اختلاف ہے۔امام فخرالاسلام نے معتوہ پر عبادات کے واجب نہ ہونے کو اختیار کیا ہے کیونکہ نابالغ سمجھدار کی مانند تمام احکام میں غیر مکلف ہے لیکن اگر وہ ادا کر لے گا تو اس کی ادائیگی درست ہو گی (مگر وہ حج فرض کی جگہ واقع نہیں ہو گا بلکہ نفل ہو گا) اور امام دبوسی نے احتیاطاً اس

(۱،۲) معین الحجاج

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۱۳۱ ج:۴

کواختیار کیا ہے کہ عبادات کیلئے مخاطب ہے یعنی اس پر عبادات واجب ہیں

مسئلہ ۴ کسی مجنون کے ولی نے اس کی طرف سے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفات سے پہلے وہ ہوش میں آگیا۔ اگر اس نے افاقہ کے بعد نئے سرے سے (حج فرض یا مطلق حج کی نیت سے) احرام باندھ لیا تو فرض حج ادا ہوجائے گا اور اگر دوبارہ نئے سرے سے احرام نہیں باندھا تو فرض حج ادا نہیں ہوگا۔

اگر اس کو افاقہ نہیں ہوا یا وقوف عرفات کے بعد افاقہ ہوا یا وقوف عرفہ سے پہلے افاقہ ہونے کے بعد اسی احرام کو باقی رکھا جو جنون کی حالت میں باندھا تھا تو ان تینوں صورتوں میں اسکا حج فرض ادا نہیں ہوگا (بلکہ نفلی ہوگا) اس کو افاقہ کے بعد جب استطاعت حاصل ہو حج ادا کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۵ اگر کسی نے حالت عقل میں حج کیا پھر اس کو جنون لاحق ہو گیا تو اگر اس نے حج میں فرض کی نیت کی تھی یا مطلق حج کی نیت کی تھی تو اس کا وہ حج جو حالت عقل میں ادا کیا تھا اور فرض کی جگہ ادا ہوا تھا باقی رہے گا لہذا وہ جنون کے افاقہ کے بعد اس کی قضاء نہیں کرے گا۔

مسئلہ ۶ اگر کسی صحیح (عاقل) نے احرام باندھا یعنی احرام باندھنے کے وقت اس میں جنون کا مرض نہیں تھا پھر اس کو جنون لاحق ہو گیا یا احرام باندھتے وقت افاقہ تھا اور وہ نیت و تلبیہ کو سمجھتا تھا اور اس نے نیت و تلبیہ ادا کیا پھر اس نے مناسک اس طرح پر ادا کئے کہ اس کی طرف سے نیابتاً کسی دوسرے شخص نے بعض مناسک ادا کئے اور اسے بھی ساتھ رکھا اور اس کی طرف سے طواف زیارت کی نیت کی پھر حج کرنے کے بعد اس مجنون کو افاقہ ہو گیا اگرچہ کئی سال بعد ہوا ہو تو وہ حج فرض ادا ہوجائے گا اور اس کی طرف سے طواف زیارت کی نیت میں نیابت ضرورت کی وجہ سے جائز ہے لیکن نفس طواف میں نیابت جائز نہیں ہے کیونکہ اس کو اٹھا کر طواف کرانا ممکن ہے۔ لہذا اگر وہ اس کو اٹھا کر طواف کرائیں گے لیکن اسکی طرف

سے نیت نہیں کریں گے تو اسکو افاقہ کے بعد خود طواف کرنا لازم ہوگا جیسا کہ بے ہوش کے طواف کے بیان میں اسکی وضاحت آئے گی انشاء اللہ۔ اور اگر اس نے افاقہ کیحالت میں احرام باندھا اور نیت وتلبیہ کو سمجھتا ہے اور اس نے خود بغیر کسی کی نیابت کے حج ادا کیا تو اسکا حج نفلی ادا ہوگا فرض کی جگہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ نیت وتلبیہ کو نہیں سمجھتا تو اسکا حج ادا کرنا ایسا ہے جیسا کہ بغیر طہارت کے نماز ادا کرنا یعنی اسکا حج نہ فرض کی جگہ صحیح ہوگا نہ نفل ہوگا (کیونکہ اس صورت میں وجوب کی ایک شرط یعنی نیت کے وقت عقل کا ہونا مفقود ہے)

مسئلہ ۷ دائمی عذر والا شخص (مثلاً جس کو ریح یا پیشاب یا کوئی زخم جاری ہے وغیرہ) خواہ اسکا وہ عذر حقیقی ہو یا حکمی ہو (جس کی تفصیل معذور کی نماز کے بیان میں گزر چکی ہے) اگر وہ طواف کے چار چکر پورے کرلے پھر نماز کا وقت نکل جائے تو وہ نئے سرے سے وضو کرے اور اسی طواف پر بنا کرلے اور باقی چکر جو کہ واجب ہیں پورے کرلے اور ایسا کرنے سے اس پر کچھ لازم نہیں ہے کیونکہ اس نے موالات (یکے بعد دیگرے کرنا) کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر چار سے کم چکر لگائے اور وقت نکل گیا تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس کو اس صورت میں نئے سرے سے طواف کرنا افضل ہے۔ (۱)

سعی کی صحت کی شرط

مسئلہ ۸ سعی (صفا ومروہ کے درمیان ہلکے) کے صحیح ہونے کی چھ شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ سعی خود اپنے فعل سے کی جائے اگرچہ کوئی شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے جائے ہو یا کسی جانور وغیرہ پر سوار ہو کر کرے۔ پس سعی میں نیابت جائز نہیں ہے لیکن پانچ شخصوں کیلئے نیابت جائز ہے۔

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۱۹۶ ج:۴

(۱) بیہوش کیلئے

(۲) سوئے ہوئے مریض کیلئے

(۳) مجنون کیلئے کہ جس کو احرام باندھنے سے پہلے جنون لاحق ہوا ہو اور سعی کی ادائیگی تک باقی ہو۔

(۴) بے سمجھ بچے کیلئے

(۵) بالغ مجنون کیلئے یعنی جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو۔ جبکہ بے سمجھ بچہ (۱) اور بالغ مجنون کی طرف سے اسکے ولی نے احرام باندھا ہو۔

مسئلہ اگر کسی عذر کی وجہ سے سعی ترک کی مثلاً لنجا، اپاہج یا بہت پرانا مریض تھا اور اس کو اٹھا کر سعی کرانے والا کوئی نہیں ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا اور یہی حکم عمرہ کی سعی کا ہے۔ (۲)

عرفات سے واپسی

مسئلہ اگر کسی شخص نے دن کے وقت زوال آفتاب کے بعد وقوف کیا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے روانہ ہو گیا تو اگر وہ حدود عرفات سے غروب آفتاب کے بعد امام کے ساتھ یا اس سے پہلے نکلا تو بالاتفاق اس پر کچھ لازم نہیں ہے اس لئے کہ اس نے واجب ترک نہیں کیا اور اگر غروب آفتاب سے قبل حدود عرفات سے باہر نکل گیا تو ترک واجب کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا اور وہ دم اسکے وقت کے اندر حدود عرفات میں لوٹ آنے سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ حکم سب کیلئے ہے خواہ وہ عاجز یا مریض ہو۔ (۳)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۱۹۸ ج:۴

(۲) عمدۃ الفقہ ص:

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۲۱۸ ج:۴

مسئلہ وقوف مزدلفہ جو کہ واجب ہے اسکا رکن یہ ہے کہ وقوف طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں واقع ہو خواہ اپنے فعل سے وقوف ادا کرے یا کسی دوسرے شخص کے فعل سے مثلاً یہ کہ کسی دوسرے شخص نے اسکے امر سے یا بغیر امر کے اپنے کندھے وغیرہ پر اٹھایا ہوا ہو اور خواہ وہ سویا ہوا ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو اور خواہ اس نے وقوف مزدلفہ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور خواہ اسکو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو ہر حال میں اس کا وقوف صحیح ہو جائے گا جیسا کہ وقوف عرفہ کا حکم ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے مزدلفہ کا وقوف ترک کر دیا یعنی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے رات میں ہی حدود مزدلفہ سے باہر چلا گیا تو اس پر ترک واجب کی وجہ سے دم واجب ہو گا لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے مثلاً ضعف یا مرض کی وجہ سے اس وقوف کو ترک کیا تو اس پر دم وغیرہ کچھ واجب نہ ہو گا۔(۱)

رمی کی شرط

مسئلہ رمی کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ رمی خود کرے۔ قادر ہونے کے باوجود بلاعذر رمی میں نیابت یعنی کسی دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہے۔ البتہ عذر کی صورت میں نیابت جائز ہے۔

مسئلہ کسی مریض کی طرف اس کے امر سے یا بے ہوش کی طرف سے اسکے امر سے یا اسکے امر کے بغیر یا ناسمجھ بچے یا نیم پاگل یا مجنون کی طرف سے کوئی دوسرا شخص رمی کرے تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اس شخص کے ہاتھ پر رکھی جائے اور وہ خود اس کو جمرہ پر پھینک دے یا اس کا ساتھی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پھینکوا دے اور اگر انکی طرف سے کوئی دوسرا شخص کنکریاں مار دے تب بھی جائز ہے۔

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۲۸ ج:۴

مسئلہ اگر رمی کرنے کے بعد وقت کے اندر معذور کا عذر زائل ہوجائے تو وہ رمی کا اعادہ نہ کرے اور مریض کے علاوہ ان میں سے باقی کسی پر فدیہ (جزا) بھی لازم نہیں ہوگا اگرچہ اس کی طرف سے رمی بالکل نہ کی گئی ہو۔ لیکن مریض نے اگر رمی نہ کی اور نہ ہی کسی نے اسکے امر سے اسکی طرف سے رمی کی تو اس پر فدیہ لازم ہوگا کیونکہ مریض کو شعور حاصل ہے اور وہ اس قابل ہے کہ اسکو آگاہ کیا جائے اور اس سے اجازت لی جائے۔ لہذا مریض کی طرف سے اسکی اجازت کے بغیر رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ بخلاف بے ہوشی والے شخص کے کہ اسکو شعور حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور مریض سے مطلق طور پر ہر مریض مراد نہیں ہے بلکہ مریض کی حد یہ ہے کہ وہ ایسا ہو کہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو (اس صورت میں اس کی طرف سے رمی کرے کیونکہ یہ مریض سوار ہو کر رمی نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اٹھا کر اس کو رمی کراسکتا ہے اسلئے کہ اس کو رمی کرنا دشوار ہے یا اس کو رمی کرنے پر ضرر پہنچے گا) اور اگر مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو یہ ایسا ہے کہ اس کو سوار ہو کر یا کسی دوسرے آدمی کے اٹھالینے سے رمی کیلئے حاضر ہونے کی قدرت ہے اور وہ اس طرح شدید ضرر لاحق ہوئے بغیر رمی کرنے پر قادر ہے اور اس کو مرض کی زیادتی یا دیر میں صحت ہونے کا خوف بھی نہیں ہے۔ لہذا ایسے شخص کی طرف سے رمی کیلئے نیابت جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی سواری یا اٹھانے والا شخص نہ ملے تو اس کیلئے نیابت جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض میں زیادتی یا دیر میں صحت ہونے کا خوف ہو یا سواری یا اٹھانے والا شخص نہ ملے تو وہ شخص معذور ہے اور اس کی طرف سے دوسرا شخص رمی کرسکتا ہے اور اگر یہ مذکورہ عذرات نہ ہوں تو خود رمی کرنا ضروری ہے اس کیلئے نیابت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ فقہاء نے عورت اور بیمار اور ضعیف آدمی کیلئے ہجوم کے خوف کو عذر

قرار دیتے ہوئے قربانی کے دن طلوع شمس سے پہلے رمی کرلینا یا پہلے تین دن رمی کو رات تک کیلئے مؤخر کرنا یعنی رات میں رمی کرنا اور چوتھے دن زوال سے پہلے رمی کرلیناجائز کہا ہے۔ انکی طرف سے نیابت کو عدم ضرورت کی وجہ سے جائز قرار نہیں دیا۔ لہذا اگر یہ لوگ ہجوم کے خوف کی وجہ سے خود رمی نہیں کریں گے تو ان پر فدیہ (جزا) لازم ہوجائے گی۔(۱)

حلق و تقصیر

مسئلہ حلق و تقصیر میں اختیار کا ہونا صرف مردوں کیلئے ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ لیکن اگر کسی عارض کی وجہ سے حلق کرانا ممکن نہ ہو تو اس کیلئے قصر کرنا مقرر ہوجائے گا اور کسی عذر کی وجہ سے قصر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کیلئے حلق کرنا متعین ہوجائے گا اور اگر سر میں کسی علت (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے حلق وقصر دونوں ممکن نہ ہوں تو دونوں ساقط ہوجائیں گے اور کسی چیز کے واجب ہوئے بغیر حلال ہوجائے گا یعنی اس پر دم وغیرہ کوئی جزا واجب نہیں ہوگی کیونکہ اس نے واجب کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے۔

مسئلہ گنجے سر والا یعنی جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں اس کو سر پر استرا پھروانا واجب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔

مسئلہ اگر کسی کے سر پر زخم ہوں اور اس کو سر پر استرا پھرانا ممکن ہو تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ استرا پھرائے اور اگر اس کو سر پر استرا پھرانا ممکن نہ ہو اور سر پر بال اتنے بڑے بھی نہیں کہ قصر کرانے کی حد تک پہنچتے ہوں تو اس سے بھی یہ واجب ساقط ہوجائے گا اور وہ حلق کرائے بغر حلق کرانے والوں کی طرح حلال

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۲۸ ج:۴

ہوجائے گا البتہ اس کیلئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ممنوعات احرام کا ارتکاب نہ کرے۔(۱)

طواف زیارت

مسئلہ طواف زیارت کے وجوب کی شرائط میں سے عقل بھی ہے لہذا مجنون پر طواف زیارت واجب نہیں ہے۔

مسئلہ طواف زیارت کے ارکان میں سے ایک رکن یہ ہے کہ طواف خود کرے خواہ اس کو کوئی شخص اٹھائے ہوئے ہو یا کسی سواری وغیرہ پر سوار ہوکر کرے۔ پس طواف زیارت میں نیابت جائز نہیں ہے البتہ ان پانچ شخصوں کے حق میں نیابت جائز ہے

(۱) بےہوش (۲) سویا ہوا مریض

(۳) احرام باندھنے سے پہلے کا مجنون جبکہ اس کا جنون طواف زیارت ادا کرنے تک قائم رہے

(۴) بے سمجھ بچہ

(۵) بالغ مجنون یعنی جو جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو جبکہ بچہ اور بالغ مجنون کی طرف سے ان کے ولی نے احرام باندھا ہو۔(۲)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۳۴۹ ج:۴

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۳۵۲ ج:۴

بے ہوش اور سوئے ہوئے مریض کے حج کا طریقہ

مسئلہ اگر کوئی شخص حج کے ارادہ سے نکلا اور وہ احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہو گیا۔ پھر اس کے ساتھی یا کسی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھا یعنی اس کی طرف سے نیت کر کے تلبیہ کہا تو وہ بے ہوش محرم ہو جائے گا اور اس کا حج فرض حج کی جگہ کافی ہو جائے گا اگرچہ اس نے اپنے رفیق یا کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کیلئے امر کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ وہ حج کی نیت سے سفر میں نکلا ہے اس لئے حج کی نیت اس کی طرف سے پائی گئی ہے(۴)۔ ناقص العقل کا بھی یہی حکم ہے

مسئلہ اگر حج کے ارادہ سے نکلنے والا شخص مریض تھا اور وہ احرام باندھنے سے پہلے سو گیا اگر اس نے اپنے ساتھی کو پہلے سے کہہ دیا تھا کہ مجھے نیند آجائے تو میری طرف سے آپ نیابتاً احرام باندھ لینا تو اس کی طرف سے نیابتاً احرام باندھ لینے سے وہ سویا ہوا مریض محرم ہو جائے گا کیونکہ مامور کا فعل آمر کے فعل کی مانند ہے اور اگر مریض نے ایسا امر نہیں کیا تھا اور اس کے ساتھی یا کسی دوسرے شخص نے اس کے امر کے بغیر اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو وہ سویا ہوا مریض محرم نہیں ہو گا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے رفیق سے کہہ دے کہ اگر مجھے بے ہوشی ہو جائے یا بیماری میں نیند آجائے تو تم میری طرف سے نیابتاً احرام باندھ لینا تاکہ بالاتفاق اس کا حج جائز ہو جائے۔

مسئلہ اور اگر مریض نے پہلے سے نہیں کہا تھا اور جگانے میں اس کو چنداں تکلیف نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سوئے ہوئے مریض کو جگا دیا جائے تاکہ ہوشیار ہو جائے۔

مسئلہ جس بے ہوش یا سوئے ہوئے مریض کی طرف سے نیابتاً احرام

باندھا گیا ہو اس کے سلے ہوئے کپڑے اتارنا احرام کے صحیح ہونے کیلئے شرط نہیں ہے مگر چونکہ سلے ہوئے کپڑوں کا بدن پر ہونا ممنوعات احرام میں سے ہے اس لئے ان کا اتارنا اور تہبند وچادر پہنانا واجب ہے ورنہ اس بے ہوش یا سوئے ہوئے مریض پر جزا واجب ہوجائے گی۔ نائب کو مریض کے احرام کی وجہ سے اپنے سلے ہوئے کپڑے اتارنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر بے ہوش محرم یا سوئے ہوئے مریض محرم سے ممنوعات احرام میں سے کوئی ایسا کام سرزد ہوجائے جس پر جزا واجب ہوتی ہے تو وہ جزا اس بے ہوش یا سوئے ہوئے مریض محرم پر واجب ہوگی اس کے نائب پر واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ بے ہوش شخص یا سوئے ہوئے مریض کی طرف سے کسی دوسرے شخص کے احرام باندھ لینے کے بعد کل افعال ادا کرنے سے پہلے جب بھی بے ہوش کو ہوش آجائے یا سویا ہوا مریض بیدار ہوجائے تو اس پر باقی افعال حج خود ادا کرنا واجب ہے اور اسی طرح ممنوعات احرام سے بچنا بھی لازم ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص کو خود احرام باندھنے کے بعد بے ہوشی طاری ہوئی یا مریض اس کے بعد سو گیا ہو تو بالاتفاق اس کے رفقاء پر اس کو مشاہد میں وقوف اور طواف وغیرہ کیلئے لے جانا متعین ہے اس کو لے جائے بغیر اس کی طرف سے افعال حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ اور جب اس کو اٹھا کر طواف کرائے تو اس کی طرف سے بھی طواف کی نیت کرنا شرط ہے یعنی اٹھانے والا اپنی طرف سے بھی اور بے ہوش کی طرف سے بھی طواف کی نیت کرے اور اگر صرف اپنی طرف سے طواف کی نیت کرے گا تو بے ہوش کی طرف طواف ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی شخص ایسا مریض ہو کہ اٹھا کر طواف کرائے بغیر وہ طواف نہ

کر سکتا ہو اور وہ سمجھدار ہے دیوانہ نہیں ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو طواف کرانے کا امر کیئے بغیر سو گیا پھر اس کے ساتھیوں نے اسے سوتے ہوئے کو اپنی پیٹھ وغیرہ پر اٹھا کر اس کے ساتھ طواف کیا تو اس مریض کی طرف سے یہ طواف کافی نہ ہو گا۔

(II) یا اس مریض نے ان (اپنے ساتھیوں) کو امر کیا تھا کہ وہ اس کو اٹھا کر طواف کرائیں اور انہوں نے ایسا نہیں کیا یہاں تک کہ وہ سو گیا۔ پھر انہوں نے اس کو سونے کی حالت میں اٹھایا اور اس کے ساتھ طواف کیا تو مریض کیلئے یہ طواف کافی ہو جائے گا۔

(III) یا اس مریض کے امر کرتے ہی اس کو اٹھا لیا اور وہ جاگ رہا تھا پھر وہ ان کے طواف شروع کرنے سے پہلے یا بعد میں سو گیا اور انہوں نے اسی حالت میں اس کے ساتھ طواف کیا پھر وہ جاگ گیا تو یہ طواف اس مریض کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر کسی مریض نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے لئے لوگوں کو اجرت پر مقرر کرنا کہ وہ مجھ کو طواف کرائیں۔ پھر وہ سو گیا اور جس کو امر کیا تھا اس نے فوراً اس امر کو پورا نہ کیا بلکہ کسی اور کام میں دیر تک مشغول رہا۔ اس کے بعد لوگوں کو اجرت پر مقرر کر کے لایا اور انہوں نے سوئے ہوئے مریض کو اٹھا کر طواف کرایا تو امام حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر وہ امر کے بعد فوراً طواف کراتا تو جائز ہوتا لیکن جب بہت دیر کے بعد جبکہ وہ سو گیا لوگوں کو اجرت پر لایا اور انہوں نے اس کو اٹھا کر طواف کرایا اور وہ اسے ہی سوتا رہا تو اس کا طواف کافی نہیں ہو گا لیکن طواف کرانے والوں کی اجرت لازم ہو گی۔

مسئلہ اگر کسی بیمار کو کنکریاں پھینکنے کی طاقت نہیں تو کنکریاں اس کے ہاتھ پر رکھ دی جائیں پھر وہ انہیں خود مارے یا وہ کسی اور کو مارنے کا حکم دے۔

مسئلہ اگر معتوہ (ناقص العقل) نے شکار کیا یا خوشبو لگائی یا سلے ہوئے کپڑے

پہنے یا جماع کیا تو اس کیلئے بھی جنایت کا وہی حکم ہے جو تندرست کیلئے ہے(۱)

مجنون (پاگل) کے حج کے احکام

مسئلہ مجنون کا حالت جنون میں خود احرام باندھنا صحیح نہیں کیونکہ وہ نیت کی عقل نہیں رکھتا اور تلبیہ کے الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اس کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے اور بہتر ہے کہ پہلے سے اس مجنون کے سلے ہوئے کپڑے اتار دئے جائیں اور اس کو ایک چادر تہبند کی طرح باندھ دی جائے اور دوسری چادر اڑھا دی جائے۔ جب اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ کہہ لے گا تو وہ مجنون محرم ہو جائے گا۔ اب وہ اس کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے پھر بھی اگر مجنون سے کوئی ممنوع کام سرزد ہو جائے تو نہ اس پر کوئی جزا واجب ہوگی اور نہ اس کے ولی پر واجب ہوگی اس کا ولی اس کو لے کر تمام احکام حج ادا کرائے اور جن افعال میں نیت کی ضرورت ہے ان میں اس کی طرف سے نیت کرے۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے عقل کی حالت میں فرض حج کا احرام خود باندھا اس کے بعد وہ مجنون ہو گیا تو اس کا حکم اس بے ہوش کی طرح ہے جس کو احرام باندھنے کے بعد بے ہوشی طاری ہو گئی ہو۔ پس اگر اس کے رفقاء نے اس کو مشاہد حج میں ساتھ لے کر وقوف اور طواف زیارت وغیرہ افعال حج ادا کرائے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا بشرطیکہ طواف زیارت میں اس کی طرف سے اس کے رفیق نے نیت کرلی ہو اگرچہ کئی سال بعد اس کا جنون زائل ہوا اور یہ مجنون اگر حالت احرام میں کسی ممنوع کام کا مرتکب ہوگا مثلاً شکار کرے گا یا خوشبو لگائے گا یا سلا ہوا لباس پہنے گا یا جماع کرے گا تو اس پر وہی جزا واجب ہوگی جو عقل والے پر واجب ہوتی ہے البتہ جزا کی ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب اس کا جنون ختم

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص: ۳۶۳ ج: ۴

ہوجائے گا۔ اور اگر کبھی بھی افاقہ نہ ہوا تو اس پر جزا واجب نہ ہو گی

مسئلہ وقوف عرفات سے پہلے مجنون کے جماع کرنے سے حج فاسد ہوجاتا ہے مگر جزا و قضا واجب نہ ہو گی(۱)

جنایات حج

(۱) خوشبودار اشیاء کا استعمال (۲) خوشبودار سرمہ کا استعمال

مسئلہ نمبر ۱ اگر خوشبودار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ واجب ہو گا اور اگر تین یا زیادہ بار لگایا تو دم (ایک بکرے وغیرہ کی قربانی واجب ہو گی)

مسئلہ نمبر ۲ اور اگر ایسا سرمہ لگایا جس میں خوشبو ملی ہوئی نہیں ہے اور اس پر دم یا صدقہ کوئی جزا واجب نہیں ہے اگرچہ بلا عذر استعمال کیا ہو۔ لیکن محرم کو بلا ضرورت استعمال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں زینت پائی جاتی ہے اور اگر ضرورت ہو تو پھر ترک اولی نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۳ خوشبودار سرمہ لگانے میں کثرت فعل کا اعتبار ہے کثرت خوشبو کا نہیں۔ لہذا ایک یا دو دفعہ کے لگانے سے دم واجب نہیں ہو گا اگرچہ سرمہ میں بہت زیادہ خوشبو ملی ہوئی ہو۔

مسئلہ نمبر ۴ اگر خوشبودار سرمہ ضرورت کی وجہ سے لگایا تو کفارہ بطور تخییر واجب ہو گا (یعنی دم واجب ہونے کی صورت میں وہ ذبح کرے یا روزے رکھے یا کھانا کھلائے اور صدقہ واجب ہونے کی صورت میں صدقہ دینے یا روزہ رکھنے میں اختیار ہو گا)(۲)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۶۶ج:۴

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۴۸۳ج:۴

۲ خوشبو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

مسئلہ نمبر ۱ اگر خالص خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا یا ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور وہ دوا خوشبو ملانے کے بعد پکائی نہیں گئی۔ پس جب وہ خالص خوشبو یا خوشبو والی دوا (مثلاً جس دوائی میں کافور Campor یا مینتھول Menthol ملایا گیا ہو) زخم یا پھوڑے پر لگ گئی اور وہ جگہ ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں ہے تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر اسکو دوسری مرتبہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو ایک دفعہ کے لگانے ہی سے دم واجب ہوگا۔ لیکن اس کو کفارہ ادا کرنے میں دم یا روزہ یا صدقہ میں اختیار ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۲ اگر خوشبو دوا میں ملا کر پکائی گئی ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۳ اگر ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبو دار دوائی لگائی یا ایک ہی دفعہ کی لگائی ہوئی دوا زخم کے صحیح ہونے تک لگی رہی خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر اس زخم کے اچھا ہونے سے پہلے اسی جگہ یا کسی دوسری جگہ دوسرا زخم ہو گیا اور اس نے دونوں زخموں پر خوشبو دار دوا لگائی تو جب تک پہلا زخم اچھا نہ ہو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا اور اگر پہلا زخم اچھا ہونے کے بعد دوسرے زخم پر دوا لگائی تو اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دوسرا کفارہ بھی واجب ہوگا خواہ اس نے پہلا کفارہ ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو(۱)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۸۳ج:۴

۲ مہندی اور وسمہ کا استعمال

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر درد سر کے علاج کیلئے وسمہ کا خضاب کیا تو سر ڈھکنے کی وجہ سے اس پر جزا آئے گی(۱)

۳ تیل کا استعمال

زیتون اور تل کا خالص تیل جب خوشبو کیلئے استعمال کیا جائے تو یہ جنایت ہے اور اس پر جزا آئے گی۔ لیکن جب اس کو دوائی یا کھانے کے طور پر استعمال کیا جائے تو بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا

پس اگر محرم نے زیتون یا تل کا خالص تیل کھایا یا اس کو اپنے زخم یا پاؤں کی پھٹن میں دوا کے طور پر لگایا یا کان میں ٹپکایا یا ناک میں چڑھایا تو اس پر بالاتفاق دم یا صدقہ کچھ واجب نہ ہوگا(۲)

۴ پٹی باندھنا

سر یا چہرے کے چوتھائی حصے سے کم پر بلا ضرورت کپڑے کی پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ ضرورت کی وجہ سے باندھنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر وہ پٹی ایک دن (علاوہ رات کے) کامل یا ایک رات کامل تک بندھی رہی تو بلا ضرورت دونوں صورتوں میں بالاتفاق اس پر صدقہ واجب ہوگا اگر اس سے کم بندھی رہی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ اگر سر یا چہرے کے چوتھائی حصے یا اس سے زیادہ پر ایک دن یا ایک رات کپڑے کی پٹی بندھی رہی تو دم واجب ہوگا اور ایک دن یا ایک رات سے کم بندھی رہی تو صدقہ واجب ہوگا۔ ضرورت کی حالت میں کفارہ اختیاری ہوگا۔ اگر سر اور چہرے کے علاوہ بدن کے کسی اور حصے پر کپڑے کی پٹی باندھی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا خواہ کتنی ہی زیادہ جگہ پر ہو(۳)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۴۸۴ ج:۴

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۴۸۵ ج:۴

(۳) عمدۃ الفقہ ص:۴۹۸ ج:۴

۵ بال مونڈھنا

مسئلہ گھٹنے میں درد کی وجہ سے جو موزہ نما کپڑا(Knee Cap) چڑھالیتے ہیں حالت احرام میں اس کو چڑھانا صحیح نہیں۔البتہ اس کی جگہ پر کھلی (Crepe Bandage)پٹی کے طریقے سے باندھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر۱ اگر پچھنے لگوانے(Venesection) کی جگہ بال مونڈھ کر وہاں پچھنے لگوائے(اور اسی طرح کسی اپریشن کی غرض سے جسم کے بال مونڈھے) تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہوگا۔لیکن اختلاف اس وقت ہے جب پچھنے لگانے کیلئے اس جگہ کے بال مونڈھے ہوں اور اگر کسی اور وجہ سے مونڈھے تو بالاتفاق صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر۲ اسی طرح (اگر پچھنے لگوانے یا کسی اپریشن کے ارادہ سے) اس جگہ کے بال مونڈھنے کے بعد پچھنے نہیں لگوائے یا اپریشن نہیں ہوا تب بھی بالاجماع صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر۳ پچھنے لگنے کی جگہ کے بال مونڈھے بغیر پچھنے لگوانے یا فصد لینے عضلاتی یا وریدی ٹیکہ لگانے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر جبیرہ (کھپچی۔پلستر وغیرہ) باندھنے یا ختنہ کرانے کا مضائقہ نہیں ہے(۱)

VI محرم جب بیمار ہوجائے یا اس کو بخار ہوجائے اور اسکو کبھی کپڑے پہننے اور کبھی اتارنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو جب تک وہی ایک بیماری یا بخار ہے تو ایک کفارہ واجب ہوگا اور اگر وہ بیماری زائل ہوگئی اور دوسری بیماری لگ گئی یا وہ بخار ختم ہوگیا اور (کسی دوسرے سبب) دوسرا بخار چڑھ گیا تو اس پر دو کفارے واجب ہوں گے(۲)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۳۹۸ج:۴

(۲) عمدۃ الفقہ ص:۳۹۱ج:۴

جنایت پر جزا کے احکام و شرائط

مسئلہ جزا واجب ہونے کیلئے عقل بھی شرط ہے مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور اس کی طرف سے اس کے ولی پر بھی جزا واجب نہیں ہوتی لیکن اگر احرام کے بعد مجنون ہوا اور پھر بعد میں ہوش آ گیا اگرچہ چند سال کے بعد ہوش آیا تو اس نے حالت احرام میں جن ممنوعات کا ارتکاب کیا ہوگا ان کی جزا اس پر واجب ہوگی۔

مسئلہ بے ہوش شخص پر ممنوعات کے ارتکاب سے جزا واجب ہوتی ہے اگرچہ وہ ارتکاب ممنوع سے گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس حالت میں غیر اختیاری طور پر اس کا مرتکب ہوا ہے (۱)

احصار (محصر)

شریعت کی رو سے محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا ہو پھر (حج یا عمرہ) جس کا احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے روک دیا گیا خواہ وہ رکاوٹ دشمنوں کی طرف سے ہو یا کسی بیماری یا قید ہوجانے یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے یا لنگڑا ہوجانے یا زخمی ہوجانے یا کسی اور معتبر سبب سے ہو۔

احصار کے اسباب میں سے کچھ یہ بھی ہیں۔

۱۔ ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہوجانا کہ سفر نہ کرسکے۔

۲۔ پیدل اور سواری پر چلنے کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا خواہ یہ خوف اپنے غلبہ ظن کی بنا پر ہو یا کسی مسلمان دیندار طبیب کے خبر دینے سے ہو۔

پس مرض کی حد جس سے احصار ثابت ہوتا ہے ہمارے فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو چلنے اور سوار ہونے کی طاقت نہ رہے۔ اگر فی الحال قدرت ہو لیکن

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۳۰ ج:۴

پیدل یا سواری پر چلنے سے مرض کی زیادتی کا خوف ہو تب بھی یہی حکم ہے(۱)

احصار (رکاوٹ) کے احکام

جب کسی شخص کے حق میں احصار ثابت ہوجائے خواہ وہ احصار (رکاوٹ) حج سے ہو یا عمرہ سے یا دونوں سے ہو تو اس کیلئے

(الف) جائز ہے کہ وہ احرام کھولے بغیر اپنے گھر ووطن واپس لوٹ جائے اور احرام کی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب وہ مانع (رکاوٹ یعنی مرض وغیرہ) زائل ہوجائے تو پھر اگر اب بھی اس کو حج مل سکے تو بہت اچھا ہے۔ لہذا وہ مکہ مکرمہ جا کرافعال حج ادا کر کے حقیقی طور پر احرام سے باہر (یعنی حلال) ہوجائے۔ اور اگر اس کو حج نہ مل سکے تو حج فوت ہونے والے شخص کی طرح عمرہ کے افعال یعنی طواف سعی کر کے اور حلق کرا کر حکمی طور پر حلال ہوجائے اور اس پر ہدی (بکری ذبح کرنا) واجب نہیں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ حج کے احرام کی حالت میں محصر ہوا ہو۔ اور اگر عمرہ کے احرام کی حالت میں محصر ہوا تو عمرہ پر قدرت حاصل ہوتے ہی اس کا احصار زائل ہوجائے گا۔

(ب) اور اگر زوال احصار کے انتظار میں دقت ہو اور ہدی کے ساتھ جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو یہ بھی جائز ہے تاکہ احرام میں زیادہ عرصہ تک رہنے کی تکلیف دور ہوجائے (نوٹ: احصار و محصر سے متعلق مزید معلومات کیلئے علماء سے یا حج کے مسائل پر لکھی ہوئی معتبر کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیے۔)

آب زم زم کی خصوصیات

آب زم زم میں تین باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو دنیا کے کسی پانی میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) پیاس کو بجھاتا ہے

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۲۰۶ ج:۴

(۲) غذا کا کام دیتا ہے

(۳) سوائے موت کے ہر بیماری کیلئے شفاء ہے

دار قطنی کی ایک حدیث میں ہے کہ

"زم زم اگر پیاس بجھانے کیلئے پیا جائے تو پیاس بجھ جائے اور اگر پیٹ بھرنے کیلئے پیا جائے تو پیٹ بھر جائے۔ کسی مرض سے صحت کی نیت سے پیا جائے تو تندرست ہوجائے"۔

طبرانی کبیر کی ایک حدیث میں ہے

خیرماء علی وجه الارض ماء زمزم فیه طعام طعم وشفاء سقم

روئے زمین پر بہترین پانی زمزم ہے جس میں کھانے کی طرح غذائیت (بھی) ہے اور مرض کیلئے شفاء (بھی) ہے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے۔ماء زم زم لما شرب له

زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ خود اپنے پینے اور مریضوں کو پلانے اور چھڑکنے کیلئے اپنے ساتھ مدینہ منورہ بھی لے جاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زمزم کا پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم انی اسئلک علمانافعا ورزقا واسعا وشفاء من کل داء (حصن حصین۔ابن ماجہ)

یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم اور فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

مسئلہ آب زمزم سے استنجا کرنا مکروہ ہے بلکہ بعض علما نے حرام کہا ہے۔ منقول ہے کہ بعض لوگوں نے اس سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر کا مرض ہو گیا(۱)

۱۔ معین الحجاج ص:

آٹھواں باب

احکام میت

I پوسٹ مارٹم معائنہ(Post mortem)یعنی بعد از مرگ معائنہ۔

مروجہ پوسٹ مارٹم مندرجہ ذیل اغراض کیلئے کیا جاتا ہے۔

۱۔ غیر معلوم نعش کی شناخت کرنا۔

۲۔ موت کے سبب اور موت کے بعد کی مدت کی تعیین کرنا۔

۳۔ نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں۔

مروجہ پوسٹ مارٹم کے منجملہ اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ مفصل اور مکمل ہو۔ جسم کے تینوں جوف (Cavities)یعنی سینہ، پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہیے اگرچہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں دریافت بھی ہو گیا کیونکہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا چاہیے کہ فلاں فلاں اعضاء کو زخم پہنچا ہے بلکہ اس بات کو بھی واضح کرنا ہے کہ بقیہ اعضاء درست پائے گئے ہیں۔مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ظاہری معائنہ (External Examination) اور اندرونی معائنہ (Internal Examination)ان دونوں معائنوں کی تفصیلات طب قانونی کی کتابوں میں مذکور ہیں۔یہاں ہماری غرض پوسٹ مارٹم کو شریعت کی رو سے جانچنا ہے۔

شرعی اصول۔۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔(۱)

۱۔ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ص:۳۹

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ مال غنیمت میں سے چوری کرو اور نہ نقض عہد کرو اور نہ مثلہ کرو۔

(۳) جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذاء پہنچانا حرام ہے اسی طرح موت کے بعد اس کے جسم کو توڑ پھوڑ اور کانٹ چھانٹ سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر یہودیوں کی قبروں سے ان کی ہڈیاں دستیاب ہوں تو ان کو توڑنا منع ہے۔

(۴) کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے مثلاً کسی زندہ کی حرمت کی حفاظت کیلئے اور کسی آدمی کے حق کی خاطر بھی میت کا حق (حرمت) باطل ہو جاتا ہے۔

(۵) جس امر کا جواز کسی ضرورت کی بنا پر ہو وہ فقط ضرورت کے بقدر ہوگا اس سے زیادہ جائز نہیں۔

(۶) ستر کا چھپانا جس طرح زندگی میں فرض ہے اسی طرح موت کے بعد بھی فرض ہے۔ اسی طرح پردے کے احکام بھی ایسے ہی باقی رہتے ہیں بلکہ شوہر کے اعتبار سے تو سخت ہو جاتے ہیں کہ وہ مردہ بیوی کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور نہ ہی چہرہ ہاتھ وغیرہ کے علاوہ باقی جسم کو دیکھ سکتا ہے۔

مذکورہ شرعی اصول کا حاصل یہ ہے کہ

(الف) میت کے بیرونی معائنہ میں ستر اور پردے کے احکام کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

(ب) میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا جیسا کہ پوسٹ مارٹم کے اندرونی معائنہ میں کیا جاتا ہے اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک کوئی ایسی قوی وجہ نہ ہو کہ اس کے سامنے اس کی بے حرمتی کو نظر انداز کیا جا سکے چیر پھاڑ جائز نہیں ہو سکتی۔

مروجہ پوسٹ مارٹم کا جو اصول اوپر ذکر کیا گیا ہے اس کے تحت پوسٹ مارٹم معائنہ سے حاصل شدہ معلومات علمی دلچسپی (Academic Interest) کی

چیر تو زیادہ ہوسکتی ہے لیکن بہت سے واقعات میں ان کا حصول نعش کی چیر پھاڑ کیلئے قوی وجہ نہیں بن سکتا کیونکہ پوسٹ مارٹم معائنہ کیلئے لائی جانے والی نعشوں میں سے بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کے ظاہری معائنہ سے موت کا سبب مثلاً قتل وغیرہ کا علم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح زہر خوری کے باعث ہلاک ہونے والے بہت سے افراد میں ظاہری معائنہ ہی سے زہر خوری کے موت کا سبب ہونے کا علم ہوجاتا ہے۔ بعض افراد میں قوی ضرورت ہوگی تو فقط ان کا معدہ کھول کر معائنہ کرنے سے کافی معلومات اکٹھی ہوجائیں گی۔ بہت ہی کم ایسے Cases ہونگے جن میں اس کے علاوہ مزید کسی اور عضو کے معائنہ کی ضرورت پیش آئے۔

اصل قاعدہ یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ سے موت کا کوئی ایسا سبب معلوم ہوجائے کہ یقینی طور پر یا غالب گمان کے طور پر میت میں موت کی اضافت ونسبت اس کی طرف کی جاسکے۔ اگر وہ ظاہری معائنہ ہی سے معلوم ہوجائے تو بس اس پر اکتفا کیا جائے اس سے تجاوز کر کے نعش کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر ظاہری معائنہ کافی نہ ہو اور کسی قوی ضرورت کی بنا پر اندرونی معائنہ کرنا پڑے تو فقط اتنا حصہ کھولا جائے جو موت کا سبب جاننے کیلئے واقعی ضروری ہو۔ اس سے تجاوز کرنا قطعاً جائز نہیں۔

مندرجہ بالا شرعی اصولوں کو ایک مثال سے سمجھیں

Medico-Legal case کے طور پر ایک بائیس سالہ نوجوان کی نعش لائی گئی جس کو خنجر کا وار کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کو بیضوی شکل کا بھونکا ہوا زخم ۳ سم لمبا اور ڈیڑھ سم چوڑا کمر پر لگا۔ یہ زخم دائیں کمر پر درمیان سے ساڑھے چار سم باہر کی جانب اور دائیں Scapula کے ۷ سم نیچے اور اندر کی جانب واقع تھا۔ ماہرین کا اندازہ تھا کہ زخمی ہونے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ مر گیا تھا۔ کمر کی جانب قمیص خون سے بھری ہوئی تھی اور بہت سا خون ضائع ہوچکا تھا۔

اس Case میں ظاہری معائینہ سے موت کا ایسا سبب سامنے ہے جس کی

طرف موت کی نسبت یقینی طور پر بلا کسی تردد کے کی جا سکتی ہے۔ شرعی اصولوں کی روشنی میں اب ایسی کوئی قوی وجہ موجود نہیں کہ نعش کا ستر کھولا جائے اور اس کی چیر پھاڑ کی جائے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

(Transplantation of human organs)

اس وقت انسانی دل، گردہ اور آنکھ کے قرنیہ کی پیوند کاری کی جارہی ہے۔ اس عمل میں دو احتمال ہیں۔

۱۔ عطیہ دینے والا (Donor) کوئی زندہ شخص ہو (جیسے ایک گردہ کا عطیہ کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے)

۲۔ عطیہ دینے والا مردہ ہو۔

مسئلہ جہاں تک زندہ کا تعلق ہے تو انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے۔ اس لئے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے۔

مسئلہ صرف زندہ انسان کے کار آمد اعضا ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاو اجزا کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ جہاں تک مردہ کا تعلق ہے تو جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید بھی ناجائز ہے اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضا و اجزا کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ یعنی تکریم انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔

شرح سیر کبیر میں ہے "آدمی اپنی موت کے بعد بھی اتنا ہی قابل احترام ہوتا ہے جتنا کہ اپنی زندگی میں ہوتا ہے۔لہذا جس طرح زندہ آدمی کے کسی عضو وجزو سے اس کی تکریم کی بنا پر مداوات جائز نہیں ہے اسی طرح مردہ کی ہڈی کے ساتھ تداوی جائز نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

كسر عظم الميت ككسر عظم الحى

(مردہ کی ہڈی توڑنا اور نکالنا ایسا ہی ہے جس طرح زندہ کی ہڈی توڑنا اور نکالنا ہے۔(۱)

انسان کے بالوں سے بھی انتفاع جائز نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے لعن الله الواصلة والمستوصلة (اللہ تعالی نے لعنت فرمائی) ایک انسان کے دوسرے کے سر میں) بال لگانے والی اور لگوانے والی پر۔(۲)

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی کو بخار آیا جس جس سے اس کے سر کے بال اڑ گئے تو کیا میں اس کے سر میں دوسرے انسان کے بال لگا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوسرے کے بال لگانے والی اور لگوانے والی پر (اللہ کی) لعنت ہے۔

لہذا مصنوعی بنے ہوئے اعضاء سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور ضرورت کے مطابق اس میں ترقی کی سعی کرنی چاہیے۔

(۱،۲) مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ص:۳۹

اِنتقالِ خُون کا مسئلہ

سوالات

(۱) ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اگر جائز ہے تو کیا اس کام کیلئے کسی انسان کا خون صرف رضاکارانہ بلا معاوضہ لیا جاسکتا ہے یامعاوضہ دے کر خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

(۳) کیااس معاملہ میں مسلم وغیر مسلم کے خون مں کوئی فرق ہے یادونوں کاایک حکم ہے۔

(۴) کیااس خون کا اثر میاں بیوی کے باہمی نکاح کی حلت وحرمت پر بھی پڑتا ہے۔

الجواب

(۱) خون انسان کا جز ہے اور جب بدن سے نکال لیا جائے تو وہ نجس اور ناپاک بھی ہے،اس کا اصل تقاضا یہ ہے کہ عام حالات میں ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرناحرام ہو۔ اجزائے انسانی کی تکریم بھی اس کی مقتضی ہے اور اس کا نجاست غلیظہ ہونا بھی حرمت ہی کا مقتضی ہے۔

قال الامام الشافعی رحمه اللّٰهفی الام وان ادخل ماتحت جلده فنبت علیه فعلیه ا یخرج هذا الدم ویعید کل صلوٰة صلاهابعد ادخاله الدم تحت جلده(۱)

لیکن اضطراری حالات اور عام معالجات اور دوا میں شریعت اسلام کی دی ہوئی سہولتوں میں غور کرنے سے امور ذیل سامنے آئے

اول یہ کہ خون کے استعمال کی حرمت دو وجہ سے ہوسکتی ہے۔ایک یہ کہ خون

۱۔ کتاب الام ص:۵۴ج:۱

انسان کا جز انسان کا استعمال جائز نہیں ہوتا۔

دوم یہ کہ خون نجس اور حرام ہے۔

جہاں تک پہلی وجہ یعنی اس کے جزء انسان ہونے کا تعلق ہے اس میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خون اگرچہ جز انسانی ہے مگر اس کو دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کےلیے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ انجکشن کے ذریعہ خون نکالااور دوسرے بدن میں ڈالا جاتا ہے اس لئے اس حیثیت سے اس کی مثال انسانی دودھ کی سی ہو گئی جو بن انسانی سے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے۔اوردوسرے انسان کے بدنکا جز بنتا ہے اور شریعت اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو اس کی غذا قرار دیا ہے اور بچوں کو ماں کا دودھ پلانا صرف جائز نہیں، بلکہ عام حالات میں واجب قرار دیا ہے۔

بچوں کے علاوہ بڑوں کیلئے بھی دوا علاج کیلئے عورت کے دودھ کو حضرات فقہاءؒ نے جائز قرار دیا ہے۔عالمگیری میں ہے۔

ولاباس بان یسعط الرجل بلبن المراه ویشربه للدواء(۱)

اس لئے جزانسانی ہونے کی حیثیت سے اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ بعید قیاس نہیں لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شریعت اسلام نے عورت کے دودھ کو جزانسانی ہونے کے باوجود ضرورت کی بنا پر بچوں کیلئے جائز کر دیا ہے۔ اسی طرح ضرورت کی بنا پر خون دینا بھی جائز ہو۔

اب خون کا استعمال حرام ہونے کی دوسری وجہ رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ خون ناپاک ہے اب یہ تداوی بالحرام میں داخل ہوگا جس کی تفصیل مقدمے میں گزر چکی ہے۔

۱- عالمگیری مصری ص:۱۱۲ ج:۴

اس بناء پر مریض کو خون دینے کے حکم میں یہ تفصیل ہے۔

(۱) جب خون دینے کی ضرورت ہو، یعنی کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو، اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی ان بچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

(۲) جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو، یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ تو نہ ہو لیکن ڈاکٹر کی نظر میں خون دیئے بغیر صحت کا امکان نہ ہو اس وقت بھی خون دینا جائز ہے۔

(۳) جب خون نہ دینے کی گنجائش ہے مگر اس سے اجتناب بہتر ہے۔
لما فی الهندیه وان قال طبیب یتعجل شفاءک فیه وجهان (۱)

(۴) جب خون دینے سے محض منفعت یا زینت مقصود ہو، یعنی جب ہلاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ محض قوت بڑھانا یا حسن میں اضافہ کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں خون دینا ہر گز جائز نہیں ہے۔

سوالِ دوم کیا کسی مریض کو خون دینے کیلئے اس کی خرید و فروخت اور قیمت لینا بھی جائز ہے؟

الجواب ۔ خون کی بیع تو جائز نہیں، لیکن جن حالات میں جن شرائط کے ساتھ نمبر اول میں مریض کو خون دینا جائز قرار دیا ہے۔ ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کیلئے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے، مگر خون دینے والے کیلئے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہے۔

حضرات فقہاء کی تصریحات اس مسئلہ میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ص:۳۵۵ ج:۵

فامابیع لبن الادمیات فقال احمد اکرهه واختلف اصحابنا جوازه فظاهر کلام الخرتی جوازه لقوله" وکل مافیه المنفعه"وهذا قول ابن حامد ومذهب الشافعی وذهب جماعة من اصحابنا الی تحریم بیعه

وهو مذهب ابی حنیفة لانه مائع خارج من ادمیه فلم یجزبیعه کالعرق ولا نه من آدمی فاشبه سائر اجزاءه والاول اصح لانه لبن ظاهر منتفع به فجازبیعه کلبن الشاة ولانه یجوز اخذالعوض عنه فی اجاره اظئرفاشبه المنافع ویفارق العرق فانه لا نفع فیه ولذالک لا یباع عرق الشاة ویباع لبنها،وسائراجزاء الادمی یجوز بیعها فانه یجوز بیع العبد والامه،وانماحرم بیع الحر لانه لیس بمملوک وحرم بیع العضو المقطوع لانه لا نفع فیه(۱) وقال الشافعی رحمه اللّٰهیجوز بیعه(لبن المداه)لانه مشروب طاهر(الی قوله) وعن ابی یوسف یجوز بیع لبن الامه ولایجوز بیعشعر الخنزیر لانه نجس العین فلایجوز بیعه اهانه له ویجوز الانتقاع به للخوز للضروره(الی قوله)ویوجد مباح الاصل فلا ضروره(۱)الی البیع(۲)

۱. قوله فلا ضروره قال الفقیه ابواللیث ان کانت الا ساکفه لا یجدون شعر الخنزیرالابالشراء ینبغی ان یجوز لهم الشراء للضروره(نهایه)ان شعرالخنزیر یوجدمباح الاصل فلاضروره الی بیع وعلی هذا اقیل اذا کان لایوجدالا بالبیع جاز بعه لکن الثمن لا یطیب للبائع(عینی)

(وهو)ای شعر الخنزیر(یوجد مباح الاصل فلا حاجه الی بیعه)فلم یکن بیغه فی محل الضروره حتی یجوز،وعلی هذا قال الفقیه ابواللیث فلولم یوجد الابالشراء جازشراء لشمول الحاجه الیه وقد قیل ایظ ان الضروره لیست ثابته فی الحرز به بل یمکن ان یقام بغیره(۳)

ونجس العین لایجوز بیعه اهانهله ویجوز الانتفاع به للخوز،للضروره لان غیره لا عمل عمله فان قیل اذا کان کذالک وجب ان یجوز بیعه اجاب بانه یوجد مباح الاصل فلاضروره الی بعه وعلی هذاقیل اذا کان لا یوجد الا بالبیع جاز بیعه لکن الثمن لا یطیب للبائع وقال ابوللیث ان کانت الاساکفه لایجدون شعرالخنزیرالابالشراء وینبغی ان یجوز لهم الشراء(۴)

---

۱. المغنی لابن قدامه ص:۲٦۰ ج:۴
۲. هدایه ص:۵۵ ج:۳
۳- فتح القدیر ص:۲۰۲ ج:۵
۴- عنایہ علی حاشیہ الفتح ص:۲۰۲ ج:۵

سوالِ سوم کسی غیر مسلم کا خون مسلم کے بدن میں داخل کرنا جائز نہیں۔

الجواب۔ نفس جواز میں کوئی فرق نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا فاسق فاجر انسان کے خون میں جو اثرات خبیثہ ہیں ان کے منتقل ہونے اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے۔ اسی لئے صلحاء امت نے فاسق فاجر عورت کا دودھ پلوانا بھی پسند نہیں کیا، بناء علیہ کافر اور فاسق فاجر انسان کے خون سے تا بمقدور اجتناب بہتر ہے۔

سوالِ چہارم شوہر، بیوی کے خون کا باہم تبادلہ

الجواب۔ شوہر کا خون بیوی کے بدن میں یا بیوی کا خون شوہر کے بدن میں داخل کرنے سے نکاح پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نکاح بدستور قائم رہتا ہے، کیونکہ شریعت اسلام نے محرومیت کو نسب، مصاہرت، رضاعت کے ساتھ مخصوص کیا ہے، ان سے تجاوز کرنا درست نہیں اور رضاعت سے ثبوت محرومیت بھی مدت رضاعت کے ساتھ خاص ہے مدت رضاعت سے یعنی اڑھائی سال عمر کے بعد دودھ پینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کما ھو مصرح و مفصل فی عامة کتب الفقہ **واللہ سبحانہ اعلم۔**(۱)

تشریح الابدان کی تعلیم کیلئے نعش کی کانٹ چھانٹ (Body Dissection)

۱۔ پوسٹ مارٹم معائنہ کی بحث میں نعش کی حرمت و احترام کا ذکر ہو چکا ہے۔

۲۔ مردہ کو نہلانا اور اس کی تجہیز و تکفین کرنا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ کسی کے بھی نہ کرنے سے اس مردہ کے بارے میں تمام باخبر مسلمان گناہ گار ہوتے ہیں۔

۱۔ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ص:۳۹

(۳) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (اس کے) سلام کا جواب دینا (جب وہ) بیمار (ہوجائے تو اس) کی عیادت کرنا۔ (اس کے) جنازہ کے ساتھ چلنا (جب) وہ (مدد کیلئے) بلائے تو اس کی مدد کرنا اور جب وہ چھینک کر الحمد اللہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور حضرت براء بن عازبؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا (اور جن باتوں کا حکم دیا ان میں سے ایک جنازہ کے ساتھ چلنا ہے)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں مسلمان میت کا دوسرے مسلمانوں پر حق ہیں۔

نعش کی کانٹ چھانٹ (Dissection) میں مندرجہ ذیل قباحتیں لازم آتی ہیں۔

(۱) نعش کی ہتک حرمت ہوتی ہے۔

(۲) میت اپنے حق سے محروم رہتی ہے۔

(۳) اس سے باخبر تمام مسلمان فرض کفایہ کے ترک اور مسلمان کے حقوق کے ضائع کرنے کی بنا پر گناہ گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ (Dissection) میں کام آنے والی نعش، نماز جنازہ اور تکفین و تدفین سے محروم رہی ہے۔

(۴) یہ شرعی حکم گزر چکا ہے کہ لاش کا مثلہ نہ کرو۔ اس حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

(۵) میت کے ستر چھپانے کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

اب ہمیں دیکھنا ہوگا کہ نعش کی (Dissection) کرنے میں یہ پانچ بڑی بڑی قباحتیں لازم آتی ہیں تو کیا اس کا متبادل طریقہ کوئی ہے؟

موجودہ دور میں مصنوعی ڈھانچے اور مصنوعی اجسام تیار کرنا ناممکن کام نہیں ہے۔ اس موضوع پر پہلے ہی بہت کچھ کام ہوچکا ہے اور اس سے استفادہ بھی کیا جا

رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مصنوعی ذرائع اور تصاویر کے ذریعے تشریح الابدان کے علم کی تحصیل میں مدد نہ لی جاسکے۔

غرض ان قباحتوں کا تحمل کرنے کی کوئی قوی وجہ موجود نہیں ہے اور اس لئے انسانی میت کی Dissection کسی طور پر جائز نہیں ہے۔

بچے کے پیدائش سے پہلے یا فوراً بعد مرنے کے احکام

I اگر بچے کے پورے اعضاء بن چکے ہوں

مسئلہ جس بچہ کے سے پیدا ہوتے وقت اس کا اکثر حصہ پیدا ہونے کے بعد کوئی آواز یا سانس یا کسی عضو یا آنکھ جھپکنے کی حرکت وغیرہ ایسی پائی جائے جس سے اس زندگی معلوم ہو تو اس کا نام رکھیں اور اس کو غسل و کفن دیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔(۱)

مسئلہ اور اگر اکثر حصہ پیدا ہونے کے بعد زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو اس کو غسل دیں اور اس کا نام رکھیں اور اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیں اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

اگر جنانے والی (Delivery کرانے والی) ڈاکٹر یا دائی یا بچہ کی ماں اس کی زندگی یعنی چلانے یا حرکت کرنے وغیرہ کی گواہی دیں تو غسل دینے اور نماز جنازہ پڑھی جانے کیلئے ان کا قول مقبول ہوگا اور اس پر غسل و نماز کا حکم عائد ہوگا۔

مسئلہ اگر بچہ پیدا ہوتے وقت اس کا سر نکلا اس کے بعد وہ چلایا (یعنی اس سے زندگی کا کوئی اثر ظاہر ہوا) پھر نصف سے زیادہ بدن نکلنے سے قبل ہی مر گیا تو اس پر مردہ پیدا ہونے کا حکم لگے گا اور اس کو غسل مسنون نہیں دیا جائے گا اور

---

(۱) ردالمحتار ص:۶۵۴ ج:۱

اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کو معمولی طریق پر غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا(۱)

مسئلہ اور اگر زندگی کی حالت میں آدھے سے زیادہ بدن نکل آیا پھر مر گیا تو اس پر زندہ پیدا ہونے کا حکم ہو گیا اور غسل و کفن کیا جائے گا اور نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

تنبیہ اکثر حصہ بدن کے نکلنے کا اعتبار اگر سیدھا یعنی سر کی طرف سے پیدا (Cephalic Presentation) ہو تو سینہ تک نکلنے سے کریں گے اور اگر اُلٹا یعنی پاؤں کی طرف سے پیدا (Breech Presentation) ہو تو ناف تک نکلنے سے اکثر حصہ نکلنا سمجھا جائے گا((۲)

II اگر پورے اعضاء نہ بنے ہوں

مسئلہ اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ (Foetus) کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائیں اور نہ کفن دیں کچھ بھی نہ کریں بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر دبا دیں۔(۳)

مسئلہ اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے ہوں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور یونہی نہلا دیا جائے اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی(۴)

مسئلہ بعض اوقات جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں حیات کے ظاہری آثار نہیں ہوتے یعنی بچے کا رونا یا ہاتھ پیر ہلانا یا کسی اور عضو کو حرکت دینا نہیں پایا جاتا البتہ کچھ دیر کیلئے مشین پر دل کی حرکت محسوس کی جاتی ہے یا زیادہ سے زیادہ اتنا نظر

(۱،۲،۳) رد المحتار ص:۶۵۴ ج:۱

(۴) رد المحتار ص:۶۵۵ ج:۱

آتا ہے کہ بچہ اپنا ہاتھ سکیڑتا ہے اور پھیلادیتا ہے ایسی صورت میں بچے کو زندہ نہیں سمجھا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ بچہ مردہ پیدا ہوا ہے۔

(قوله ای وجد منه مایدل علی حیاته) ای من بکاء او تحریک عضو او طرف ونحو ذلک بدائع وھذا معناه فی الشرع کما فی البحر وقال فی الشر بنلالیه یعنی الحیاه مستقره ولا عبره لانقباض وبسط الید وقبضھالان ھذه الاشیاء حرکته المذبوح فلا عبره بھا حتی لو ذبح رجل فمات ابوه وھویتحرک لم یرثه المذبوح لان له فی ھذه الحاله حکم المیت کما فی الجوھره الخ اقول وما نقلناه عن البدائع مشی علیه فی الفتح والبحر والزیلعی ویمکن حمله علی مافی الشرنبلالیه(۱)

شہید کا بیان

شہید کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ شہید کامل۔اس کو شہید دنیاو آخرت بھی کہتے ہیں۔

فقہ کی اصطلاح میں ایسے شہید کی تعریف یہ ہے کہ جب کوئی مکلف مسلمان بے گناہ بطور ظلم کسی آلہ جارحہ مثلاً تلوار چھری تیر وغیرہ سے قتل کیا گیا ہو اور نفس قتل سے مال (دیت) نہ واجب ہوا ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو یا کسی کافر حربی یا باغی ڈاکو نے بغیر آلہ جارحہ ہی قتل کیا ہو یا وہ اس کے قتل کا سبب ہوئے ہوں اور اس (مقتول) نے (زخمی ہونے کے بعد) راحت دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو ایسے شہید کو شہید کامل کہتے ہیں۔

اس کو غسل نہ دیا جائے ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔

۲۔ **شہید کی اقسام** اس کو شہید آخرت یا شہید ثواب بھی کہتے ہیں۔ ان کے کفن و دفن کے احکام عام مردوں کی طرح ہوتے ہیں البتہ وہ آخرت

(۱) ردالمحتار ص:۶۵۵ ج:۱

میں شہید کا ثواب پالے گا۔

۳۔ شہیدِ دنیا یعنی جو صرف کسی دنیاوی غرض کیلئے لڑائی کرے اور اس کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ بالکل نہ ہو بلکہ حصولِ مال یا حصولِ جاہ وغیرہ ہو اور اس میں قتل ہو جائے دنیا میں اس پر شہید کے احکام جاری ہونگے کیونکہ دل میں مخفی نیت کو انسان نہیں جان سکتا لہذا ظاہری حال پر عمل کرتے ہوئے اس کو غسل نہ دیں گے وغیرہ لیکن آخرت میں وہ عند اللہ شہید نہیں ہوگا اور وہ ثواب جو شہداء کیلئے اللہ تعالی کے ہاں مقرر ہے نہیں پائے گا۔

شہیدِ کامل کے احکام

۱۔ شہیدِ کامل کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔

۲۔ جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں انہی خون آلود کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیں۔ اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون پورا کرنے کیلئے اور کپڑے بڑھا کر کفن پورا کر دیا جائے اور اگر کفن عدد سنت سے زیادہ ہو تو زائد کو اتار کر عدد مسنون کے مطابق کر دئے جائیں اور جو چیزیں جنس کفن سے نہیں ہیں وہ اس کے بدن سے نکال لی جائیں جیسے ہتھیار زرہ، جوتا، موزے وغیرہ۔

شہیدِ کامل کی شرائط۔

(۱) مسلمان ہونا

(۲) مکلف ہونا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو۔ پس جو شخص حالت جنون میں مارا جائے یا نابالغ مارا جائے تو اس کیلئے شہید کامل کے احکام ثابت نہیں ہونگے اور ان کو عام مردوں کی طرح غسل و کفن دیا جائے گا خواہ وہ کسی طرح قتل کئے گئے ہوں۔

(۳) پاک ہونا طاہر ہونا یعنی حدث اکبر سے پاک ہونا۔ پس جنبی اور حیض یا نفاس والی عورت شہید کامل نہیں ہوئے اس لئے اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں شہید ہوجائے تو اس کو بھی غسل و کفن دیا جائے گا۔ جنبی ہونا اس طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا ہو۔

ایک صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا اس لئے وہ غسیل ملائکہ کہلاتے ہیں۔

اگر حیض یا نفاس والی عورت طاہر ہوچکی ہو اور خون بند ہوچکا ہو لیکن ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو کہ قتل ہوجائے تب بھی اس کو غسل دیں۔

اگر حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہیں ہوئے تھے مثلاً ایک یا دو دن خون دیکھا تھا کہ قتل کی گئی تو بالاتفاق اسے غسل نہ دیں گے کیونکہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حائض ہے شاید کہ یہ خون استحاضہ کا ہو۔

(۴) بے گناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی بے گناہ مقتول نہ ہوا ہو بلکہ کسی شرعی جرم کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یونہی مر گیا ہو تو اس کیلئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہیں ہونگے۔

۵۔ اہل حرب یا باغیوں یا ڈاکوؤں نے اس کو قتل کیا ہو۔ اہل حرب سے مراد حربی کافر ہیں پس اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو خواہ آلۂ جارحہ تلوار بندوق وغیرہ سے مارا جائے یا غیر جارحہ پتھر لکڑی کہ وغیرہ سے مارجائے اور خواہ وہ لوگ خود اس کے قتل کے مرتکب ہوئے ہوں یعنی براہ راست ان کے ہاتھ سے مارا جائے یا وہ اس کے قتل کا سبب ہوئے ہوں مثلاً حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے جانوروں (جن پر وہ سوار ہوں) نے کسی مسلمان کو روند کر مار دیا ہو یا انہوں نے کسی مسلمان کے گھر میں آگ لگا دی جس سے کوئی

مسلمان جل گیا۔

(۶) ظلماً قتل ہونا اہل حرب و باغی و رہزن کے علاوہ کسی کے ہاتھ سے یعنی کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے ظلماً مارا گیا ہو اور شریعت کی طرف سے اس قتل کی سزا میں ابتداً کوئی مالی عوض یعنی دیت مقرر نہ ہو بلکہ قصاص ہو اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی آلۂ جارحہ سے مارا گیا ہو۔

(۷) میدان جنگ میں پایا جانا میدان جنگ میں مقتول کا پایا جانا جبکہ اس پر زخم کے نشانات ہوں۔ پس اگر کوئی مسلمان معرکہ یعنی میدان جنگ میں مقتول پایا جائے اور اس پر ظاہری یا باطنی ضرب یا زخم کے نشانات ہوں مثلاً آنکھ یا کان سے خون نکلا ہو یا گلا گھونٹنے یا ہڈی ٹوٹنے کا نشان ہو تو اس پر بھی شہید کے احکام جاری ہونگے اور اگر معرکہ میں کوئی مردہ ملا اور اس پر قتل کی کوئی نشانی نہیں ملی مثلاً زخم یا گلا گھونٹنے یا ضرب یا خون کا نشان نہ تھا یا اگر خون ایسی طرف سے نکلا ہے کہ بغیر کسی اندرونی ضرب کے کسی بیماری کے سبب سے بھی نکلتا ہے جیسے کہ اس کی ناک یا پیشاب یا پاخانہ کے مقام سے خون نکلا ہے تو وہ شہید نہیں کیونکہ بعض وقت ناک سے نکسیر کا خون اور پیشاب اور پاخانہ کے مقام سے بھی کسی بیماری سے بغیر زخم کے خون نکلتا ہے۔ لہذا شک واقع ہو گیا اور شک کیوجہ سے غسل ساقط نہیں ہوگا۔

(۸) مرتث نہ ہونا یعنی زخمی ہونے کے بعد دنیا سے فائدہ نہ اٹھانا مثلاً کھانا پینا سونا علاج کرانا وغیرہ نہ کرنا۔ پس اگر کسی شخص نے زخمی ہونے کے بعد کچھ دیر زندہ رہنے کی وجہ سے کچھ کھایا یا پیا یا وہ سویا یا اس نے علاج کرایا اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں یا کسی خیمہ یا سائبان میں ٹھہرا یعنی جہاں زخمی ہوا تھا وہاں خیمہ لگا کر اس کو ٹھہرایا یا اتنی دیر تک زندہ رہا کہ ایک نماز کا وقت گزر گیا اور اس کے ہوش و حواس درست تھے اور وہ نماز ادا کرنے پر قادر تھا یا کچھ خریدے یا فروخت

کرے یا بہت سی باتیں کرے یا کسی دنیاوی امر کی وصیت کرے یا وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اسے زندہ کو حالت ہوش وحواس میں میدان جنگ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ وہ وہاں زندہ پہنچا ہو یا راستہ میں ہی مر گیا ہو تو ان سب صورتوں میں وہ مرتث ہے اور شہید کامل کے حکم میں نہیں ہے اس لئے اس کو غسل دیا جائے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ یہ امر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد پائے جائیں۔ اور اگر لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے یہ باتیں پائی جائیں تو وہ مرتث نہیں ہوگا اس لئے اس وقت یہ امور شہید کامل ہونے میں مانع نہیں ہونگے اور اس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ اگر میدان جنگ سے اس کو اس لئے اٹھا لائے کہ گھوڑے یا گاڑیاں وغیرہ اس کو نہ روندیں تو وہ مرتث نہیں ہوگا بلکہ شہید کامل ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے آخرت کے متعلق وصیت کی ہو یا دنیاوی امور کے متعلق ایک دو بات کی ہو اگرچہ لڑائی کے بعد ہو یا نماز ادا کرنے کی مقدار زندہ رہا مگر ہوش وحواس درست نہ تھے اگرچہ ایک دن رات سے زیادہ زندہ رہا تو ان صورتوں میں بھی وہ شہید ہے اس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔

شہید ناقص یعنی شہید آخرت کی تفصیل

وہ صورتیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے چالیس سے اوپر ہیں۔ یہاں موضوع سے متعلق صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ وہ بے گناہ مقتول جو شہید کامل میں اس لئے داخل نہ ہو کہ جو شرطیں اس کیلئے بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی شرط اس میں مفقود تھی۔

۲۔ طاعون سے مرنیوالا۔ اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو طاعون کے زمانے میں طاعون کے بغیر ہی وفات پا جائے بشرطیکہ جس بستی میں ہو وہیں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے، راہ فرار اختیار نہ کرے۔

۳۔ پیٹ کی بیماری (استسقاء یا اسہال) میں وفات پانیوالا

۴- ذات الجنب (نمونیہ) کے مرض میں وفات پانے والا

۵- سل کے مرض میں وفات پانے والا۔

۶- مرگی کے مرض سے یا کسی سواری سے گر کر ہلاک ہونے والا

۷- بخار میں مرنے والا۔

۸- جس کی موت سمندر میں الٹیاں (Vomiting) لگنے سے واقع ہوئی ہو

۹ جو شخص اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ کہے اور اسی بیماری میں وفات پا جائے۔

۱۰- جس کی موت اچھو لگنے سے ہوئی ہو

۱۱- جس کی موت زہریلے جانور کے ڈسنے سے ہوئی ہو

۱۲- جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔

۱۳- آگ میں جل کر مرنے والا۔

۱۴- پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔

۱۵- جس عورت کی موت حالت حمل میں ہو جائے۔

۱۶- نفاس والی عورت جس کی موت ولادت کے وقت ہوئی ہو یا ولادت کے بعد مدت نفاس ختم ہونے سے پہلے۔

زندگی میں جسم سے علیحدہ ہو جانے والے اعضاء کا حکم کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے یا اپریشن کے ذریعے علیحدہ کر دیا جائے تو اس کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں۔ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے(۱)

---

(۱) عمدۃ الفقہ سے ماخوذ ہے۔

نواں باب

مرضِ موت میں مُبتلا مریض کے تصرفات

مرضِ وفات میں مُبتلا مریض کی تعریف۔

وہ مریض ہے جو اپنی حاجات کیلئے گھر سے باہر نہ نکل سکتا ہو۔ ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ وہ مریض ہے جو ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے عام طور پر موت واقع ہوجاتی ہے خواہ مریض صاحب فراش ہو یا نہیں۔

مرض موت میں مبتلا مریض کے وہ تصرفات جن کے ساتھ قرض خواہوں یا وارثوں کے حق کا تعلق نہ ہو ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ جن سے قرض خواہوں اور وارثوں کا حق باطل نہیں ہوتا بلکہ ان کا حق ایک شئی سے دوسر شی کی طرف منتقل ہوجاتا ہے جو مالیت میں پہلی شی کی مثل ہو مثلاً بیع وغیرہ۔ مریض کے یہ تصرفات صحیح ہوتے ہیں۔

۲۔ جن سے قرض خواہوں اور وارثوں کا حق باطل ہوتا ہے مثلاً ھبہ اور صدقہ وغیرہ۔ مریض کے یہ تصرفات جائز نہیں۔ پھر قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق صرف اس مال میں ہوتا ہے جس میں میراث جاری ہوتی ہے۔ مثلاً ترکہ میں چھوڑی ہوئی اشیاء۔

جن اشیاء میں میراث جاری نہیں ہوتی ان کے ساتھ قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق بھی نہیں ہوتا مثلاً منافع وغیرہ

وہ حقوق جن میں میراث تو جاری ہوتی ہے لیکن نہ تو وہ مال ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں مال ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے مثلاً قصاص وغیرہ ان میں بھی قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق نہیں ہوتا۔

مرضِ موت میں مُبتلا مریض کے ھبہ سے متعلق مسائل

۱۔ مریض کا ھبہ اور صدقہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اس پر قبضہ نہ ہوجائے او جب قبضہ ہوجائے تو یہ ھبہ ایک تہائی ترکہ میں سے صحیح ہوگا (کہ اس کو وصیت سمجھا جائے گا) اور اگر قبضہ ہونے سے پیشتر واھب مرجائے تو ھبہ باطل ہوجاتا ہے۔

اگر ھبہ میں مکان دیا اور موھوب لہ نے اس پر قبضہ کرلیا پھر واھب کچھ اور مال چھوڑے بغیر مرگیا تو ھبہ اس مکان کے تہائی میں صحیح ہوگا اور دو تہائی وارثوں کو واپس کرنا ہوگا۔ یہی معاملہ تمام قابل تقسیم اور ناقابل تقسیم اشیاء کا ہے۔

اگر مریض نے ایسی شی ھبہ کی جو ایک تہائی مال سے نہ نکلتی ہو (یعنی اس کی مالیت ایک تہائی ترکہ سے زیادہ کی ہے) تو موھوب لہ پر واجب ہوگا کہ وہ (جبکہ وارث مطالبہ کرتے ہوں) ایک تہائی سے زائد کو وارثوں کو واپس کردے۔

مسئلہ۔ مریض نے ایک من عمدہ چھوارے جن کی قیمت تین سو روپے ہو ایک تندرست کو ھبہ کئے سو روپے من والے ایک من گھٹیا چھواروں کے عوض میں اور دونوں نے قبضہ کرلیا۔ پھر مریض مرگیا اور وارثوں نے اس تصرف کی اجازت نہ دی تو تندرست آدمی پر واجب ہوگا کہ یا تو وہ مریض کے چھوارے واپس کردے اور اپنے چھوارے لے یا مریض کے چھواروں کا نصف من واپس کرے د اور اپنے چھواروں کا نصف من واپس لے لے۔ اور اگر مذکورہ بالا صورت میں مریض کا ھبہ عوض کے ساتھ مشروط نہ تھا تو تندرست کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو ھبہ واپس کردے اور اپنا عوض واپس لے لے اور چاہے تو مریض کے ھبہ کا دو تہائی واپس کردے

مسئلہ۔ واھب نے اپنا ھبہ واپس لیا اس وقت جبکہ موھوب لہ مریض ہے اور یہ ھبہ اس کی صحت میں ہوا تھا تو اگر یہ واپسی عدالتی فیصلے کے تحت ہوئی تو واپسی صحیح ہوئی اور موھوب لہ کی موت کے بعد اس کے قرض خواہوں اور وارثوں کا واھب پر

کچھ حق نہ ہوگا۔ اور اگر یہ واپس عدالتی فیصلے کے بغیر ہوئی تو مریض کا واھب کو اس کے مطالبہ پر ھبہ واپس کرنا اس کی جانب سے ایک نیا ھبہ شمار ہوگا لھذا اس کا حساب اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے کیا جائے گا جبکہ میت پر کچھ قرض نہ ہو اور اگر اس کے ذمے اس کے کل ترکہ کے برابر قرض ہو تو واپسی کو کالعدم اور باطل کردیا جائے گا اور واھب سے لے کر وارثوں کو ھبہ دلوایا جائے گا۔

مسئلہ مریض عورت نے اپنے شوہر کو اپنا مہر ھبہ کردیا اگر وہ تندرست ہوگئی تو ھبہ صحیح ہوگا اور اگر اس مرض میں مرگئی تو اگر مرض موت سے مختلف مرض تھا تب تو سابقہ مسئلہ ہی ہے۔ اور اگر مرض موت والا ہی مرض تھا تو وارثوں کی اجازت کے بغیر ھبہ صحیح نہ ہوا۔

مسئلہ عورت نے مرض موت میں اپنے شوہر کو مہر معاف کردیا اور اس سے پہلے ہی اس کا شوہر مرگیا تو عورت کو مہر کا دعویٰ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ البتہ جب عورت مرجائے گی تو اس کے وارثوں کو دعویٰ کرنے کا اختیار ہوگا کیونکہ جب تک عورت کو موت نہ آئے اس کا مہر معاف کرنا صحیح سمجھا جائے گا۔ ہاں مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ صحیح نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ مرض وفات میں مبتلا مریض نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ پھر اس کے ہاتھ اپنا مکان فروخت کیا اور اس کی قیمت بھی اس کو ھبہ کردی اور مزید مثلاً دس ہزار روپے کی وصیت کی۔ پھر بیوی کی عدت کے دوران شوہر مرگیا تو وصیت اور قیمت کا ھبہ باطل ہوگا۔

مسئلہ اپاہج اور فالج زدہ اور شل ہاتھ پاؤں والوں کے یہ عوارض طویل ہوجائیں اور ان سے موت کا خوف نہ ہو تو ان بیماروں کا ھبہ کل مال میں سے شمار ہوگا (۱)

---

(۱) باب فی ھبۃ المریض فتاوی عالمگیری ج:۴

مرضِ موت میں مُبتلا مریض کے اقرار

مسئلہ جب مریض پر صحت کے زمانے کا قرض نہ ہو تو مریض کا اجنبی کیلئے کل مال کا اقرار جائز ہے۔

مسئلہ صحت کے زمانے کا قرض مرض کے زمانے کے اس قرض پر مقدم ہوگا جو مریض کے اقرار سے ثابت ہو۔ لہذا ترکہ میں سے پہلے زمانہ صحت کا قرض ادا کیا جائے گا پھر اگر ترکے میں کچھ بچا تو اس سے زمانۂ مرض کا قرض ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ زمانۂ مرض کا جو قرض گواہوں کے ذریعے یا خود قاضی وجج کے مشاہدے سے ثابت ہوا ہو تو وہ اور زمانۂ صحت کا قرض دونوں کا حکم یکساں ہے۔

مسئلہ زمانۂ صحت کا قرض اس ودیعت پر بھی مقدم ہوتا ہے جس کا مریض نے مرض میں اقرار کیا ہو۔

مسئلہ مرضِ موت میں جو ادائیگیاں کسی معروف سبب سے لازم ہوئی ہوں وہ اس قرض اور ودیعت پر مقدم ہوتی ہیں جن کا مریض نے اپنے مرض موت میں اقرار کیا ہو۔

سبب معروف میں مشاہدہ میں آئی ہوئی بیع، اتلاف مال اور مہر مثل پر نکاح ہے۔ اگر مہر مثل سے زائد مہر مقرر کیا گیا ہو تو زائد باطل ہوگا اگرچہ نکاح جائز ہوگا۔

مسئلہ مریض نے اپنے قبضے میں موجود کسی شی کا غیر وارث کیلئے اقرار کیا تو یہ اقرار اس کے کل مال میں سے صحیح ہوگا جبکہ معلوم ہو کہ مریض نے حالت مرض میں اس غیر وارث کو اس شی کا مالک نہیں بنایا ہے اور اگر حالت مرض میں اس کا مالک بنانا معلوم ہو تو پھر یہ اقرار صحیح نہ ہوگا اور کل مال کے ایک تہائی میں سے اس

شی کو نکالا جائے گا۔

مسئلہ مریض کو یہ جائز نہیں کہ وہ بعض قرض خواہوں کو تو قرض واپس کردے اور بعض کو نہ کرے اگرچہ وہ قرض و دین مہر اور کام کی اجرت ہی کیوں نہ ہو سوائے دو صورتوں کی

۱۔ مرض میں جو قرض لیا اس کو ادا کیا۔

۲۔ مرض میں قیمت مثل پر خریدی ہوئی اشیاء کی قیمت ادا کی

لیکن ان دونوں صورتوں میں شرط یہ ہے کہ قرض اور خرید کا ثبوت گواہی سے ہو محض اقرار سے نہیں۔

مسئلہ وارث کے ذمے مریض کا قرض و دین تھا۔ مریض نے اقرار کیا کہ اس نے اپنا قرض وصول کرلیا ہے تو یہ اقرار جائز نہ ہوگا خواہ قرض زمانۂ صحت کا ہو یا زمانۂ مرض کا اور خواہ مریض کے ذمے قرض ہو یا نہیں۔

مسئلہ مریض عورت نے اپنا مہر وصول کر لینے کا اقرار کیا۔ پھر اگر شوہر کی زوجیت یا عدت میں اس کا انتقال ہوا تو اس کا اقرار صحیح نہ ہوگا البتہ اگر رخصتی سے پیشتر شوہر نے طلاق دے دی تھی تو اقرار صحیح ہوگا۔

مسئلہ مریض نے مرض موت میں کہا کہ اس کا دنیا میں کچھ مال ہے پھر مر گیا تو اس کے دیگر وارثوں کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس کی زوجہ اور بیٹی سے اس بات پر قسم لیں کہ ان دونوں کو متوفی کے ترکے میں سے کسی شی کے ہونے کا علم نہیں ہے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب شوہر اقرار کرے کہ اس شئی کے علاوہ دنیا کی کوئی اور چیز اس کے پاس نہیں ہے۔

مسئلہ زوجہ نے اپنے مرض موت میں اپنے شوہر کو مہر معاف کیا اور پھر مر گئی تو دیگر وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

مسئلہ مریض نے مرض موت میں بیوی کو اس کے طلاق کے مطالبہ پر تین طلاقیں یا ایک طلاق بائن دی اور پھر اس کیلئے عدت کے دوران کسی مرض و دین کا اقرار کیا تو عورت کو حصہ میراث اور قرضے میں سے جو بھی کمتر ہو وہ ملے گا اور اگر عدت گزرنے کے بعد اقرار کیا تو عورت کو دین ملے گا کیونکہ اب تہمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر نے بیوی کی طرف سے مطالبہ طلاق کے بغیر طلاق دی تو بیوی کو میراث میں سے حصہ ملے گا خواہ وہ کتنا ہی ہو اور اس کیلئے اقرار صحیح نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کی وارث ہے۔

مسئلہ مریض نے تنہا اپنے وارث کیلئے یا اس کو کسی غیر وارث کے ساتھ شریک کر کے کسی شی یا کسی قرض و دین کا اقرار کیا تو یہ اقرار باطل ہوگا الا یہ کہ اس کی موت کے بعد بقیہ وارث اس کی تصدیق کر دیں۔ اور اگر مریض کا کوئی اور وارث نہ ہو تو صحیح ہوگا(۱)

(**نوٹ:** مرض موت میں مبتلا مریض کے معاملات سے متعلق اور بھی بہت سے احکام ہیں جن کو بوقت ضرورت اہل علم سے معلوم کیا جا سکتا ہے)

---

۱) در مختار باب اقرار المریض

دسواں باب

نکاح اور متعلقات

نکاح

مختلف حالات میں اس کے مختلف احکام ہیں

۱۔ جب زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہو تو نکاح کرنا فرض ہوتا ہے۔

۲۔ جب شدت خواہش کے سبب سے زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا نظر حرام یا استمناء بالکف (Masturbation) سے اپنے آپ کو نہ روک سکتا ہو تو نکاح کرنا واجب ہوتا ہے۔

۳۔ حالت اعتدال میں جب جماع پر اور مہر و نفقہ پر قدرت ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

۴۔ اگر خوف ہو کہ بیوی پر ظلم کرے گا یا اس کو ایذاء پہنچائے گا تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۵۔ اگر ایذاء رسانی کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے(۱)

مسئلہ کسی جوان میں شدت خواہش ہے لیکن اس کے پاس مہر و نفقہ کا بندوبست نہیں ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کا بندوبست ہونے تک کثرت سے روزے رکھے۔ ایک حدیث ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ

---

(۱) در مختار ص:۲۸۲ج:۲

اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے مہر و نفقہ کا بندوبست رکھتا ہے تو اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ (اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے) نظر کو خوب جھکا دینے اور ہٹا دینے والا ہے اور (حرام میں واقع ہونے سے) شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔ اور تم میں سے جس کے پاس اس کا بندوبست نہ ہو تو وہ روزہ رکھنے کو لازم پکڑے کیونکہ روزہ ایسے شخص کیلئے شہوت کو توڑتا ہے۔

فائدہ: ممکن ہے کہ خود روزہ ہی کا یہ اثر ہو اور ظاہر اسباب میں روزہ رکھنے کی وجہ سے خاصا وقت پیٹ خالی رہتا ہے۔ مسلسل پیٹ بھرے رہنے کی وجہ سے شہوت میں جو شدت ہوتی ہے وہ بھوک کی مدت کے زیادہ طویل ہونے کی بنا پر کم ہو جاتی ہے۔

مہر کے مسائل

مسئلہ کسی مرد یا کسی عورت نے کسی کنواری کو خواہ وہ نابالغہ ہو یا بالغہ دھکا دیا جس کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت (Hymen) پھٹ گیا تو مجرم کے ذمے مجروح لڑکی کا مہر مثل واجب ہوگا۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب پتھر یا کسی آلہ کے ذریعے سے ایسا کیا ہو۔

(نوٹ: کسی لڑکی کا مہر مثل اتنا مہر ہوتا ہے جتنا کہ اس کے ددھیال میں اس کے جیسے اوصاف والی لڑکیوں کا ہوتا ہے)

مسئلہ احکام (مثلاً نسب کے ثابت ہونے، مہر کے مؤکد ہونے اور نفقہ وعدت وغیرہ) کے اعتبار سے خلوت صحیحہ بھی جماع کی مانند ہے اور خلوت صحیحہ وہ خلوت ہوتی ہے جس میں جماع کرنے سے کوئی حسی، طبعی یا شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

حسی رکاوٹوں میں سے یہ بھی ہے کہ مرد یا عورت کو ایسا مرض لاحق ہو جس کیوجہ سے جماع نہ ہو سکتا ہو یا کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت کی شرمگاہ میں ایسی رکاوٹ مثلاً رسولی وغیرہ ہو کہ جس کی وجہ سے دخول (Penetration) ممکن نہ ہو تو یہ بھی حسی رکاوٹ ہے(۱)

البتہ اگر شوہر مجبوب یعنی مقطوع الذکر یا عنین یا خصی ہو یا ایسا خنثی ہو کہ خلوت سے پیشتر معلوم ہو گیا کہ وہ مرد ہے تو یہ اعذار خلوت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہونگے(۲)

مسائل رضاعت۔

زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی عمر دو سال ہے۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں (۳)

۲۔ دودھ سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں وہ اس وقت ہوتے ہیں جب بچہ نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ دیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں نہ وہ پلانے والی اس کی رضاعتی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچہ کے رضاعی بھائی بہن ہوئے۔ اس لئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں (۴)

۳۔ اگر بچہ نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ عورت نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا یا اس کے حلق میں قطرے ٹپکائے یا بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔(۵)

---

(۱) در مختار ص ۳۶۸ ج:۲

(۲) در مختار ص:۳۷۰ ج:۲

(۳،۴) در مختار ص:۴۳۷ ج:۲

(۵) در مختار ص:۴۳۹ ج:۲

۴- البتہ اگر بچہ کے کان میں یا اس کی پیشاب کی نالی میں یا موضع حقنہ میں یا پاخانہ کی جگہ میں دودھ کے قطرے ٹپکائے یا سر اور پیٹ کے زخم میں دودھ کے قطرے ٹپکائے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔(۱)

۵- اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو اگر دونوں چیزیں برابر ہوں یا دودھ زیادہ ہو تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔(۲)

۶- مردہ عورت کا دودھ نکال کر کسی بچہ کو پلایا تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہوتی ہے(۳)

۷- نو سال سے کم عمر لڑکی کے پستان میں دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچہ نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوئی(۴)

۸- نو سال اور اس سے زائد عمر کی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو رضاعت ثابت ہوگئی۔(۵)

۹- کسی مرد کے دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچے نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی(۶)

۱۱- کسی خنثی کے دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچے نے پیا

تو اگر معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں عورت ہے تو رضاعت اور حرمت ثابت ہوگی۔ اور اگر معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں مرد ہے تو رضاعت و حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

اور اگر وہ خنثی مشکل ہے تو سمجھدار عورتوں سے یا لیبارٹی تجزیہ سے اس کے دودھ کا معائنہ کرائیں گے۔ اگر وہ کہیں کہ اس دودھ کی غزارت عورت کے دودھ کی مانند ہے تو از روئے احتیاط اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ اور اگر وہ دودھ اس طرح کا نہ ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔(۷)

(۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷) عالمگیری ص: ۳۴۴ ج:۱

۱۱۔ عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

اسی طرح دوا کیلئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔

۱۲۔ آج کل مغربی ممالک میں عورتوں کے دودھ کے بینک قائم کئے جا رہے ہیں جس میں دو امکان ہیں یا تو جن عورتوں سے دودھ حاصل کیا ان کے دودھ کے ساتھ ان کے نام و پتہ بھی درج ہوں یا انکے نام و پتے درج نہ ہوں بلکہ وہ نامعلوم ہوں چونکہ مغرب کے طور طریقے آہستہ آہستہ سب جگہ پھیل جاتے ہیں لہذا چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

I بلاضرورت کسی عورت کا دودھ بچے کو پلانا صحیح نہیں۔

عالمگیری میں ہے کہ عورتوں پر واجب ہے کہ وہ بلاضرورت ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں۔

II کوئی عورت اگر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلائے تو اس بات کو خوب یاد رکھے یا لکھ لے بلکہ اس کو چاہیے کہ اور لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کر دے(۲)

اس لئے اگر ایسا بینک کہیں قائم ہو ہی جائے تو جو دودھ جمع کیا جائے اس پر خوب احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ کہ دودھ والی عورت کا نام و پتہ چسپاں ہو اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم عورتوں کا دودھ ایک بچے کو پلایا جائے بہتر ہوگا کہ ایک ہی عورت سے اتنا دودھ حاصل کرلیا جائے کہ ایک بچے کی فوری ضروریات کیلئے کافی ہو جائے۔ بچے کے لواحقین کو ان تمام عورتوں کی فہرست مہیا کی جائے جنکا دودھ اسے پلایا گیا ہو۔

III ایک علاقہ کی اکثر عورتوں سے دودھ حاصل کیا گیا لیکن اس کی شناخت نہیں کی گئی پھر ان میں سے ایک عورت کا دودھ کسی لڑکی کو پلا دیا اور کچھ معلوم

---

(۱) بہشتی زیور

(۲) عالمگیری ص:۳۴۵ ج:۱

نہیں کہ کس عورت کا دودھ پلایا گیا تو اس علاقہ کیلئے اس لڑکی سے نکاح کرنے کی گنجائش ہوگی اگرچہ پرہیز بہتر ہے(۱)

IV انسانی دودھ کی بیع و شراء جائز نہیں ہے

V فاسق وفاجر یا کافر عورت کا دودھ کسی مسلمان بچے کو پلانا جائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں کیونکہ اس طرح عام طور پر بچے کے اخلاق اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسی عورت کے دودھ سے جہاں تک ہوسکے پرہیز کرنا چاہیے۔

مذکورہ بالا کچھ اصولی اور رہنما امور ذکر کردئے گئے ہیں ورنہ تو ماں کو آمادہ کیا جائے کہ اپنے بچے کو خود اپنا دودھ پلائے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دودھ کی کمی کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ماں دودھ نہ پلاسکتی ہو تو دودھ پلانے کیلئے کسی انا کو اجرت پر رکھ لیا جائے اس طرح ایک عورت کا روزگار بھی لگ جائے گا اور محض دودھ حاصل کرنے میں بیع و شراء کا جو عنصر لامحالہ داخل ہوگا اس کا سد باب بھی ہوسکتا ہے۔

بیویوں کے درمیان برابری و مساوات

مسئلہ شوہر کے ذمے واجب ہے کہ بیویوں کے درمیان رات رہنے میں اور لباس میں اور خورد و نوش میں برابری کرے۔ مجامعت میں برابری واجب نہیں البتہ مستحب ہے۔ اور اس وجوب میں شوہر کے حال رجولیت اور خصی اور عنین اور مجبوب (مقطوع الذکر) ہونے میں اور مریض اور تندرست ہونے میں اور عورت کے مریض اور تندرست اور حائضہ اور نفاس والی اور ایسی مجنون جو ایذاء نہ دیتی ہو اور مارپیٹ نہ کرتی ہو اور ایسی عورت جس کی شرمگاہ میں منع مجامعت رسولی وغیرہ ہو اور نابالغ لیکن قابل جماع لڑکی ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) درمختار بتغییر لسیر

(۲) درمختار ص:۱۳۴۳ج:۲

مسئلہ ایک بیوی کی باری میں رات کے وقت (یعنی مغرب کے بعد سے) دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔ ہاں اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کیلئے جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ زیادہ بیمار ہوجائے اور اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو شوہر اس کی صحت یا موت تک اس کے پاس رہ سکتا ہے (۱)

مسئلہ جب شوہر ایسا بیمار ہوجائے کہ ایک بیوی کے کمرے یا گھر سے دوسری بیوی کے کمرے یا گھر تک نہیں جاسکتا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

i اگر شوہر خاص اپنے کمرے میں ہو تو ہر بیوی کو اس کی باری میں اپنے کمرے میں بلالے۔

ii صحت تک ایک بیوی کے کمرے یا گھر میں رہے اور جتنے دن یہاں رہا اتنے ہی دن دوسری کے کمرے یا گھر میں رہے۔ (۲)

بیوی کا مجامعت میں حق

مسئلہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ مجامعت بیوی کا ایسا حق ہے جس کیلئے وہ قانونی چارہ جوئی بھی کرسکتی ہے اور اگر نامردی (Impotecy) کی بنا پر شوہر ایسا نہ کرسکے تو بیوی نکاح فسخ بھی کرا سکتی ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی (۳)

مسئلہ ایک مرتبہ سے زائد میں یہ صورت ہے کہ ہر چار مہینے کے اندر اندر ایک مرتبہ یہ بھی بیوی کا حق ہے جو شوہر کے ذمے واجب ہے اور عورت کی رضامندی وخوشی کے بغیر مجامعت ترک کئے پورے چار مہینے گذار دینا جائز نہیں ہے۔ پھر اس وجوب میں اختلاف ہے۔ عام قول تو یہ ہے کہ وجوب دیانۃً ہے یعنی

(۱، ۲) در مختار ص:۳۵۰ ج:۲

(۳) در مختار ص:۴۳۲ ج:۲

مرد کو یہ حق ادا نہ کرنے میں گناہ ہوتا ہے اگرچہ بیوی قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتی جبکہ بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اس کیلئے بھی عورت عدالت میں جا کر شوہر کو اس کی ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے۔ البتہ بیماری یا عارضی نامردی پیش آجائے تو یہ اس حق کی ادائیگی میں عذر بن سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک رات ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا

فواللّٰہ لولا اللّٰہ تخشی عواقبہ لزحزح من ھذا السریر جوانبہ

(اللہ کی قسم اگر (فعل بد کے) انجام کا ڈر نہ ہوتا تو اس چارپائی کے کنارے اس سے دور ہو جاتے)

تو انہوں نے اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ عورت اپنے مرد کے بغیر کتنے عرصہ صبر کر سکتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ چار مہینے تو حضرت عمرؓ نے فوج کے کمانڈروں کو حکم بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی اپنے گھر سے چار مہینے سے زائد باہر نہ رہے۔(۱)

مجامعت میں تحدید

مسئلہ بیوی سے اس کی طاقت سے زائد مقدار میں مجامعت یعنی سے سے اس کو ضرر و تکلیف ہوتی ہو کرنا جائز نہیں ہے۔ جہاں تک مقدار کی تعیین کا تعلق ہے تو اگرچہ بعض فقہاء سے اس بارے میں کچھ اقوال منقول ہیں۔ مثلاً ایک قول ہے کہ دن میں چار مرتبہ اور رات میں چار مرتبہ اور دوسرا قول ہے کہ دن رات میں چار مرتبہ۔ تیسرا قول ہے کہ دن رات میں آٹھ مرتبہ جبکہ چوتھا قول ہے کہ دن رات میں بارہ مرتبہ لیکن قواعد کے موافق قول یہ ہے کہ قاضی وجج عورت سے اس کی طاقت وقدرت کے بارے میں سوال کرے۔ اور عورت جتنی مقدار بتائے اس پر قسم بھی

---

(۱) ردالمحتار ص:۳۳۲ج:۲

کھائے۔ اور پھر قاضی وجج شوہر پر اس مقدار سے زائد پر پابندی عائد کردے۔

مسئلہ لڑکی اگر ابھی نابالغ ہو اور اس کا شوہر بالغ ہو چکا ہو تو اگر لڑکی کا جسم اتنا اچھا ہے کہ وہ مرد کا تحمل کرسکتی ہے تو شوہر اس کی رخصتی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ اگر شوہر کہتا ہو کہ اس کی نابالغہ بیوی مرد کا تحمل کرسکتی ہے۔ لیکن لڑکی کا باپ اس سے متفق نہ ہو تو قاضی وجج اس لڑکی کا لیڈی ڈاکٹر وغیرہ سے معائنہ کرائے گا اور اس بارے میں عمر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ بالغہ لڑکی بھی اگر ایسے ہلکے اور کمزور جسم والی ہو کہ مرد کا تحمل نہ کرسکتی ہو تو اس کے باپ کو یہ حکم نہیں دیا جاسکتا کہ وہ لڑکی کو شوہر کے سپرد کردے۔

تحمل نہ کرسکنے میں یہ صورتیں بھی ہیں کہ لڑکی کمزور و لاغر ہو یا اس کی عمر چھوٹی ہو یا بیمار ہو یا مرد زیادہ بھاری جسم کا ہو یا اس کا آلہ تناسل زیادہ موٹا یا اس میں زیادہ طول ہو۔ زیادہ طول کی صورت میں مرد کو حکم دیا جائے گا کہ وہ صرف اس قدر اندر داخل کرے جتنا کہ عورت کی طاقت میں ہو یا جو معتدل خلقت مرد کے آلہ کے برابر ہو۔ اس حکم سے مقصود یہ ہے کہ عورت کو ضرر و تکلیف نہ ہو۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی سے مجامعت کی اور وہ اس کی وجہ سے مر گئی یا مفضاۃ ہو گئی (یعنی قبل ودبر ایک ہو جائیں) تو اگر بیوی نابالغہ تھی یا اس سے زبردستی کی گئی تھی یا اس میں مرد کا تحمل نہ تھا تو شوہر کے ذمے دیت لازم آئے گی۔(۱)

طلاق

ہر عاقل بالغ شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ وہ کوئی نشہ آور شی اپنے اختیار سے استعمال کرنے کی بنا پر نشہ میں ہو اور اس نشہ میں اس نے طلاق دی ہو۔ ایک شخص نے اجوائن خراسانی یا اور کوئی نشہ آور دوا استعمال کی اور اس کا اثر دماغ

۱۔ ردالمحتار ص:۳۴۳ ج:۲

پر ہوا اور نشہ آگیا اور اس نشہ میں بیوی کو طلاق دی۔ اگر استعمال کے وقت معلوم تھا کہ وہ کیا چیز ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر علم نہ تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کا استعمال بطور دوا کے کیا لذت کیلئے نہیں کیا اور اس سے نشہ طاری ہوگیا اور اس حالت میں طلاق دی تو یہ واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی مباح چیز کا استعمال کیا مثلاً ورق امان (انار کے پتے) اور اس سے نشہ آگیا اور طلاق دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

ایک شخص نے شراب پی جس سے اس کے سر میں درد ہوا اور اس درد کی بنا پر اس کی عقل زائل ہوگئی یعنی وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ رہا اور اس حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ زوال عقل درد سر کی وجہ سے ہوا ہے نہ کہ براہ راست شراب پینے کی وجہ سے۔

بچے، مجنون (پاگل) اور سوئے ہوئے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی (۱)

عدت اور سوگ

جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اسکو بناؤ سنگھار وغیرہ جائز ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر مر گیا ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگھار کرے۔ یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں اس سنگھار نہ کرنے اور سادہ رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

طلاق کی عدت حیض والی عورت میں تین حیض ہیں جبکہ جس عورت کو حیض نہ آتے ہوں اس میں تین مہینے ہیں اور حاملہ میں وضع حمل ہے۔ موت کی عدت چار مہینے دس دن ہیں اور حاملہ میں وضع حمل ہے۔

---

(۱) در مختار ص: ۳۴۳ ج: ۲

معتدہ (عدت گزارنے والی) اگر بیمار ہوجائے تو اگر حال بتا کر اس کیلئے دوا لائی جاسکتی ہو تو ایسے کرلیا جائے اور اگر بیماری شدید ہو تو اگر ڈاکٹر کو گھر پر بلایا جاسکتا ہو تو بلالیا جائے اور اگر ڈاکٹر کو گھر پر نہ بلایا جاسکتا ہو یا ہسپتال لے جانے کی ضرورت پیش آجاتی ہو تو ایسی مجبوری میں گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اگر بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں رہنا اشد ضروری ہو تو وہاں رہ سکتی ہے ہسپتال سے فارغ ہو کر دوبارہ شوہر کے مکان میں آجائے۔(۱)

مسئلہ سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اسی طرح دوا کیلئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کے وقت لگائے اور صبح کو پونچھ ڈالے۔ سر میں جوئیں پڑ گئیں ہوں تو زینت کو مقصود بنائے بغیر موٹی کنگھی سے اگر ضرورت پوری ہوجاتی ہے تو فقط اسی سے ورنہ باریک کنگھی سے جوئیں نکالی جاسکتی ہیں۔(۲)

مسئلہ معتدہ طلاق کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو تو دوا یا آپریشن کے ذریعے رحم کی صفائی کرائی جائے۔ اگر حمل چار ماہ یا زیادہ مدت کا تھا تو اس اسقاط سے عدت ختم ہوگئی ورنہ تین حیض گزرنے پر عدت ختم ہوگی۔ اگر کسی طرح بھی رحم کی صفائی ممکن نہ ہو تو دفع ضرر کیلئے اس قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کہ اکثر مدت حمل دو سال پورے کرنے کے بعد تین ماہ عدت گزارے(۳)

مسئلہ معتدہ طلاق اگر اپنا حمل اسقاط کرادے تاکہ عدت جلدی ختم ہوجائے تو عدت ختم ہوگی یا نہیں اس بارے میں تفصیل یوں ہے۔

---

(۱) احسن الفتاوی ص:۴۴۱ ج:۵

(۲) بہشتی زیور

(۳) احسن الفتاوی ص:۴۲۹ ج:۵

اگر حمل چار ماہ یا اس سے زائد مدت کا ہو تو اس کے اسقاط سے عدت ختم ہوجائے گی۔ ورنہ اس کے بعد تین حیض سے ختم ہو گی۔ اس صورت میں اسقاط حمل کے بعد اگر کم از کم تین روز خون آئے تو وہ بھی حیض شمار ہوگا اس کے بعد مزید دو حیض پورے کرے اور اگر تین روز سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں لہذا اس کے بعد تین حیض گزرنے سے عدت پوری ہوگی۔(۱) رہا یہ مسئلہ کہ آیا ایسا کرنا جائز بھی ہے یا نہیں تو اس بارے میں تفصیل وہ ہے جو ضبط ولادت کے تحت اسقاط کے زیر عنوان ذکر کی گئی ہے۔

مسئلہ نابالغہ مطلقہ لڑکی کی عدت مہینوں کے حساب سے شروع ہوئی مگر تین ماہ مکمل ہونے سے قبل اسے حیض آنا شروع ہو گئے خواہ حیض کی ابتداء تیسرا مہینہ مکمل ہونے سے چند منٹ پیشتر ہی کیوں نہ ہو تو وہ نئے سرے سے حیض سے عدت شمار کرے اور تین حیض پورے کرے۔(۲)

مسئلہ ایک مطلقہ عورت کی عدت حیض کے حساب سے شروع ہوئی مگر تین حیض مکمل ہونے سے پہلے مثلاً دو حیض آچکنے کے بعد حیض آنا بند ہوگئے تو اس عورت کیلئے عدت پوری کرنے کی صورت یہ ہے کہ

اگر عورت سن ایاس (Menopause) کو پہنچ چکی ہے تو نئے سرے سے مہینوں کے حساب سے عدت پوری کرے مگر چونکہ ایاس کا حکم انقطاع حیض کے چھ ماہ کے بعد ہوتا ہے لہذا چھ ماہ کے بعد مزید تین ماہ عدت کے ہونگے۔

اگر سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تیسرے حیض کا انتظار کرے۔(۳)

---

(۱) احسن الفتاوی ص:۴۳۲ج:۵

(۲) بہشتی زیور

(۳) احسن الفتاوی ص:۴۳۵ج:۵

مسئلہ سن ایاس پچپن سال ہے بشرطیکہ انقطاع حیض کے بعد چھ ماہ گزر جائیں یعنی حکم ایاس کیلئے دو شرطیں ہیں ایک پچپن سال کی عمر ہونا اور دوسری انقطاع حیض پر چھ ماہ گزرنا۔ یہ چھ ماہ پچپن سال کے بعد گزارنا ضروری نہیں بلکہ اگر پچپن سال کی عمر سے قبل انقطاع حیض پر چھ ماہ گزر گئے تو پچپن سال کی عمر ہونے پر حکم ایاس لگایا جائے گا۔ البتہ جس عورت کو شروع ہی سے حیض بالکل نہ آیا ہو اس کی عمر تیس سال ہو جانے پر وہ آئسہ شمار ہوگی۔(۱)

مسئلہ عورت کو حیض آتے ہوں لیکن ابھی سن ایاس کو عمر نہیں پہنچی تھی کہ کسی بیماری کی وجہ سے حیض آنے موقوف ہوگئے۔ اس حالت میں عورت پر عدت لازم آگئی تو اول تو یہ عورت علاج کرائے تاکہ حیض جاری ہوں اور تین حیض آکر عدت پوری ہو۔ اگر علاج کرانے سے بھی حیض جاری نہ ہوں تو بوقت ضرورت اگر کوئی مالکی قاضی علاقے میں ہو تو اس سے ایک سال کی عدت کا فیصلہ کرایا جائے اور اگر مالکی قاضی میسر نہ ہو اور ضرورت شدیدہ ہو تو بغیر قضاء کے بھی ایک سال کی عدت کا فتوی دیا جاسکتا ہے۔(۲)

نسب کا ثابت ہونا

مسئلہ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

مسئلہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے بچہ کے نسب کے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے البتہ جب مجبوری ہو جائے تب ناجائز اولاد ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور عورت کو گناہ گار ٹھہرایا جائے گا۔

(۱،۲) احسن الفتاوی ص:۴۳۵ج:۵

مسئلہ کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی پھر دو سال سے کم میں اس کا کوئی بچہ پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہوگا اگر دو سال سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا حمل ہے اور حمل دو سال تک رہا ہے اور اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی ہے اور نکاح سے الگ ہوئی ہے۔ ہاں اگر وہ عورت بچہ جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ اس کی عدت ختم ہو گئی ہے تو مجبوری ہے اب یہ بچہ ناجائز ہے۔ بلکہ ایسی عورت (یعنی جس کو طلاق رجعی ملی ہو) کے اگر دو سال کے بعد بچہ ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا تب بھی وہ بچہ اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جتنے سال میں ہوا ہو اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دینے کے بعد عدت میں شوہر نے رجوع کر لیا تھا اس لئے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی کی بیوی ہے اور دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ البتہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں اگر شوہر سمجھتا ہے کہ بچہ اس کا نہیں ہے تو وہ کہدے کہ بچہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ اگر طلاق بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو سال کے اندر پیدا ہوا ہو بشرطیکہ عورت نے عدت گزر جانے کے کا اقرار نہ کیا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو سال کے بعد ہو تو وہ ناجائز ہے البتہ اگر دو سال کے بعد پیدا ہونے پر بھی شوہر دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی جس سے حمل ٹھہر گیا ہوگا۔

مسئلہ اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن بلوغت کے قریب قریب ہو گئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی اگر عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو حمل ہے تو وہ بچہ حرامی نہ

ہو گا طلاق بائن کی صورت میں دو سال کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلائے گا جبکہ طلاق رجعی کی صورت میں ستائیس مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہے تو بھی باپ ہی کا کہلائے گا۔

مسئلہ کسی جوان عورت کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا بچہ ہے البتہ اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے اب حرامی کہلائے گا اور اگر دو سال کے بعد پیدا ہوا تب بھی حرامی ہے۔

مسئلہ نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے۔ اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہو گا۔

مسئلہ نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ (چھ مہینے بعد) بچہ پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی کا کہا جائے گا حرامی نہیں کہا جائے گا اور دوسروں کو اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہو گا۔

مسئلہ شوہر پردیس میں ہے اور کئی سال گزر گئے کہ گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی کہتا ہے) تب بھی وہ از روئے قانون شرع حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے تو لعان کا حکم ہو گا۔

(ان آخری دو مسئلوں میں شبہ نہ کیا جائے کہ یہ خلاف عقل ہیں کیونکہ پہلی صورت میں تو ممکن ہے کہ میاں بیوی کا ملاپ ہو گیا ہو اور لوگوں کا اس کا علم نہ ہو سکا جبکہ دوسری صورت میں خرق عادت کے طور پر ملاپ ہونے کی صورت ممکن ہے۔ لہذا جب شوہر بھی بچے کو اپنا کہتا ہے تو اس امکان کے ہوتے ہوئے دوسروں کیلئے

جائز نہیں کہ وہ شوہر (مسلمان مرد) کو جھوٹا اور بیوی (مسلمان عورت) کو گناہ گار اور زانیہ اور (مسلمان) بچے کو حرامی سمجھیں)(۱)

نوٹ: یہ مسائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تا کہ معالجین حضرات اور لیڈی ڈاکٹر اور دائیاں پیدا ہونے والے بچے کو حرامی و ناجائز اور اس کی ماں کو بدکار سمجھنے اور کہنے میں جلد بازی نہ کریں کیونکہ کسی مسلمان کی آبروریزی بڑی سخت چیز ہے اور جب نسب ثابت ہوسکتا ہو تو اس کو ثابت سمجھنے میں ایک تو مسلمان کے بارے میں حسن ظن ہے دوسرے بچے کیلئے خبر گیری اور تربیت کیلئے باپ میسر آجاتا ہے اور بچہ عار سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

لعان کا بیان

جب کوئی شخص (اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے) یا جو بچہ پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک قاضی (مسلمان جج) کی عدالت میں جا کر لعان کا مطالبہ کرسکتا ہے جو یہ کہ اس کے مطالبہ پر قاضی دونوں سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے اس طرح کہلوائے۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں شوہر چار دفعہ اسی طرح کہے پھر پانچویں مرتبہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں میاں بیوی قسم کھالیں تو قاضی دونوں میں جدائی کرادے گا اور ایک طلاق بائن پڑجائے گی اور اب یہ بچہ باپ کا نہیں کہا جائے گا ماں کے حوالے کردیا

---

(۱) بہشتی زیور

جائے گا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں(۱)

خرچہ کا بیان

مسئلہ ماں باپ اگر فقیر ہوں تو انکا خرچہ بالغ اولاد کے ذمے ہوتا ہے خواہ وہ (یعنی والدین) صحت مند ہوں یا بیمار ہوں (۲)

مسئلہ عورت بیمار ہو گئی تو بیماری کے زمانے کا خرچہ پانے کی مستحق ہے خواہ شوہر کے گھر بیمار پڑے یا میکے میں۔ لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے اپنے گھر بلالیا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کی خرچ کی مستحق ہوتی ہے دوا علاج حکیم طبیب کا خرچہ شوہر کے ذمے واجب نہیں ہےاپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دیدے (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو یہ اسکا احسان ہے(۳)

مسئلہ دائی جنائی کی اجرت اس کے ذمے ہے جس نے بلوایا ہو تو شوہر پر اور عورت نے بلوایا ہو تو عورت پر اور اگر دائی بے بلائے آگئی تو اجرت شوہر کے ذمے ہوگی (۴)

مسئلہ فقیر عورت خواہ نابالغہ ہو یا بالغہ صحت مند ہو یا بیمار و آفت رسیدہ ہر حال میں اس کا خرچہ اس کے ایسے رشتہ داروں پر لازم آتا ہے جو اس کی موت کی صورت میں اس کے وارث بنتے ہوں۔ عورت اگرچہ خواہ مزدوری کر کے کمانے کے قابل بھی ہو پھر بھی خود کمانا اس پر ضروری نہیں ہے البتہ اگر کوئی عورت خود کام کرتی ہو مثلاً دائی ہو یا طبیبہ ہو وغیرہ تو پھر وہ خرچہ وصول کرنے کی حقدار نہیں ہوگی (۵)

(۱،۲،۳) بہشتی زیور

(۴) درمختار ص:۷۳۰ ج:۲

(۵) درمختار ص:۷۴۰-۷۴۱ ج:۲

مسئلہ جو بالغ مرد آفت رسیدہ ہو یعنی وہ شخص نابینا ہو یا مفلوج ہو یا کم عقل ہو یا گونگا ہو یا اس کے دونوں ہاتھ نہ ہوں یا اس کے دونوں پاؤں نہ ہوں یا ایک جانب کے ہاتھ پیر نہ ہوں تو یہ شخص بھی اپنے وارث بننے والے رشتہ داروں سے خرچہ وصول کرنے کا مستحق ہوتا ہے۔ ان اعذار کے ہوتے ہیں اس شخص کو خود کمائی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر ان اعذار کے باوجود کوئی شخص خود کمائی کرتا ہے اور اس کے خرچے پورے ہوجاتے ہیں تو اس کا حق بھی نہیں رہتا(۱)

مسئلہ وارث رشتہ داروں پر خرچہ اس تناسب سے آئے گا جس تناسب سے وہ میراث میں حقدار بنتے ہیں(۲)

مصنوعی تخم ریزی (InseminationArtificial)

اس میں چند شقیں ہیں

۱۔ منی اپنے زندہ شوہر کی ہو۔

i اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا ہوگا۔

ii شوہر کے ساتھ مجامعت یا خلوت کی نوبت تو نہیں آئی تھی لیکن شوہر کی منی اپنے فرج میں داخل کی یا کرائی۔ اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی تو عدت گزارنا پڑے گی۔

۲۔ منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کو شوہر کی منی سمجھ کر داخل کیا۔

i اس صورت میں عورت کو عدت گزارنا پڑے گی اور جب تک عدت ختم نہ ہوچکے تب تک اس کا شوہر اس سے صحبت نہیں کرسکتا ورنہ گناہ گار ہوگا۔

(۱،۲) در مختار ص: ۷۴۰-۷۴۱ ج: ۲

ii اور اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو وضع حمل تک عدت ہوگی اور یہ بچہ اس شخص کا ہوگا جس کی منی عورت نے غلطی سے اپنے فرج میں داخل کی۔

۳۔ منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کی رضامندی کے بغیر دھوکے سے عورت نے اس کی منی اپنے فرج میں داخل کی ہو۔

i ایسا کرنا عورت کے حق میں حرام اور سخت گناہ ہے اور عورت تعزیر کی مستحق ہوگی۔

ii عدت اور نسب کے مسائل وہی ہیں جو نمبر ۲ میں گزرے ہیں۔

۴۔ منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کی رضامندی سے عورت نے وہ منی اپنے فرج میں داخل کی ہو۔

i ایسا کرنا حرام ہے (اگرچہ اس پر زنا کی وہ تعریف صادق نہیں آتی جس پر زنا کی حد لگتی ہے)

ii چونکہ یہ نطفہ حرام کا ہے لہذا اس کو کچھ حرمت حاصل نہ ہوگی اور عدت نہ ہوگی۔

iii اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو بچہ منی والے کا تو کسی صورت میں نہیں ہوگا بلکہ شوہر کا بچہ شمار ہوگا الا یہ کہ وہ اس کے اپنے سے ہونے کی نفی کرے اور گواہوں سے ثابت کر کہ اس کی بیوی نے حرام مصنوعی تخم ریزی کرائی ہے یا عورت خود اس کا اقرار کرلے۔

تنبیہات

(الف) شوہر وفات پا گیا جبکہ اس کا مادہ منویہ محفوظ کیا ہوا ہو تو بیوہ کیلئے اس مادہ کا استعمال جائز نہیں اور موت کی وجہ سے نکاح ختم ہوجانے کے باعث اب وہ مادہ غیر شوہر کا ہو گیا ہے۔

(ب) جب عورت نے خود منی داخل نہ کی ہو بلکہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے داخل کروائی ہو اور ڈاکٹر نے غلطی سے غیر شوہر کی منی داخل کی ہو تب تو وہی

احکام ہیں جو عورت کے غلطی کرنے کی صورت میں ہیں۔ البتہ اگر ڈاکٹر نے جانتے بوجھتے غیر شوہر کی منی داخل کی ہو اور مطالبہ سے ایسا کیا ہو یا اس کے مطالبہ کے بغیر ایسا کیا تو لیڈی ڈاکٹر بھی گناہ گار ہوگی اور تعزیر کی مستحق ہوگی۔

(ج) مصنوعی تخم ریزی سے عورت پر غسل واجب نہیں ہوتا۔

مصنوعی تخم ریز سے متعلقہ مسائل درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں دیئے گئے ان جزئیات سے حاصل کئے گئے ہیں۔

۱. اماالنکاح الفاسد فلا تجب فیه العده الابالوط،قلت ومماجری مجراه مالواستدخلت منیه فی فرجهاکمابحثه فی البحر(۱)

۲. اذا ادخلت منیافرجهاظنته منی زوج اوسیدعلیهاالعده کالموطؤه بشبهه . قال فی البحرولم اره لا صحابناوالقواعدلا تاباه لان وجوبها لتعرف براءه الرحم

۳. ادخلت منیه فی فرجهاهل تعتدا فی البحربحثانعم لا حتیاجها لتعرف براءه الرحم(۲)

(فوله فی البحر بحثا نعم) حیث قال ولم ارحکم ما اذا وطئها فی دبر هااو ادخلت منیه فی فرجها ثم طلقها من غیر ایلاج فی قبلها. وفی تحریر الشافعیه وجوبها فیهاما ولا بد ان یحکم علی اهل المذهب به فی الثانی لان ادخال المنی یحتاج الی تعرف براءه الرحم اکثر من مجرد الایلاج اه یعنی واما فی الاول فلا لان الوط فی الدبران کان فی الخلوه فالعده تجب بالخلوه وان کان بغیر خلوه فلا حاجه الی تعرف البراء ه لانه سفح الماء فی غیر محل الحرث فلا یکون مظنه العلوق(۳)

۴. اذاعالج الرجل جاریته فیمادون الفرج فانزل فاخذت الجاریه ماءه فی شئی فاستد خلته فرجهافی حدثان ذلک فعلقت الجاریه و ولدت فالولد ولده والجاریه ام ولدله(۴)

---

(۱) ردالمحتار ص:۶۵۱ج:۲

(۲) ردالمحتار ص:۶۶۰ج:۲

(۳،۴) ردالمحتار ص:۶۶۸ج:۲

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری (FertilisationTest Tube)

مصنوعی تخم ریزی کے مسائل سے چند اصولی باتیں معلوم ہوئی تھیں جو یہ ہیں۔

۱۔ نسب کے ثابت ہونے میں جس مرد کا نطفہ ہو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے بشرطیکہ زنا یا قصداً حرام تخم ریزی نہ ہو (جس کی تفصیل نمبر ۲ میں ہے)

۲۔ جس عورت کے نطفہ کے ساتھ مرد کے نطفہ کا اختلاط ہوا ہے وہ یا تو اس مرد کی زوجہ ہو گی یا غیر زوجہ ہو گی لیکن یہ اختلاط شبہ و غلطی کیوجہ سے ہو گیا ہو۔ اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہو تو نطفہ والے مرد سے نسب ثابت نہیں ہو گالہذا ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کی مختلف صورتوں میں احکام یہ ہوں گے۔

i شوہر و بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کو بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔ اس صورت میں بچہ شوہر کا ہو گا۔ بیوی بچے کی ماں ہو گی۔

ii بیوی اور غیر شوہر کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کو بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔

(الف) اگر اختلاط اور رحم میں ٹھہرانا شبہ و غلطی سے ہوا ہو تو بچہ نطفہ والے کا ہو گا اور عورت کو وضع حمل تک عدت گزارنی ہو گی جس میں شوہر بیوی سے صحبت نہیں کر سکتا۔

(ب) اگر اختلاط عمداً کیا گیا ہو تو بچہ شوہر کا ہو گا الا یہ کہ شوہر بچے کا اپنے سے ہونے کا انکار کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں عورت بچے کی ماں شمار ہو گی۔

اس موقع پر چند باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ شبہ سے نطفوں کے اختلاط ہونے کی صورت میں بچے کا نسب نطفہ والے سے ثابت ہوتا ہے جبکہ زنا یا عمداً غیر شوہر کے نطفہ سے اختلاط کی صورت میں

نسب ثابت نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہے؟

۲۔ مصنوعی تخم ریزی اور ٹیسٹ ٹیوب بار آوری دونوں صورتوں میں استمناء بالید (Masturbation) کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

۳۔ کیا اولاد کے حصول کیلئے ان مصنوعی طریقوں کو اختیار کرنا جائز ہے؟

بحث اول شرعی قانون میں مرد کے نطفہ اور اس سے بننے والے بچے کا پورا اکرام کیا گیا ہے کہ اس میں کسی اور کا خلط نہ ہو اور اس کی انفرادیت قائم رہے۔ یہ اکرام صرف اس وقت ہے جب مرد نے بھی اس نطفہ کو شریعت کے جائز قرار دیئے ہوئے محل میں ڈالا ہو اور اگر مرد نے ایسا نہ کیا ہو تو شریعت کی نظر میں اس کے نطفہ کی انفرادیت واحترام باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا جو در حقیقت مرد کے نطفہ اور نتیجتاً خود اس مرد کی بطور سزا تذلیل ہے۔ البتہ اگر شبہ اور غلطی سے کسی غیر عورت سے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے صحبت کرلی تو چونکہ اس صورت میں شریعت کی مقرر کردہ حدود سے سرکشی کا قصد نہیں تھا بلکہ ایسا شبہ سے ہوا ہے لہذا شریعت ایسے شخص کی تذلیل نہیں کرتی بلکہ اس شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے اس کا اور اس کے نطفہ کا احترام برقرار رکھتی ہے لہذا اس سے نسب بھی ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ شوہر والی ہو تو شوہر کو بھی روک دیا جاتا ہے کہ جب تک عورت کے رحم کی فراغت معلوم نہ ہوجائے (یعنی عورت جب تک عدت نہ گزار لے) تب تک صحبت نہ کرے تاکہ اگر حمل ہو تو وہ اس حمل کو اپنے نطفہ سے ملوث نہ کرے۔

بحث دوم۔ استمناء بالید (مشت زنی) Masturbation

مسئلہ وہ استمناء جو اپنے ہاتھ سے ہو یا اپنے ہی جسم کے کسی حصے کے ذریعے سے ہو اور محض لذت کیلئے ہو، حرام ہے اور قابل تعزیر ہے اس پر سخت وعید

حدیث میں بھی آئی ہے۔(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سات (قسم کے) آدمی ہیں کہ اللہ تعالی قیامت کے دن نہ تو ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک صاف کریں گے اور نہ ہی اہل جہاں کے ساتھ ان کو اکٹھا کریں گے بلکہ ان کو جہنم میں اول داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل فرمائیں گے الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں الا یہ کہ یہ لوگ توبہ کرلیں اور (قاعدہ یہ ہے کہ) جو کوئی توبہ کرے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں (ان سات اقسام میں سے ایک) مشت زنی کرنے والے ہیں------الخ

مسئلہ لیکن اگر کسی شخص پر شہوت کا بے انتہا غلبہ ہوجائے اور اس کی بیوی پاس نہ ہو مثلاً یہ شخص سفر یا جہاد میں ہو تو شہوت کو دبانے اور تسکین دینے کیلئے استمناء بالید کی گنجائش ہے۔ اور اگر شہوت کا غلبہ اتنا شدید ہوجائے کہ زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو استمناء بالید واجب ہوجاتا ہے۔(۲)

مسئلہ غلبہ شہوت کی حالت میں بیوی تو پاس ہے لیکن حیض ونفاس یا کسی اور بیماری کی بنا پر اس سے مجامعت ممکن نہ ہو تو بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر یا (حیض نفاس کے علاوہ میں) اس کی رانوں کے درمیان رگڑ کر منی خارج کردے۔ ضرورت کے وقت بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر منی خاج کرنا بلا کراہت جائز ہے البتہ بلاضرورت محض لذت کیلئے ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

نوٹ: یادرہے کہ حیض ونفاس کے دوران ناف سے گھٹنے تک بیوی کے اعضاء کو دیکھنا اور چھونا ناجائز ہے)

طبی نقطہ نظر سے استمناء بالید کی ضرورت مندرجہ ذیل صورتوں میں پیش آتی ہے۔

(۱،۲،۳) ردالمحتار ص:۱۰۹ ج:۲

۱۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں مرد کے مادہ منویہ کی صلاحیت جاننے کیلئے برائے تجزیہ

۲۔ مصنوعی تخم ریزی

۳۔ ٹیسٹ ٹیوب بار آوری

اگرچہ ان صورتوں میں لذت حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا جبکہ اپنے ہاتھ سے رگڑ کر منی خارج کرنے میں گناہ کا سبب شہوت کو ابھارنا اور لذت حاصل کرنا ہے لہذا ان مواقع میں حدیث میں مذکورہ وہ وعید تو نہیں آتی لیکن اگر کوشش کی جائے کہ ان مواقع میں بھی بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر منی حاصل کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

بحث سوم

۱۔ مصنوعی تخم ریزی کے دو مراحل ہیں ایک منی حاصل کرنا دوسرے اس کو بیوی کے رحم میں مصنوعی طور پر داخل کرنا۔ پہلے مرحلہ کے بارے میں بحث اوپر ہو چکی اور دوسرا مرحلہ بھی جائز ہے۔ لہذا ضرورت کے تحت اس طریقہ سے اولاد حاصل کرنے کی کوشش کرنا جائز ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کے چار مراحل ہیں۔

(۱) شوہر کی منی حاصل کرنا

(۲) بیوی کا نطفہ (Ovum) حاصل کرنا۔

(۳) ٹیسٹ ٹیوب میں بیوی کے نطفہ کو شوہر کے نطفہ سے بار آور کرنا۔

(۴) بار آور شدہ نطفہ (جواب علقہ ہے) کو بیوی کے رحم میں منتقل کرنا۔

یہ تمام مراحل علاج عقم کے طور پر جائز ہیں۔ لہذا اگر بعض عوارض کی بنا پر کوئی جوڑا اس طریقہ کو اختیار کر کے اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو جائز ہے۔

تنبیہ نمبر ۱: ٹیسٹ ٹیوب طریقہ کا جواز صرف اسی صورت میں ہے جب میاں بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو اور بیوی کے رحم ہی میں جنین نے بعد میں پرورش پائی ہو۔ اس کے علاوہ باقی کی تمام صورتیں اختیار کرنا ناجائز ہے۔

تنبیہ نمبر ۲: یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہر مرحلے میں ستر اور حجاب کا لحاظ رکھا جائے اور عورت سے متعلق مراحل کوئی لیڈی ڈاکٹر کرائے)

ٹیسٹ ٹیوب عمل کے دوران خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق کی صورت میں کیا ہوگا

اس بارے میں تین احتمالات ہیں۔

(۱) خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق بائن ومغلظ جرثوموں کے ٹیسٹ ٹیوب میں اتصال وبار آوری سے پیشتر واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں عمل کو جاری رکھنا سراسر ناجائز ہے کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے اور بیوی اجنبیہ ہو چکی ہے۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو محض بیوی کی خواہش پر اس عمل کو جاری رکھنا جائز نہ ہوگا البتہ اگر شوہر بھی چاہتا ہو تو یہ عمل اس کی جانب سے رجعت پر دلیل بنے گا۔ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ وہ زبان سے بھی رجوع کرنے کا کہہ لے۔

(۲) اگر شوہر کی وفات یا اس کی جانب سے کسی بھی نوع کی طلاق بار آور شدہ بیضہ انثی (یعنی علقہ) کے بیوی کے رحم میں استقرار کے بعد واقع ہوئی ہو تو اس کے بھی احکام ہیں جو عام حاملہ میں ان کے وقوع پر ہوتے ہیں۔

(۳) خاوند کی وفات یا اس کی جانب سے طلاق بائن ومغلظ اتصال وبار آوری کے بعد لیکن استقرار فی الرحم سے پیشتر واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں جب ہے کہ اس عمل کو ترک کر دیا جائے اور اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تھی تو شوہر کے مطالبے پر استقرار فی الرحم کروانے پر رجعت کا حکم لگایا جائے گا البتہ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ زبان سے بھی رجوع کر لے۔

ضبط ولادت اور اس کے ممکنہ طریقے

(۱) قطع نسل یا مصنوعی بانجھ پن

(۲) عزل یا منع حمل

(۳) اسقاط

۱۔ قطع نسل یا مصنوعی بانجھ پن(Sterilization)

تولیدی صلاحیتوں کو قطع کرنے کا عمل مرد و عورت دونوں میں کیا جاتا ہے۔ عورت میں اس مقصد کیلئے تین قسم کے اپریشن کئے جاتے ہیں۔

i رحم کو کاٹ کر جدا کرنا(Hysterectomy)

ii رحم کی نالیوں کو بند کرنا(Tubal Ligation)

iii رحم کی نالیوں کو گرہ دے کر قطع کرنا(ResectionLigation with)

مرد میں آج کل مروجہ اپریشن(Vasectomy) ہے جبکہ

ii پہلے زمانے میں اختصاء یعنی خصیتین کو کاٹ کر جدا کرنا(Castration) رائج رہا ہے۔

ضبط ولادت کا شرعی حکم

ضبط تولید کا یہ طریقہ خواہ مرد کیلئے اختیار کیا جائے یا عورت کیلئے ناجائز و حرام ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے۔ جوانی کے تقاضے سے جنسی خواہش ہمیں پریشان کرتی تھی اس لئے ہم نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم اختصاء(Castration) کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور (اس فعل کے حرام ہونے سے متعلق) قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

اے ایمان والو: تم اللہ کی ان پاکیزہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ بناؤ جو اس نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو کیونکہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جوان مرد ہوں اور مجھے اپنے اوپر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں جس سے میں عورتوں سے نکاح کرسکوں (لہذا آپ مجھے اختصاء کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیجیے) رسول اللہ ﷺ نے میری بات پر سکوت فرمایا میں نے پھر وہی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے (پھر) اس پر سکوت فرمایا۔ میں نے پھر وہی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہریرہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے وہ لکھا جاچکا ہے۔ پس اب تم اختصاء کرو یا رہنے دو۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد سے اختصاء کرنے کی اجازت نہیں فرمائی بلکہ ایک حقیقت کی طرف اشارہ فرما کر اختصاء کرنے سے منع فرمادیا

۳۔ قرآن پاک میں ہے کہ شیطان نے کہا

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (سورۃ نساء آیات: ۱۱۹)

اور میں ان کو ضرور حکم کروں گا لہذا وہ اللہ کی خلقت کو ضرور بدلیں گے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے عن نهجة صورة او صفة

یعنی اس کی نہج کو بدلیں گے خواہ صورت کے اعتبار سے ہو یا صفت کے اعتبار سے۔ نیز اس میں ویندرج فیہ خصاء العبید (اس میں غلاموں کو خصی کرنا بھی شامل ہے) قطع نسل کے مذکورہ بالا ہر طریقے میں یا تو صورت کی یا صفت کی تفسیر ملتی ہے۔

مسئلہ اگر کسی مرض مثلاً رحم کی رسولیوں یا سرطان کے ابتدائی مرحلہ (Fibroids&Carcinoma in situ) میں رحم کو کاٹ کر جدا کیا جائے یعنی (Hysterectomy) کی جائے تو جائز ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر۔ فصل اول

۲ - وَضعِ حمل (Contraception)

اس کیلئے موجودہ دور میں کئی طریقے ہیں۔ عزل (Coitus Interruptus) بھی اسی میں داخل ہے۔

۱۔ خاص خاص ضرورتوں کے تحت شخصی وانفرادی طور پر ایسا کرنا جائز ہے۔ مثلاً

i عورت اتنی کمزور ہے کہ حمل کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی

ii عورت کسی دور دراز کے سفر میں ہے یا دور کے پر مشقت سفر مثلاً حج کا قصد ہے۔

iii کسی ایسے مقام میں ہے جہاں پر قیام وقرار کا امکان نہیں خطرہ لاحق ہے۔

iv زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہیں علیحدگی کا قصد ہے۔

ان سب اعذار کا خلاصہ یہ ہے کہ شخصی اور انفرادی طور پر کسی شخص کو عذر پیش آجائے تو عذر کی حد تک اس طرح کا عمل بلا کراہت جائز ہوگا۔

بغیر عذر کے یہ عمل مکروہ ہے اسی طرح عذر دور ہوجانے کے بعد بھی اس پر مداومت مکروہ ہے۔

منعِ حمل کے یہ دونوں حکم مندرجہ ذیل روایات سے ملتے ہیں۔

i حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی کنیزوں سے عزل کرنا چاہا (تاکہ گھر کے دوسرے کاموں میں حرج پیش نہ آئے) مگر یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کئے بغیر ہم ایسا کریں۔ آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا

ماعلیکم ان لاتفعلوا مامن نسمة کائنة الی یوم القیامة الا وھی کائنة

اگر تم ایسا نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں کیونکہ جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو ضرور ہو کر رہے گی (۱)

---

(۱) مشکوٰۃ باب المباشرۃ فصلِ اول۔

ii حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا

مامن کل الماء یکون الولد واذا اراد اللہ خلق شئی لم یمنعہ

ہر نطفہ سے تو بچہ پیدا ہوتا نہیں اور جب اللہ تعالی کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی۔(۱)

مطلب یہ ہے کہ جس نطفہ سے کسی بچہ کا پیدا کرنا اللہ تعالی نے مقدر کردیا ہے وہ ضرور اپنے مستقر پر پہنچ کر حمل بنے گا تم کتنی ہی تدبیریں اس کے خلاف کرو کامیاب نہ ہوگے۔

iii حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ہم اس زمانے میں عزل کرتے تھے جبکہ قرآن کا نزول جاری تھا۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں اتنا اور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے اس عمل کی اطلاع ہوئی تو آپ نے منع نہیں فرمایا(۲)

iv جذامہ بنت وھبؓ کی روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا

ذلک الواد الخفی وھی اذا الموؤدۃ سئلت(۳)

یہ تو خفیہ طور پر اولاد کو زندہ درگور کردینے کے حکم میں ہے اور آیت قرآن اذا الموؤدۃ سئلت اس کو شامل ہے۔

یعنی اگرچہ یہ ظاہر اور حقیقت کے اعتبار سے موؤدہ نہیں مگر اسی مقصد کا ایک پوشیدہ رستہ ہے جس کیلئے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔

جذامہؓ کی روایت سے اس عمل کی کراہت ظاہر ہوئی جبکہ پہلی روایتوں سے اس عمل کا جواز مگر ناپسندیدگی کے ساتھ ثابت ہوا۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ عمل جائز تو ہے رشرعا مکروہ اور ناپسندیدہ۔ ہاں اگر کوئی قابل اعتبار عذر ہو تو کراہت باقی نہ رہے گی۔

(۱،۲،۳) مشکوٰۃ باب المباشرۃ فصل اول۔

۳۔ اجتماعی طور پر اس کی ترویج بہر حال ناپسندیدہ اور مکروہ ہے اور اس کو قوم کی فلاح و ترقی کا ذریعہ قرار دینا قرآن وسنت کی تعلیمات کا مقابلہ کرنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا (ھود ۱۱:۶)

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ (الحجر ۱۵:۲۱)

زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو وہ ان سب کے ٹھہنے ٹھکانے کو جانتا ہے۔

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں اور ہم ان میں سے ایک مخصوص مقدار نازل کرتے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالی اس عالم میں جتنی جانیں پیدا فرماتے ہیں ان کے رزق یعنی ضروریات زندگی کی کفالت وہ خود فرماتے ہیں۔

البتہ انسانوں کا کام صرف اتنا ہے کہ اختیاری اسباب کی حد تک زمین کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ غلات وسامان کو بچانے کی فکر کرے، حاصل شدہ سامان کی تقسیم عدل وانصاف کے ساتھ کرے تاکہ کوئی محروم نہ رہ جائے۔ اگر کوئی محروم رہتا ہے تو وہ انسانوں کی اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کے باعث ہوتا ہے۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ انسانوں نے اپنے کرنے کے کام تو چھوڑ رکھے ہیں یا بے پروائی سے خراب کر رکھے ہیں اور ضبط تولید کے فلسفہ و عمل میں پڑ کر رب العالمین کے نظام ربوبیت میں مداخلت کرنے کی فکر میں پڑ گئے ہیں۔

۴۔ اگر کوئی ایسی غرض یا ایسا خود ساختہ عذر ہو جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو تو یہ عمل ناجائز ہو گا مثلاً

i اگر لڑکی ہو گئی تو بدنامی ہو گی

ii مفلسی کے وہم سے

۳- اسقاط (Abortion)

حمل کو جب ایک سو بیس دن ہو جائیں تو جنین میں روح پھونک دی جاتی ہے۔لہذا اس مدت کے بعد اسقاط بالکل حرام ہے اور اس کا مرتکب قتل کا مرتکب شمار ہوگا۔

اس مدت سے پیشتر یہ فعل بغیر کسی قابل اعتبار عذر کے مکروہ ہے اگرچہ اس کا مرتکب قتل نفس میں ماخوذ نہ ہوگا۔اور اگر کوئی شرعاً قابل اعتبار عذر ہو تو اس مدت سے پیشتر اسقاط جائز ہے۔ شرعاً قابل اعتبار اعذار کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

i حمل کے ظہور کے بعد عورت کا دودھ ختم ہو جائے اور پہلے سے موجود شیر خوار بچے کے باپ میں کسی انا کو اجرت پر رکھنے کی استطاعت نہ ہو اور (دیگر متبادل وسائل نہ ہونے کی بنا پر) بچے کی ہلاکت کا اندیشہ ہو۔

ii حمل ٹھہر گیا ہو لیکن بعض امراض کی بنا پر حمل کے بار کا تحمل نہ ہو۔

iii بچے کے ناقص الخلقت ہونے کا قوی احتمال ہو۔

اسقاط کی وجہ سے جنین کی موت پر احکام

اسقاط میں دو صورتیں ہیں۔ اول حاملہ نے خود اسقاط کا کوئی طریقہ اختیار کیا۔ دوم حاملہ کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے نے زبردستی اسقاط کرادیا۔

اول صورت میں چند مسائل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱ حاملہ نے شوہر کی اجازت و رضامندی کے بغیر عمداً اسقاط کیا خواہ اس کیلئے کوئی دوائی کھائی یا اپنے پیٹ پر ضرب لگائی یا بہت زیادہ بوجھ اٹھایا اور کوئی جدید و قدیم طریقہ اختیار کیا یا کسی دائی یا ڈاکٹر سے اسقاط کرایا۔

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو عورت کی عاقلہ (یعنی اس کی برادری یا کوئی یونین و

جمیعت جس سے اس کو مدد و تقویت حاصل ہوتی ہے) کے ذمہ میں ایک سال میں غرہ (یعنی پانچ سو درہم یا ایک سو اکتیس تولے تین ماشہ چاندی) واجب الادا ہوگی۔ البتہ اگر شوہر کی اجازت و رضامندی سے ایسا کیا تو پھر عورت کی عاقلہ پر غرہ کا تاوان نہیں آئے گا(۱)

مسئلہ نمبر ۲ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن پھر مر گیا تو عورت کے ذمہ پوری دیت اور کفارہ دونوں آئیں گے۔ اگرچہ شوہر نے اجازت ہی کیوں نہ دی ہو کیونکہ اس صورت میں جرم ایک زندہ جان پر ہوا ہے اور اس میں کسی کے اجازت دینے کا اعتبار نہیں ہوتا(۲)

مسئلہ نمبر ۳ مذکورہ بالا دونوں حالتوں میں عورت جنین کے مال میں وراثت سے محروم رہے گی۔

مسئلہ نمبر ۴ جس جنین کے کچھ اعضاء بن گئے ہوں مثلاً ناخن اور بال وغیرہ تو عدت، نفاس اور دیگر احکام میں وہ مثل کامل الخلقت کے ہیں۔(۳)

مسئلہ نمبر ۵ کسی دائی یا ڈاکٹر وغیرہ سے اسقاط کرایا تھا تو ان کے ذمہ تاوان نہیں ہوگا البتہ اسے گناہ ہوگا(۴)

دوسری صورت میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی نے حاملہ کے پیٹ یا پشت یا کسی اور حصے پر ضرب لگائی ہو یا اچانک زور سے چیخ ماری ہو۔

اس میں مندرجہ ذیل صورتیں ہیں(۵)

۱۔ جنین مردہ پیدا ہوا تو ضارب وغیرہ کی عاقلہ پر ایک سال میں غرہ کا تاوان واجب الادا ہوگا۔

(۱، ۲، ۳، ۴) در مختار ص: ۴۱۹ ج: ۵

(۵) در مختار ص: ۴۱۶-۴۱۷ ج: ۵

۲۔ بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن پھر مر گیا تو مکمل دیت لازم آئے گی۔

۳۔ بچہ مردہ پیدا ہوا پھر ماں مر گئی تو ماں میں دیت اور بچہ میں غرہ دینا ہوگا۔

۴۔ اگر ماں پہلے مر گئی پھر مردہ بچہ نکلا تو فقط ماں کی دیت آئے گی۔

۵۔ ماں پہلے مر گئی پھر بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن بعد از پیدائش مر گیا تو دو مکمل دیتیں آئیں گی یعنی ماں کی اور بچہ کی۔

۶۔ بچہ زندہ پیدا ہوا پھر دونوں ماں اور بچہ مر گئے تو اس صورت میں بھی دو دیتیں ہونگی۔

(امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقلہ کے ذمہ ایک سال میں غرہ کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا تھا)

مسئلہ اپنی بیوی کے پیٹ پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو باپ کی عاقلہ کے ذمے غرہ آئے گا اور خود باپ اس مال میں وارثت سے محروم رہے گا(۱)

حکم زوجۂ عنین (Impotent)

فقہ کی اصطلاح میں عنین اس شخص کو کہتے ہیں جو باجود عضو مخصوص ہونے کے عورت سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو خواہ یہ حالت کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو یا ضعف کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ کسی نے اس پر جادو کر دیا ہو اور اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ بعض عورتوں سے جماع کرنے پر قادر ہے اور بعض پر نہیں تو جس سے جماع پر قدرت نہیں اس کے حق میں یہ شخص عنین سمجھا جائے گا۔(۲)

---

(۱) درمختار ص:۴۱۶-۴۱۷ ج:۵

(۲) الحیلۃ الناجزہ

تفریق کی صورت

زوجہ عنین کیلئے تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا معاملہ کسی مسلمان (جو قادیانی، شیعہ، پرویزی وغیرہ بھی نہ ہو) جج (یا قاضی) کی عدالت میں پیش کرے۔ جج واقعہ کی تحقیق کرے یعنی اول خاوند سے دریافت کرے اور اگر وہ خود اقرار کرلے کہ بیشک میں اس عورت سے جماع کرنے پر قادر نہیں ہوا تو جج اس کو ایک سال کی مہلت علاج کرنے کیلئے دے دے۔ اور اگر خاوند اقرار نہ کرے بلکہ جماع کا دعوٰی کرے تو اس وقت تفصیل یہ ہے۔

i) اگر عورت باکرہ ہونے کا دعوٰی نہ کرتی ہو تب تو مرد سے حلف لیا جائے گا۔ اگر اس نے حلف لے لیا تو پھر عورت کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوسکے گا اور اگر شوہر نے حلف سے انکار کردیا تو اس کو ایک سال کی مدت بغرض علاج دیدی جائے گی۔

ii) اگر عورت باکرہ (Virgin) ہونے کا دعوٰی کرتی ہو تو جج عورتوں (مثلاً لیڈی ڈاکٹر وغیرہ) سے اس کی بیوی کا معائنہ کرائے۔

ایک عادل تجربہ کار عورت (یا بالفاظ دیگر دیندار لیڈی ڈاکٹر) کا معائنہ بھی کافی ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ دو عادل عورتیں (یعنی دو دیندار لیڈی ڈاکٹر) معائنہ کریں۔

پھر معائنہ کے بعد دو صورتیں ہیں۔

(الف) لیڈی ڈاکٹر وغیرہ یہ بیان کریں کہ یہ عورت باکرہ یعنی کنواری (Virgin) نہیں رہی تب تو خاوند سے اس بات پر حلف لیا جائے کہ اس نے جماع کیا ہے۔ اگر وہ حلف کرلے تو اس کا قول معتبر ہوجائے گا اور عورت کو تفریق کا حق باقی نہ رہے گا اور اگر شوہر حلف سے انکار کرے تو ایک سال کی مہلت کا حکم کردیا جائے گا۔

(ب) اگر لیڈی ڈاکٹر وغیرہ کا یہ بیان ہو کہ ابھی تک یہ لڑکی باکرہ (کنواری) ہے تو پھر جج (قاضی) حلف لئے بغیر شوہر عنین کو ایک سال کی مہلت علاج کیلئے دیدے۔

یہ سال عدالت کے مہلت دینے کے وقت سے شروع سمجھا جائے گا اس سے پہلے خواہ کتنی مدت گزر گئی ہو۔ معتبر نہ ہوگی۔ پھر اس سال بھر کے عرصہ میں اگر شوہر کسی طرح علاج کر کے تندرست اور جماع پر قادر ہوگیا اور ایک مرتبہ بھی جماع کرلیا تو عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں رہا بلکہ ہمیشہ کیلئے یہ حق باطل ہوگیا۔ اب کبھی علیحدگی کا مطالبہ (عنت Impotency کی بنا پر) نہیں کرسکتی اور اگر اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی جماع نہ کرسکا تو عورت کے دوبارہ درخواست کرنے پر جج (قاضی) تحقیق کرے۔ اگر شوہر نے اقرار کرلیا کہ بیشک میں قادر نہیں ہوا تب تو عورت کا دعوٰی بلا غبار صحیح ہوگیا۔ اس صورت میں قاضی عورت کو اختیار دیدے کہ اگر علیحدگی درکار ہے تو طلب کرو ورنہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو گوارہ کرو۔ اس پر اگر وہ اسی مجلس میں علیحدگی چاہے تو خاوند سے طلاق دلوا دی جائے۔ اگر وہ انکار کرے تو جج (قاضی) خود تفریق کردے۔ اور اگر خاوند اقرار نہ کرے بلکہ جماع ہوچکنے کا دعوٰی کرے تو اس وقت یہ تفصیل ہے۔

i مہلت دینے کے وقت اگر عورت کا ثیبہ ہونا ثابت ہوچکا تھا یا اب عورت اقرار کرے کہ کسی طرح بکارت زائل ہوچکی ہے (Rupture of hymen) مگر جماع سے نہیں ہوئی تب تو خاوند سے حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ قسمیہ کہہ دے کہ میں نے اس عورت سے جماع کیا ہے تو مرد کا قول معتبر ہوگا اور تفریق نہ ہوسکے گی اور اگر شوہر نے اس وقت بھی حلف سے انکار کردیا تو عورت کو طلب فرقت کا اختیار دیدیا جائے گا۔

ii۔ اور اگر مہلت دینے کے وقت معائنہ سے عورت کا باکرہ ہونا ثابت ہوا تھا اور اب دوبارہ معائنہ میں بھی باکرہ ہونے کی تصدیق ہو تب بھی عورت سے حلف

لئے بغیر قاضی عورت کو اختیار دے دے کہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا تفریق کا مطالبہ کرے۔ اگر عورت نے اسی اختیار کی مجلس میں کہہ دیا کہ میں اس شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہوں تو جج (قاضی) اس کے شوہر سے کہے کہ اس عورت کو طلاق دیدو۔ اس پر اگر خاوند نے طلاق دیدی تو طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرے تو قاضی (جج) خود تفریق کردے یعنی مثلاً یوں کہہ دے کہ میں نے تجھ کو اس کے نکاح سے الگ کردیا۔ یہ تفریق بھی شرعاً طلاق بائنہ کی قائم مقام ہوجائے گی۔

زوجۂ عنین کی اپنے شوہر سے علیحدگی کی شرائط

پہلی شرط نکاح سے پیشتر عورت کو اس شخص کے عنین ہونے کا علم نہ ہو۔ پس اگر اس وقت علم تھا اور باوجود معلوم ہونے کے نکاح کیا تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں مل سکتا۔

دوسری شرط نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو اور اگر ایک مرتبہ کرچکا ہے اور پھر عنین ہوگیا تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔

تیسری شرط جب سے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کی خبر ہوئی ہے اس وقت سے اس عورت نے اس کے اپنے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

چوتھی شرط جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں تفریق کو اختیار کرلے پس اگر اس مجلس میں اس نے اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کرلیا یا اس قدر سکوت کیا کہ مجلس برخاست ہوگئی خواہ اس طرح کہ یہ عورت مجلس سے اٹھ گئی یا اس طرح کہ قاضی مجلس سے کھڑا ہوگیا تو اس کا اختیار باطل ہوگیا۔ اب کسی طرح تفریق نہیں ہوسکتی۔ (مجلس بدلنے کی کچھ اور صورتیں بھی ہیں)

تنبیہ: عنین کو ایک سال کی مہلت دینے کا حکم جو اوپر مذکور ہوا صرف اس شخص کیلئے ہے جس کو عرفاً عنین کہتے ہیں اسی طرح وہ خصی (Castrated) جس کے عضو میں انتشار نہیں ہوتا اس کا بھی یہی حکم ہے۔

تنبیہ: لیکن وہ شخص جس کا عضو تناسل قطع ہو گیا ہو (Amputation of penis) خواہ تنہا ہو یا خصیتین (Testiles) سمیت ہو اور اس طرح وہ شخص جس کا عضو مخصوص خلقتاً بہت کم مثل نہ ہونے کے ہو اس کو سال بھر کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی ہی درخواست پر تحقیق کر کے عورت کو اختیار دیدیا جائے گا۔

مسئلہ اگر عورت دعویٰ کرے کہ میرا شوہر مجبوب (Person with amputated penis) وغیرہ ہے اور مرد اس کا انکار کرے اور بغیر معائنہ کے اس کا فیصلہ نہ ہو سکے تو معائنہ بھی جائز ہے۔ پس جج (قاضی) کسی معتبر شخص کو کہہ دے کہ معائینہ کر کے بتلاؤ

حکم زوجہ مجنون

یہاں مجنون سے مراد وہ مجنون ہے جس سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچتی ہو۔

تفریق کی صورت یہ ہے کہ زوجہ مجنون مسلمان جج (قاضی) کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے (کیونکہ معمولی جنون خیار فسخ نہیں ہے) قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت دے دے۔ سال ختم ہونے پر اگر عورت پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ابھی تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دیا جائے گا۔ اگر عورت اسی مجلس میں علیحدگی طلب کرے تو قاضی تفریق کر دے۔ اس اختیار کیلئے بھی مندرجہ

ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ نکاح سے پہلے عورت کو خاوند کے مجنون ہونے کا علم نہ تھا۔

۲۔ نکاح کے بعد علم ہونے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

۳۔ جب مہلت کا سال گزر جانے کے بعد دوبارہ درخواست پر قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں علیحدگی کو اختیار کرے۔

اگر مجلس برخاست ہو گئی یا عورت خود یا کسی کے اٹھانے سے کھڑی ہوئی تو اختیار نہ رہے گا۔

اور جو جنون عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بھی عورت کو علیحدگی کا اختیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ خطرناک ہو اور مجنون شوہر بیوی کو ناقابل برداشت اذیت دیتا ہو۔ نیز اس کا علم ہونے کے بعد زوجہ نے اپنے اختیار و رضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعی جماع کا موقع نہ دیا ہو کیونکہ اگر اس نے ایسا کر لیا تو یہ عملی رضا ہو گئی جس کی وجہ سے اس کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ زبان سے رضا کی تصریح کر دینا خیار کو ساقط کر دیتا ہے۔ البتہ اگر مجنون شوہر نے بجبر اور زبردستی جماع کر لیا تو اس سے عورت کا حق خیار ساقط نہ ہو گا۔ (۱)

---

(۱) الحلۃ الناجزہ

گیارہواں باب

قصاص ودیت کے احکام

قصاص، دیت اور گناہ لازم آنے کے اعتبار سے قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔

قسم اول : قتلِ عمد

جس میں مقتول کو قصداً و عمداً ایسے آلہ سے ضرب لگائی گئی ہو جو تفریق اعضاء کرتا ہو جیسے ہتھیار اور کوئی دھاردار لکڑی پتھر یا شیشہ وغیرہ۔ جسم کی نازک جگہوں پر سوا گھونپنا بھی اسی میں شامل ہے اور اسی زمرے میں آگ سے جلانا بھی ہے کیونکہ آگ بھی تفریق اعضاء کرتی ہے۔ لوہے کے بٹے وغیرہ سے مارنا، کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنا اور گرم تندور وغیرہ میں پھینکنا بھی قتل عمد ہے۔ مذکورہ آلات سے ضرب لگانا یا دیگر مذکورہ طریقوں کو اختیار کرنا قاتل کے قتل کرنے کے قصد پر دلیل ہے۔ لہذا اس دلیل کے ہوتے ہوئے قاتل کا عمد و قصد کا زبانی انکار کرنا مسموع نہیں ہوگا۔

حکم: قاتل کو سخت گناہ ہوتا ہے اور مقتول کے ورثاء قاتل کو قصاص میں عدالتی فیصلہ پر قتل کرا سکتے ہیں لیکن مقتول کے وارث چاہیں تو قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ باہمی رضامندی سے دیت مقرر کر لی جائے۔

قسم ثانی، قتل شبہ عمد ضرب تو عمداً لگائی لیکن ایسے آلہ کے ساتھ جو تفریق اعضاء نہیں کرتا جیسا کہ پتھر اور لکڑی جو دھاردار نہ ہو۔

حکم

۱۔ قاتل کو گناہ ہوتا ہے اور کفارہ کے ساتھ ساتھ اس کے ذمہ دیت مغلظ بھی آتی ہے۔

۲۔ اگر قاتل کی جانب سے ایسے قتل کی تکرار پائی جائے تو اسے سیاسۃً (انتظام

کے طور پر) قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

قسم ثالث: قتل خطا i۔ شکاری نے شکار سمجھ کر ہتھیار استعمال کیا لیکن دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ کوئی انسان تھا یا نشانہ خطا ہوا کہ ایک نشانہ پر مارا لیکن وہ خطا ہو کر کسی آدمی کو لگ گیا یا نشانہ پر لگ کر پھر کسی آدمی کو لگا جس سے وہ مر گیا۔

ii۔ ہاتھ سے لکڑی کا تختہ یا اینٹ گر پڑی جو نیچے کھڑے شخص پر پڑی اور اس سے وہ مر گیا۔

iii۔ ڈرائیور کی خطا سے ہونے والے حادثہ میں جان بحق ہونے والا شخص بھی مقتول خطا ہے۔

قسم رابع: جاری مجری خطا مثلاً سویا ہوا شخص کسی دوسرے پر پلٹ گیا جس سے دوسرا شخص مر گیا۔

ثالث و رابع کا حکم ۱۔ قاتل کے ذمے کفارہ ہوتا ہے اور اس پر اور اس کی برادری یا انجمن کے ذمے دیت آتی ہے۔

۲۔ ان میں گناہ بھی ہوتا لیکن قصد نہ ہونے کی بنا پر کم ہوتا ہے۔

قسم خامس: قتل بسبب i۔ کسی دوسرے کی مملوکہ زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی کنواں یا گڑھا کھودا یا اس میں پتھر رکھ دیا جس کی وجہ سے کوئی شخص اس میں گر کر یا اس سے ٹکرا کر مر گیا۔

ii۔ سڑک پر کیلے یا خربوزے وغیرہ کے چھلکے پھینک دیے اور اس کی وجہ سے پھسل کر کوئی شخص مر گیا یا کچے رستے میں پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جس سے کیچڑ و پھسلن پیدا ہو گئی اور اس سے کوئی شخص لاعلمی میں مثلاً رات کے وقت یا کوئی نابینا پھسل کر مر گیا۔

حکم: قاتل کی برادری یا یونین پر دیت آتی ہے اور قاتل کو گناہ تو نہیں ہوتا البتہ

دوسرے کی ملک میں پتھر رکھنے یا گڑھا کھودنے اور سڑک پر چھلکے پھینکنے یا نقصان دہ چھڑکاؤ کرنے کا گناہ ہوتا ہے۔اس پانچویں قسم کے علاوہ قتل کی باقی تمام اقسام میں قاتل اگر عاقل و بالغ ہو تو مقتول کی میراث (اگر قاتل رشتے کی بنا پر اس کا وارث بھی بنتا ہو) سے محروم ہوجاتا ہے۔(۱)

وجوبِ قصاص اور عدمِ قصاص کی صورتیں

مسئلہ بچے اور مجنون (پاگل) پر قصاص نہیں آتا کیونکہ قصاص ہوتا ہے قتل عمد پر اوران دونوں کا عمد نہیں ہوا کرتا (۲)

مسئلہ قاتل کے خلاف قصاص میں قتل کئے جانے کا فیصلہ دیدیا گیا لیکن اس غرض سے وہ ابھی مقتول کے وارثوں کے سپرد نہیں کیا گیا تھا کہ اس پر جنون طاری ہوگیا تو اب اس کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر دیت آئے گی۔یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب قتل عمد کرنے والے قاتل پر فیصلہ سنائے جانے سے پیشتر جنون طاری ہوجائے۔(۳)

مسئلہ اگر مقتول کے وارثوں کے حوالے کئے جانے کے بعد قاتل پر جنون طاری ہوا تو اسے قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے۔(۴)

مسئلہ جس شخص کو جنون بھی ہوتا ہو اور افاقہ بھی ہوتا ہو تو اگر اس نے افاقہ کی حالت میں قتل کیا تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔اور اگر افاقہ کی حالت میں قتل کا ارتکاب کرنے کے بعد قصاص لئے جانے سے پیشتر مستقل جنون لاحق ہوگیا تو قصاص ساقط ہوجائے گا۔(۵)

---

(۱) ماخذ از عالمگیری درمختار ردالمحتار

(۲،۳،۴،۵) درمختار ص:۸۷ ۳ ج:۵

مسئلہ کسی عاقل نے مجنون (پاگل) شخص کو عمداً قتل کر دیا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (٦)

اسی طرح اگر سالم اعضاء والے شخص نے نابینا یا دائمی مریض یا لنگڑے لولے شخص کو قتل کیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا بلکہ یہاں تک کہ اگر مقتول ایسا ہو کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں اور دونوں کان کٹے ہوئے ہوں اور اسی طرح اس کے آلات تناسل بھی کٹے ہوئے ہوں اور وہ دونوں آنکھوں سے نابینا بھی ہو تب بھی سالم اعضاء والے قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ (٧)

مسئلہ ایک شخص کو زخمی کیا اور وہ زخمی شخص مر گیا۔ مقتول کے وارثوں نے اس بات پر گواہ ثبوت پیش کئے کہ وہ زخم کے سبب سے مرا ہے۔ جبکہ مجرم نے گواہ و ثبوت پیش کئے کہ زخمی کے زخم بھر گئے تھے اور ایک مدت کے بعد وہ کسی اور سبب سے یا اپنی قدرتی موت کے مراہے تو مقتول کے وارثوں کے گواہوں اور ثبوت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ (٨)

مسئلہ کسی شخص کو زہر پلایا جس سے وہ مر گیا تو

اگر زہر اس کو پکڑایا تھا اور متوفی نے یہ جانے بغیر کہ وہ کیا چیز ہے کھا پی لی اور مر گیا یا مجرم نے کسی شربت وغیرہ میں زہر ملا کر دیا اور متوفی نے وہ لے کر پی لیا جس سے وہ مر گیا تو زہر پلانے والے پر قصاص و دیت نہیں آئے گی البتہ اس کو قید میں رکھا جائے گا اور اس کو تعزیر بھی کی جائے گی۔ اور اگر زہر متوفی کے ہونٹوں میں ٹپکایا یا اس کو زہر پینے پر مجبور کر دیا تو پلانے والے کی برادری وغیرہ پر دیت آئے گی۔ (٩)

---

(٦) درمختار ص:۳۷۹ ج:۵

(٧) درمختار ص:۳۸۰ ج:۵

(٨) درمختار ص:۳۸۴ ج:۵

(٩) درمختار ص:۳۸۵ ج:۵

مسئلہ ایک نے کسی کی گردن کاٹی اور گلے کا تھوڑا سا حصہ باقی رہا۔ ابھی روح باقی تھی کہ دوسرے نے اس کو قتل کر دیا تو قصاص پہلے سے لیا جائے گا نہ کہ دوسرے سے کیونکہ اس وقت وہ مردہ کے حکم میں تھا۔ (البتہ دوسرے کو تعزیر کی جائے گی)(۱)

مسئلہ حالت نزع میں مبتلا شخص کو کسی نے قتل کر دیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اگرچہ قاتل کو علم بھی ہو کہ مقتول زندہ بچنے والا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض کبھی نزع کے مشابہ حالت میں ہوجاتا ہے بلکہ کبھی ایسا ساکن وساکت ہوجاتا ہے کہ اس کو مردہ خیال کیا جانے لگتا ہے لیکن پھر طبیعت بحال ہوجاتی ہے اور افاقہ ہوجاتا ہے۔ (۲)

مسئلہ ایک شخص کا کسی نے دھاردار آلے سے پیٹ چاک کر دیا اور دوسرے نے بعد میں اس کی گردن اڑادی۔ تو اگر پیٹ چاک کئے جانے کے بعد مقتول کے زندہ رہنے کا کچھ امکان تھا تو قصاص میں گردن اڑانے والے کو قتل کیا جائے گا اور اگر مقتول کے زندہ رہنے کا کچھ امکان نہ تھا تو پیٹ چاک کرنے والے کو قتل کیا جائے گا جبکہ گردن اڑانے والے کو تعزیر کی جائے گی۔ (۳)

مسئلہ عمداً ایک شخص کو زخمی کیا۔ زخمی صاحب فراش رہ کر مر گیا تو مجرم کو قصاص میں قتل کیا جائے گا کیونکہ متوفی کی موت کا ظاہر سبب وہ زخم ہے۔ البتہ اگر زخم کے تسلسل میں انقطاع پایا گیا مثلاً یہ کہ زخم بھر گیا تھا یا کسی اور شخص نے اس زخمی کی گردن اڑادی تو زخم لگانے والے پر قصاص نہیں آئے گا۔ (۴)

مسئلہ مجنون نے کسی شخص پر ہتھیار اٹھایا اور اس حالت میں اس شخص نے مجنون کو عمداً قتل کر دیا تو قاتل کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی۔ (۵)

(۱، ۲، ۳، ۴) درمختار ص:۳۸۶ ج:۵

(۵) درمختار ص:۳۸۸ ج:۵

مسئلہ کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ اس نے اللہ تعالی کے اسمائے قہریہ پڑھ کر فلاں کو ہلاک کیا ہے تو اقرار کرنے والے پر کچھ لازم نہیں آئے گا کیونکہ شریعت نے اسمائے قہریہ کو آلۂ قتل یا سبب قتل قرار نہیں دیا ہے۔(۱)

تنبیہ: یہ شریعت کا طے شدہ قاعدہ ہے کہ لاقود الا بالسیف (قصاص صرف تلوار کے ذریعہ ہوتا ہے) تلوار کے ساتھ نیزہ و خنجر جیسے ہتھیار بھی ملحق ہیں سزائے قتل میں پھانسی دینے کا جو طریقہ رائج ہے یہ غیر شرعی ہے۔ کیونکہ اس میں کسی ہتھیار کا استعمال نہیں ہوتا(۲)

اعضاء وجوارح میں وجوب قصاص کے قواعد

۱۔ ان میں ہتھیار و غیر ہتھیار کے استعمال کا حکم ایک ہی ہے۔

۲۔ قصاص ہر اس زخم میں ہوگا جس میں مماثلت کی رعایت ممکن ہو۔ اور اگر یہ رعایت ممکن نہ ہو تو پھر قصاص نہیں آتا بلکہ دیت لازم آتی ہے۔

<u>ہاتھ بازو اور ٹانگ:</u> مسئلہ اگر قطع کرنے والے کا ہاتھ شل ہو یا ناقص انگلیوں والا ہو تو مجروح کو خیار حاصل ہوگا کہ قصاص وصول کرے یا دیت لے(۳)

مسئلہ اگر قطع کرنے کے وقت قاطع کا ہاتھ صحیح تھا بعد میں شل ہوا تو مجروح کو دیت نہ ملے گی کیونکہ اس کا حق قاطع وجارح کے ہاتھ میں تھا۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار ص:۳۸۵ ج:۵

(۲) درمختار ص:۳۸۲ ج:۵

(۳،۴) درمختار ص:۳۹۴ ج:۵

iii۔ اور اگر بینائی لوٹ آئی لیکن اس میں کمی رہی پوری بحال نہیں ہوئی تو مناسب تاوان دلایا جائے گا۔(۱)

کسی کی آنکھ پھوڑ دی: مجرم کی آنکھ میں سفیدی ہے جس کی بنا پر اس کی بینائی کمزور ہے تو مجروح کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو قصاص لے اور چاہے تو دیت لے۔

آنکھ پر ضرب لگائی جس سے آنکھ پر سفیدی آگئی اور اس کی وجہ سے بینائی باقی نہ رہی تو قصاص نہیں آئے گا۔

بھینگی آنکھ پھوڑنے میں قصاص نہیں ہے۔

دائیں آنکھ پھوڑی جبکہ مجرم کی بائیں آنکھ بیکار تھی تو قصاص میں مجرم کی دائیں آنکھ پھوڑی جائے گی اگرچہ وہ اس طرح مکمل طور پر نابینا رہ جاتا ہے۔(۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص نے کسی کی آنکھ پر ضرب لگائی جس سے اگرچہ آنکھ کا ڈھیلا تو سلامت رہا لیکن بینائی مستقل طور پر زائل ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔ جب حضرت علیؓ آئے تو انہوں نے قصاص کا فیصلہ دیا اور اس کی ترکیب بتائی کہ مجرم کی آنکھ کے گرد چہرے پر گیلی روئی وغیرہ ۔۔۔ جما دی جائے اور پھر آنکھ کے پاس صیقل شدہ لوہے کو خوب تپا کر سرخ کر کے لایا جائے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے اتفاق کیا۔

دانت: مسئلہ ضرب لگا کر کسی کا دانت اکھیڑ دیا تو اگر بلا کسی ضرر کے مجرم کا دانت اکھیڑا جا سکتا ہو تو قصاص میں اسکا دانت اکھیڑا جائے گا اور اگر مسوڑھوں یا دوسرے دانتوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جیسا کہ اس صورت میں

---

(۱) در مختار ورد المختار ص:۳۹۱ ج:۵

(۲) عالمگیری ص:۱۰۹ ج:۶

مسئلہ ٹانگ اور بازو اگر درمیان سے کٹے ہوں تو مماثلت ممکن نہ ہونے کی بنا پر قصاص نہ ہوگا۔(۱)

مسئلہ ہاتھ، بازو، ٹانگ اور انگلیوں کو جوڑ سے کاٹنے میں قصاص ہوتا ہے۔(۲)

مسئلہ قاطع کا ہاتھ صحیح سالم تھا جبکہ مجروح کا ہاتھ شل تھا تو قصاص نہیں ہوگا۔(۳)

ناک کا نرم حصہ: اگر مجرم کی ناک نسبتاً چھوٹی ہو یا اس کے سونگھنے کی حس ختم ہو چکی ہو یا اس کی ناک میں کچھ اور نقص ہو تو مجروح کو حق حاصل ہوتا ہے کہ چاہے تو مجرم کی ناک کاٹنے کا مطالبہ کرے اور چاہے تو دیت لے لے۔(۴)

کان: پورے یا کچھ کان کاٹنے میں زخم کی حدود ایسی ہوں کہ مجرم میں اس کی مماثلت کی رعایت کرنا ممکن ہو تو قصاص آئے گا۔ اگر مجرم کا کان چھوٹا ہو یا پھٹا ہوا ہو یا چرا ہوا ہو یا کٹا ہوا ہو اور مجروح کا کان بڑا ہو یا سالم ہو تو مجروح کو اختیار ہوگا کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت طلب کرے اور اگر مجروح کا کان ناقص ہو تو پھر اس کو مناسب تاوان ملے گا۔(۵)

آنکھ: آنکھ پر ضرب لگائی جس سے بینائی زائل ہو گئی لیکن آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ باقی رہا تو دیکھیں گے

i۔ اگر دو ماہرین امراض چشم یہ فیصلہ دیدیں کہ بینائی مستقل طور پر زائل ہو گئی ہے تو قصاص لیا جائے گا۔

ii۔ اور اگر بینائی مکمل طور پر لوٹ آئی تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا۔

(۱، ۲) در مختار ص:۳۹۰ ج:۵

(۳) در مختار ص:۳۹۴ ج:۵

(۴، ۵) رد المحتار ص:۳۹۱ ج:۵

ہوتا ہے جب دانت آپس میں بہت ملے ہوئے ہوں اور ان کے درمیان مناسب خلا نہ ہو تو ریتی سے مسوڑھے تک اس کو گھسا جائے گا۔(۱)

مسئلہ اگر مجرم کا دانت سیاہ، زرد، سبز یا سرخ ہو تو مضروب کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو قصاص لے اور چاہے تو دیت وصول کرے۔(۲)

اور اگر مضروب کا دانت ہی عیب دار تھا تو قصاص نہیں لے سکے گا البتہ اس کو مناسب تاوان ملے گا۔(۳)

مسئلہ قصاص لینے میں گرائے ہوئے دانت کی قسم اور اس کے اوپر والے یا نیچے والے ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔(۴)

مسئلہ ضرب سے دانت چوڑائی میں نامکمل ٹوٹ گیا تو اگر باقی دانت سیاہ نہ ہوا تو قصاص آئے گا اور جتنا دانت ٹوٹا ہے اتنی مقدار میں مجرم کے دانت کو گھسا جائے گا اور اگر باقی دانت سیاہ ہو گیا تو قصاص نہیں آئے گا البتہ دیت آئے گی۔ مضروب کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ ٹوٹی ہوئی مقدار کے برابر قصاص لے۔ اور اگر دانت لمبائی میں ٹوٹا تو قصاص نہیں ہوگا بلکہ مضروب کو مناسب تاوان ملے گا۔(۵)

مسئلہ ایک شخص کا ہاتھ منہ میں لے کر دانتوں سے کاٹا۔ زخمی نے زور سے اپنا ہاتھ کھینچا جس سے مجرم کا دانت اکھڑ گیا تو قصاص نہیں ہوگا۔

---

(۱) در مختار ص: ۳۹۱ ج: ۵

(۲) رد المحتار ص: ۳۹۱ ج: ۵

(۳) رد المحتار ص: ۳۹۲ ج: ۵

(۴) در مختار ص: ۳۹۲ ج: ۵

(۵) رد المحتار ص: ۳۹۲ ج: ۵

مسئلہ ضرب سے دانت کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا پھر باقی خود بخود گر گیا تو قصاص نہیں ہوگا(۱)

مسئلہ اگر ضرب لگنے سے دانت ہلنے لگا تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر گرا نہیں تو علاج کیلئے مناسب تاوان ملے گا اور اگر گر گیا تو عمد کی صورت میں قصاص ہوگا اور خطا کی صورت میں دیت آئے گی۔(۲)

مسئلہ دانت ہلنے کی صورت میں مضروب سال کی مہلت کے بعد آیا اور اس کا دانت گرا ہوا تھا اور ضارب و مضروب میں اختلاف ہوا کہ دانت ضرب کی وجہ سے گرا ہے یا نہیں تو اگر دانت سال کے دوران گرا ہو تو مضروب کے قول کو ترجیح ہوگی کہ دانت ضارب کی ضرب کے سبب سے گرا ہے اور اگر دانت سال کے بعد گرا ہو تو ضارب کے قول کو ترجیح حاصل ہوگی کہ دانت اس کی ضرب کی وجہ سے نہیں گرا ہے۔(۳)

مسئلہ: بچے کا دانت اکھاڑنے میں ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر دوسرا دانت اگ آیا تو قصاص ساقط ہوجائے گا ورنہ قصاص لیا جائے گا۔(۴)

مسئلہ: ایک شخص کی ضرب کی وجہ سے دانت سیاہ ہوگیا بعد میں دوسرے شخص کی ضرب کی وجہ سے وہ دانت اکھڑ گیا تو پہلے شخص کے ذمے پوری دیت آئے گی جبکہ دوسرے کے ذمہ مناسب تاوان آئے گا۔

مسئلہ: قصاص میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ مجرم کا دانت مضروب کے مقابلے میں بڑا ہے۔(۵)

(۱،۲) ردالمحتار ص:۳۹۲ج:۵

(۳) عالمگیری ص:۱۲ج:۶

(۴) ردالمحتار ص:۳۹۲ج:۵

(۵) درمختار ص:۳۹۱ج:۵

مسئلہ: باکسنگ کھیلتے ہوئے ایک نے دوسرے کا دانت توڑ دیا تو قصاص ہوگا اور اگر دونوں ایک دوسرے کو مثلاً مارو مارو کہہ رہے تھے تو قصاص نہیں ہوگا۔

زبان: مسئلہ: زبان خواہ پوری کاٹی گئی ہو یا اس کا کچھ حصہ بہر حال قصاص نہیں آتا بلکہ دیت آتی ہے خواہ بالغ شخص کی ہو یا چھوٹے۔ لیکن بولنے والے بچے کی (۱)

مسئلہ: گونگے اور شیر خوار بچے کہ جس نے صرف رونے کی آواز نکالی ہو اس کی زبان کاٹنے میں بھی قصاص نہیں ہوتا بلکہ مناسب تاوان ہوتا ہے۔ (۲)

عضو تناسل: مسئلہ: تنہا حشفہ (Glans Penis) کاٹا ہو تو اس میں قصاص ہے۔ باقی اس کے علاوہ عضو تناسل کو خواہ درمیان سے کاٹا ہو یا جڑ سے کاٹا ہو قصاص نہیں ہے بلکہ دیت ملے گی۔ (۳)

مسئلہ: خصی اور عنین کے عضو تناسل کاٹنے کی صورت میں مناسب تاوان ملے گا۔ (۴)

ہونٹ: مسئلہ: پورا ہونٹ کاٹا تو قصاص ہوگا اور اگر ہونٹ کا کچھ حصہ کاٹا تو قصاص نہیں ہوگا۔ (۵)

زخم سر اور چہرے کے زخم کو عربی میں شجہ کہتے ہیں جس کی جمع شجاج (Head Injuories) ہے۔

---

(۱) ردالمحتار ص:۳۹۳ ج:۵

(۲) درمختار ص:۳۹۴ ج:۵

(۳، ۴) ردالمحتار ص:۳۹۳ ج:۵

(۵) درمختار ص:۳۹۴ ج:۵

سر اور چہرے کے علاوہ بقیہ جسم پر زخم کو جراحت کہتے ہیں۔
سینہ اور پیٹ کے زخم جائفہ کہلاتے ہیں۔

جراحت کا حکم: ان میں مناسب تاوان آتا ہے اور مناسب تاوان سے یہاں مراد زخم کے ٹھیک ہونے تک اپنا خرچہ اور علاج معالجہ کے اخراجات ہیں۔

شجاج: ان کی گیارہ قسمیں ہیں (۱)

۱۔ حارصہ: جس میں جلد پر صرف خراش آتی ہے۔
۲۔ دامعہ: کھال اتنی چھل جاتی ہے کہ خون نظر آنے لگتا ہے لیکن بہتا نہیں۔
۳۔ دامیہ: کھال اتنی چھل جائے کہ خون نکل کر بہنے لگے۔
۴۔ باضعہ: کھال کٹ جائے۔
۵۔ متلاحمہ: زخم گوشت تک پہنچ جائے۔
۶۔ سمحاق: جس میں زخم گوشت اور کھوپڑی کے درمیان باریک جھلی (Periosteum) تک پہنچ جائے۔
۷۔ موضحہ: جس میں کھوپڑی کی ہڈی نظر آنے لگے۔
۸۔ ھاشمہ: جس میں کھوپڑی کی ہڈی ٹوٹ جائے۔
۹۔ منقلہ: جس میں ہڈی ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ سے ہل جائے۔
۱۰۔ آمہ: جس میں زخم دماغ کے گرد جھلی (Meninges) تک پہنچ جائے۔
۱۱۔ دامغہ: جس میں دماغ باہر نکل آئے۔

شجاج کا حکم **مسئلہ:** عمداً زخم لگانے میں موضحہ اور اس سے کمتر زخموں میں قصاص آتا ہے جبکہ بقیہ شجہ کی اقسام میں قصاص نہیں آتا۔

مسئلہ: خطا سے زخم لگانے کی صورت میں حارصہ سے سمحاق تک کے زخموں

---

(۱) عالمگیری ص:۲۸ ج:۶

میں مناسب تاوان آتا ہے۔ جبکہ موضحہ میں کل دیت کا بیسواں حصہ، ہاشمہ میں دسواں حصہ، منقلہ میں ساڑھے ساتواں حصہ اور آمہ میں تہائی حصہ ہوتا ہے۔

جائفہ یہ وہ زخم ہوتا ہے جو سینہ یا پیٹ کے جوف (Cavity) تک پہنچ جائے۔

مسئلہ: جائفہ میں تہائی دیت واجب ہوتی ہے اور اگر آلہ زخم جوف میں ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل جائے تو یہ جائفہ کے دو زخم شمار ہونگے لہذا ان میں دو تہائی دیت آئے گی۔

مسئلہ: جائفہ میں بھی قصاص نہیں ہوتا۔(۱)

مزید مسائل مسئلہ: جن شجاج میں قصاص نہیں آتا ان میں عمد و خطا کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں صورتوں میں دیت آتی ہے۔

مسئلہ: مختلف شجاج و جائفہ میں دیت اس صورت میں نہ ملے گی جب زخم مندمل ہوجائے اور اس کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک علاج معالجہ کے اخراجات ملزم کے ذمے واجب ہونگے۔ اور اگر اندمال کے بعد کچھ اثر خواہ وہ کتنا قلیل ہو باقی رہا تو دیت لازم آئے گی۔

مسئلہ سر اور چہرے کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں پر زخموں میں جب ہڈی نظر آنے لگے یا ہڈی ٹوٹ جائے اور اندمال کے بعد کچھ اثر باقی رہے تو مناسب تاوان ملے گا۔ اور اگر زخم کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہے تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک علاج معالجہ کے اخراجات ملیں گے۔

مسئلہ زخم میں قصاص مجروح کے زخم کے بھر جانے کے بعد لیا جائے گا کیونکہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زخم میں اس وقت

---

(۱) ردالمحتار ص:۳۹۱ ج:۵

تک قصاص لینے سے منع فرمایا ہے جب تک زخمی کا زخم نہ بھر جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زخموں میں انجام کا اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں احتمال ہوتا ہے کہ زخم سرایت کر جائے اور موت واقع ہو جائے تو اس طرح انجام کے اعتبار سے یہ قتل واقع ہوتا ہے۔

مسئلہ کوئی نوکدار چیز منہ میں چبھوئی جو دماغ تک پہنچ گئی تو مناسب تاوان ہوگا۔ آنکھ میں کوئی تیر وغیرہ لگا جو گدی تک چلا گیا تو (ایک) آنکھ میں نصف دیت اور باقی زخم میں مناسب تاوان ہوگا۔ اور اگر وہ تیر وغیرہ دماغ تک پہنچا تو آنکھ کی دیت کے علاوہ مزید تہائی دیت ملے گی۔

مسئلہ کوئی باریک نوکدار سلائی ایک کان میں داخل کی اور وہ دوسرے کان تک پہنچ گئی تو مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ موضحہ زخم لگایا جس سے عقل جاتی رہی یا سر کے تمام بال گر گئے اور پھر دوبارہ نہیں اُگے تو موضحہ کا ارش دیت میں داخل شمار ہوگا (یعنی دیت سے علیحدہ موضحہ کا ارش نہیں ملے گا)

تنبیہ: موضحہ کا ارش دیت میں داخل شمار ہوا ایسا صرف ان مذکورہ دو صورتوں میں ہوتا ہے۔

مسئلہ اور اگر کچھ بال گر گئے تو موضحہ کا ارش واجب ہوگا جسمیں بالوں کا ارش بھی شمار ہوگا۔

مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے جب بال دوبارہ نہ اُگے ہوں اور اگر بال دوبارہ اُگ آئے اور جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہو گئے تو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ ابرو پر موضحہ زخم لگایا جس سے ابرو کے بال گر گئے اور دوبارہ نہیں اُگے تو نصف دیت آئے گی جس میں موضحہ کا ارش بھی شمار ہوگا۔

مسئلہ اگر موضحہ زخم کی وجہ سے مجروح کی سماعت، بصارت یا قوت گویائی زائل ہو جائے تو دیت کے ساتھ ساتھ موضحہ کا ارش بھی ملے گا۔

مسئلہ عمداً موضحہ زخم لگایا جس سے دونوں آنکھیں ضائع ہو گئیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص نہیں ہو گا بلکہ آنکھوں اور موضحہ میں دیت ہو گی جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک موضحہ میں قصاص اور آنکھ میں دیت ہو گی۔(۱)

دیت دیت (خون بہا) وہ مال ہوتا ہے جو جان کے بدلے میں ہو اور ارش وہ مال ہوتا ہے جو اعضاء و جوارح پر جنایت کے بدلے میں ہو۔

مسئلہ قتل خطا، قتل جاری مجری خطا، قتل شبہ عمد اور قتل بسبب میں اور اسی طرح بچے اور مجنوں کے قتل کرنے کی صورت میں دیت آتی ہے جو عاقلہ کے ذمے ہوتی ہے۔ البتہ اگر باپ اپنے بیٹے کو عمداً قتل کر دے تو خود اس کے اپنے مال میں دیت واجب ہو گی جو تین سال میں واجب الادا ہو گی۔

مسئلہ: ہر وہ قتل عمد جس میں کسی شبہ کی بنا پر قصاص ساقط ہو جائے اس میں قاتل کے اپنے مال میں سے دیت تین سال میں واجب الادا ہوتی ہے۔

مسئلہ ہر وہ ارش اور دیت جو باہمی صلح کی بنا پر واجب ہو وہ فوری طور پر واجب الادا ہوتی ہے۔

مسئلہ قتل کی دیت کی ادائیگی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اونٹوں، سونے اور چاندی میں سے کس ایک میں کی جا سکتی ہے۔ جبکہ امام ابو

---

(۱) عالمگیری ص:۲۹ ج:۶

یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک گایوں، بھیڑ بکریوں اور کپڑوں کی صورت میں بھی کی جاسکتی ہے۔

اونٹ سو ہوتے ہیں جو

i ۔ قتل خطا میں پانچ قسموں کے ہوتے ہیں۔ بیس ایک سال کی اونٹنیاں، بیس ایک سال کے اونٹ، بیس دو سال کی اونٹنیاں، بیس تین سال کے اونٹ اور بیس چار سال کے اونٹ۔

ii ۔ اور قتل شبہ عمد میں چار قسموں پر ہوتے ہیں۔ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں پچیس دو سال کی اونٹنیاں پچیس (حقہ) اور پچیس (جذعہ)

گائیں	دو سو ہوتی ہیں۔
بھیڑ بکریاں	دو ہزار ہوتی ہیں
کپڑے	دو دو کپڑوں پر مشتمل دو سو جوڑے۔
سونا	ہزار دینار یعنی تین سو پچھتر تولے۔
چاندی	دس ہزار درھم۔ یعنی دو ہزار چھ سو پچیس تولے۔

مسئلہ: مسلمان ذمی اور ویزا لے کر آئے ہوئے کافر کی دیت برابر ہے۔(۱)

مسئلہ: عورت کی دیت اور ارش مرد کی دیت وارش کا نصف ہوتی ہے۔(۲)

تنبیہ: عورت و مرد کی دیت میں تفاوت چونکہ شریعت سے ثابت ہے لہذا یہ محل اعتراض تو ہے ہی نہیں البتہ اس کی عقلی دلیل یہ بھی بن سکتی ہے کہ شریعت نے عورتوں اور بچوں اور دائمی مریضوں اور اپاہجوں) کے خرچے ان کے رشتہ دار مردوں کے ذمے لگائے ہیں جبکہ عورتوں کے ذمے کسی کا کوئی خرچہ نہیں لگایا۔ لہذا مرد کے قتل کی صورت میں احترام نفس کے علاوہ اس کے عیالدار معاشی طور

---

(۱) در مختار ص:۵۷۰ ج:۵

(۲) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

پر بھی متاثر ہوتے ہیں جبکہ عورت کے قتل کی صورت میں صرف احترام نفس کی ہتک ہے اور کچھ نہیں۔احترام نفس کی حد تک تو دونوں کی دیت برابر ہے۔ البتہ عیالداری کی بنا پر مرد کے وارثوں کو اتنی رقم اور دلوائی جاتی ہے اور اسے بھی دیت شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی قتل کے سبب سے واجب ہوتی ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ: وہ جنایت کہ جس میں کوئی متعین ارش نہیں ہے بلکہ مناسب تاوان ملتا ہے اگر عورت پر ہو تو اس بارے میں فقہا کی دو رائیں ہیں ایک یہ کہ مرد کو ملنے والے تاوان کے مساوی ملے گا اور دوسری یہ کہ اسے نصف ملے گا۔(۱)

بالوں میں دیت یا ارش واجب ہونے کی صورتیں

مسئلہ: کسی کا سر مونڈدیا اور دوبارہ بال نہیں اگے تو پوری دیت واجب ہوگی ۔اس میں مرد عورت، بچے، بڑے سب کا حکم یکساں ہے۔ البتہ پہلے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر اس دوران بال نہ اگے تب دیت واجب الادا ہوگی(۲)

مسئلہ: ابرو کے بال اس طرح مونڈھے یا اکھیڑے کہ بالوں کی جڑوں کے مقام برباد ہوگئے جس سے پھر بال دوبارہ نہ اگے تو ایک طرف میں نصف دیت اور دونوں طرف میں پوری دیت واجب ہوگی۔(۳)

مسئلہ: اسی طرح ایک پلک کے بال کاٹے یا اکھیڑے اور انکی جڑیں برباد کردیں تو چوتھائی دیت ہوگی۔ دو پلکوں میں نصف دیت اور چاروں پلکوں میں پوری دیت ہوگی۔(۴)

---

(۱) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

(۲) درمختار ص:۴۰۹ ج:۵

(۳،۴) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

مسئلہ: کسی کی داڑھی مونڈھ دی اور پھر دوبارہ بال نہ اگے تو پوری دیت آئے گی۔ اور اگر آدھی مونڈھی تو آدھی دیت آئے گی(۱)

مسئلہ: سر اور داڑھی کے بال مونڈھنے میں عمد اور خطا دونوں کا ایک ہی حکم(۲)

مسئلہ: داڑھی کے اگر ٹھوڑی پر صرف گنتی کے چند بال تھے تو ان کو مونڈھنے کی صورت میں کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر ٹھوڑی اور رخساروں پر بال تھے لیکن متصل نہ تھے تو مناسب تاوان واجب ہوگا جبکہ متصل ہونے کی صورت میں پوری دیت واجب ہوگی۔ اور اگر داڑھی کے بال دوبارہ اتنے ہی اگ آئے جتنے پہلے تھے تو کچھ نہ ملے گا البتہ مجرم کو کچھ تعزیر کی جائے گی۔(۳)

مسئلہ: اگر داڑھی پہلے سیاہ تھی۔ اب دوبارہ جو نکلی تو سفید نکلی تو اس پر مناسب تاوان آئے گا۔(۴)

مسئلہ: مونچھیں مونڈھ دیں اور وہ بعد میں دوبارہ نہ اگیں تو مناسب تاوان ہوگا(۵)

کان میں: مسئلہ: خطا سے دونوں اٹھے ہوئے کان کاٹنے میں پوری دیت ہوگی جبکہ ایک کان میں نصف دیت ہوگی۔(۶)

مسئلہ: اگر کان سوکھے ہوئے یا پست تھے تو مناسب تاوان ملے گا۔(۷)

مسئلہ: اگر کانوں پر ضرب لگائی جس سے قوت سماعت ضائع ہوگئی تو پوری دیت ہوگی۔(۸)

---

(۱) در مختار ص:۴۰۸ ج:۵

(۲،۳،۴) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

(۵،۶،۷،۸) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

آنکھوں میں: مسئلہ: خطا سے دونوں آنکھیں پھوڑ دی گئیں تو کامل دیت ہوگی جبکہ ایک آنکھ میں نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: اگر آنکھ تو نہ پھوٹی اور ڈھیلے بحال رہے لیکن ضرب سے بصارت زائل ہوگئی تو دونوں آنکھوں میں کامل دیت ہوگی جبکہ ایک آنکھ میں نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: کانے کی ایک آنکھ میں نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: پپوٹے، پلکوں سمیت کاٹ دے تو پوری دیت ہوگی۔

مسئلہ: اگر پلکوں سے عاری پپوٹے کاٹے تو مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: ایک شخص نے پلکیں کاٹیں اور دوسرے نے پپوٹے کاٹے تو پلکیں کاٹنے والے پر پوری دیت آئے گی اور پپوٹے کاٹنے والے پر مناسب تاوان ہوگا(۲)

ناک میں: مسئلہ: خطا سے ناک کاٹنے میں کامل دیت ہوگی۔

مسئلہ: ناک کے نرم حصہ کاٹنے میں بھی کامل دیت ہے۔

مسئلہ: اگر ناک کا نصف بانسہ کاٹا تو اس میں کامل دیت ہوگی اور عمد کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ناک پر ضرب لگائی جس سے سونگھنے کی قوت ضائع ہوگئی تو اگر ضارب بھی اس کے ضائع ہونے کا اقرار کرتا ہے تو کامل دیت ہوگی۔

مسئلہ: بچے کی ناک، کان میں بھی پوری دیت ہوگی(۳)

(۳،۲،۱) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

دانتوں میں مسئلہ: ایک دانت میں خواہ وہ کسی قسم کا بھی ہو کل دیت کا بیسواں حصہ آتا ہے۔

مسئلہ: ایسا صرف دانتوں ہی میں ہوتا ہے کہ ان کا ارش جان کی دیت سے متجاوز ہو جائے۔ لہذا اگر اٹھائیس دانت گرائے تو چودہ ہزار درہم ارش ہو گا یعنی چار ہزار زائد) اور اگر تیس دانت گرائے تو پندرہ ہزار درہم اور بتیس دانت گرائے تو سولہ ہزار درہم ارش ہو گا۔ یہ رقم تین سال میں واجب الادا ہو گی۔

مسئلہ: ضرب لگا کر ایک شخص کا دانت نکال دیا۔ اگر اس کی جگہ دوسرا دانت اگ آیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ للہ کے نزدیک ارش ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ امام ابو یوسف رحمہ للہ کے نزدیک پورا ارش ملے گا۔

مسئلہ: اگر نکالے ہوئے دانت کی جگہ سیاہ دانت نکلا تو کامل ارش ملے گا۔

مسئلہ: دانت اکھیڑا۔ مجروح نے دانت کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اس پر (مسوڑھوں کا) گوشت چڑھ آیا تب بھی ارش میں کچھ کمی نہ آئے گی۔

مسئلہ: دانت پر ضرب لگائی جس سے وہ ہلنے لگا تو سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر دانت سبز یا سرخ ہو گیا تو دانت کا ارش ملے گا۔ یعنی پانچ سو درہم) اور اگر دانت پیلا یعنی زرد ہو گیا تو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر دانت سیاہ ہو گیا تو

(الف) اس سے اگر چبانے کی منفعت زائل ہو گئی تو دانت کا ارش ملے

(ب) اور اگر چبانے کی منفعت تو زائل نہیں ہوئی لیکن وہ دانت نظر آتا ہو گا۔ تو منفعت جمال کے فوت ہونے کی بنا پر بھی کامل ارش آئے گا۔

(ج) اور اگر نہ تو چبانے کی منفعت زائل ہوئی ہو اور چھپے ہونے کی بنا پر

منفعت جمال بھی فوت نہ ہوئی ہو تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا(۱)

زبان کی دیت مسئلہ: پوری زبان کاٹنے میں کامل دیت ہے۔

مسئلہ: اگر زبان کا کچھ حصہ کاٹا تو

i۔ اگر اس کے بعد کلام پر سرے سے قادر نہ ہوا تو مجرم کے ذمے کامل دیت ہوگی۔

ii۔ اور اگر بعض حروف کی ادائیگی پر قادر ہو اور بعض پر قادر نہ ہو تو دیت کو حروف پر تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ: گونگے کی زبان میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: بچے کی زبان کاٹی تو اگر وہ باتیں کرتا تھا تو کامل دیت ہوگی اور اگر اتنا چھوٹا تھا کہ صرف رونے کی آواز نکلتی تھی تو مناسب تاوان آئے گا(۲)

جبڑوں کی دیت: مسئلہ: دو جبڑوں میں کامل دیت ہوتی ہے جبکہ ایک جبڑے میں نصف دیت ہوتی ہے۔(۳)

قاعدہ اطراف (ہاتھ پیروں ٹانگوں وغیرہ) میں قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی منفعت کی جنس یا کوئی جمال جو مقصود ہو کامل طور پر فوت ہوجائے تو کامل دیت واجب ہوتی ہے۔(۴)

ہاتھ پیروں کی دیت : مسئلہ: دونوں ہاتھ جب خطا سے کاٹے جائیں تو کامل دیت آتی ہے جبکہ ایک ہاتھ میں نصف دیت آتی ہے۔ دائیں بائیں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

---

(۱) عالمگیری ص:۲۴ ج:۶

(۲،۳،۴) عالمگیری ص:۲۶ ج:۶

مسئلہ: خنثی کے ہاتھ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اتنی دیت ہوتی ہے جتنی عورت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مرد کے ہاتھ کی نصف دیت اور عورت کے ہاتھ کی نصف دیت کے مجموعہ کے برابر ہوتی ہے۔

مسئلہ: ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی میں خواہ وہ کوئی سی بھی ہو دیت کا دسواں حصہ آتا ہے وہ انگلی جس میں تین جوڑ ہوتے ہیں ان میں ہر جوڑ میں دیت کا تیسواں حصہ آتا ہے اور جس انگلی میں دو جوڑ ہوتے ہیں ان میں ہر جوڑ میں دیت کا بیسواں حصہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: زائد انگلی میں مناسب تاوان آتا ہے۔

مسئلہ: شل ہاتھ میں مناسب تاوان آتا ہے۔

مسئلہ: جب بعض انگلیوں یا تمام انگلیوں سمیت، ہتھیلی کاٹی تو اس میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

i ۔ پانچوں انگلیوں سمیت، ہتھیلی کاٹی تو ہتھیلی کو انگلیوں کے تابع سمجھا جائے گا اور صرف انگلیوں کا ارش لازم ہوگا۔

ii۔ اگر کٹی ہوئی، ہتھیلی میں تین انگلیاں تھیں تب بھی صرف تین انگلیوں کا ارش یعنی تین ہزار درھم واجب ہوگا۔ ہتھیلی میں کچھ نہ ملے گا۔

iii ۔ اگر ہتھیلی میں ایک یا دو انگلیاں تھیں یا ایک انگلی کا صرف ایک جوڑ لگا ہوا تھا تب بھی صرف انگلی کا حساب کیا جائے گا۔اور ہتھیلی میں کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: کسی کے ہاتھ پر ضرب لگائی جس سے وہ شل ہوگیا تو کامل دیت آئے گی

مسئلہ: اگر انگلی کا اوپر کا جوڑ کاٹ دیا اور باقی انگلی یا پورا ہاتھ شل ہوگیا تو قصاص تو نہیں ہوگا البتہ کٹے ہوئے جوڑ میں ارش اور باقی میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: بازو توڑنے کی صورت میں مناسب تاوان آتا ہے

مسئلہ: بازو(Arm) کو درمیان سے کاٹا تو ہاتھ کی دیت اور بازو سے ہتھیلی کے درمیان تک کے حصے میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: خطا سے دونوں پاؤں کاٹنے میں کامل دیت ہوتی ہے جبکہ ایک پاؤں کاٹنے میں نصف دیت ہوتی ہے۔

مسئلہ: بچہ جب تک بیٹھا اور چلا نہ ہو اور نہ ہی اس نے اپنے ہاتھ پیر کو حرکت دی ہو تو انمیں مناسب تاوان ہوتا ہے۔ اور جب وہ ہاتھ پیروں کو ہلانے لگا ہو تو کامل دیت آتی ہے۔

مسئلہ: لنگڑی ٹانگ کاٹنے میں مناسب تاوان آتا ہے۔

مسئلہ: آدھی پنڈلی سے ٹانگ خطا سے کاٹی تو پاؤں کی وجہ سے دیت اور بقیہ حصے کی وجہ سے مناسب تاوان آئے گا۔

مسئلہ: ران کی ہڈی توڑدی جو جڑ گئی اور سیدھی ہو گئی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ واجب نہ ہو گا جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: بازو یا ٹانگ یا اور کسی جگہ کی ہڈی توڑدی اور وہ جڑ گئی اور جیسی پہلے تھی ویسی ہی ہو گئی تو کچھ دیت و ارش نہ ہوگا۔ اور اگر اس میں کچھ ٹیڑھ رہ گیا تو اسی حساب سے دیت آئے گی۔

مسئلہ: انگلی کے پوروں میں مناسب تاوان آتا ہے۔

ناخن اگر دوبارہ پہلے کی طرح اگ آیا تو کچھ ارش نہ ہوگا۔ اور اگر نہ اگا تو مناسب تاوان ہوگا اور اگر عیب دار اگا تو اس سے کمتر تاوان ہوگا۔

پستان کی دیت: مسئلہ : مرد کے دونوں پستانوں میں مناسب تاوان ہوتا ہے جبکہ اس کے سر پستانوں میں، اس سے کمتر تاوان ہوتا ہے۔

مسئلہ: مرد کے ایک پستان میں دو میں واجب ہونے والے تاوان کا نصف ہوگا

مسئلہ: عورت کے دونوں پستانوں میں کامل دیت ہوگی۔ ایسے ہی دونوں سر پستانوں میں پوری دیت ہوگی۔ اور ایک پستان میں نصف دیت ہوگی(۱)

آلات تناسل کی دیت: مسئلہ: اگر کسی مرد کی پشت پر ضرب لگائی جس سے وہ جماع کرنے کے قابل نہ رہا یا وہ کبڑا ہوگیا تو کامل دیت آئے گی۔ اور اگر نہ تو قوت جماع ضائع ہوئی اور نہ ہی کبڑا پن پیدا ہوا البتہ زخم کا اثر باقی رہا تو مناسب تاوان آئے گا اور اگر ضرب کا کچھ اثر بھی باقی نہ رہا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہ ملے گا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک علاج معالجہ کا خرچہ مجروح کو ملے گا۔

مسئلہ: مرد کے آلۂ تناسل (Penis) میں کامل دیت ہوگی۔ خصی (Castrated) کے آلۂ تناسل میں مناسب تاوان ملے گا خواہ اس میں حرکت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور خواہ وہ خصی جماع پر قادر ہو یا نہ ہو۔ یہی حکم عنین (نامرد Impotent) کے آلۂ تناسل کا ہے کہ اس میں مناسب تاوان ہوتا ہے۔ بوڑھا اگر جماع پر قادر نہ ہو اس کے آلۂ تناسل میں بھی مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: حشفہ (Glans Penis) کے کاٹنے میں بھی کامل دیت آتی ہے۔

مسئلہ: دونوں خصیتین میں کامل دیت ہوتی ہے۔

---

(۱) عالمگیری ص:۲۷ ج:۶

مسئلہ: صحیح بسالم شخص کے آلۂ تناسل اور خصتین کو خطا سے کاٹ دیا تو اگر پہلے آلۂ تناسل کو کاٹا تو مجرم پر دو دیتیں ہونگی۔ اور اگر پہلے خصتین کو کاٹا تو خصتین میں کامل دیت ہوگی اور آلۂ تناسل میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ اور اگر ران کی جانب سے دونوں کو اکٹھے ہی کاٹ دیا تو دو دیتیں ہوں گی۔ اگر ایک خصیہ کاٹا اور اس سے منی کا بننا منقطع ہوگیا تو اگر مجرم اس کا اقرار کرتا ہو تو کمال دیت لازم ہوگی(۱)

پیٹ کی دیت: مسئلہ پیٹ پر نیزہ کا زخم لگایا جس کی وجہ سے کھانا پیٹ میں نہ ٹھہرتا ہو تو کامل دیت ہوگی۔

(اگر اپریشن کے ذریعہ معدہ یا آنت کو سی دیا جائے اور وہ خامی دور ہوجائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھما اللہ کے قاعدے کے موافق علاج معالجہ کا خرچہ ملنا چاہیے واللہ تعالی اعلم)

مسئلہ: اگر ضرب لگانے کی وجہ سے پیشاب نہ رکتا ہو اور سلسل بول کا مرض لاحق ہوگیا ہو تو کامل دیت ملے گی۔

مسئلہ: عورت کی شرمگاہ کو اس طرح کاٹ دیا کہ وہ پیشاب نہ روک سکتی ہو تو کامل دیت ملے گی (۲)

(۱،۲) عالمگیری ص:۲۸ ج:۶

بارہواں باب

حُدُود

حد(جمع: حدود)اللہ تعالی کے حق کے طور پر واجب ہونے والی متعین سزا۔حدود چند ہیں

(۱) حد زنا (۲) حد سرقہ (۳) حد قطع طریق

(۴) حد شرب خمر (۵) حد قذف (۶) حد ارتداد

i ۔ موجب حد زنا کی تعریف دارالسلام میں کسی مکلف(یعنی عاقل وبالغ)اور قوت گویائی والے کا اپنی خوشی سے حشفہ کے بقدر اپنے آلۂ تناسل کو کسی قابل شہوت(خواہ وہ فی الحال ہو یا کبھی رہی ہو اور اب بوڑھی ہو چکی ہو)عورت جو اس کی ملکیت(نکاح وغلامی)اور ملکیت کے شبہ سے عاری ہو کی آگے کی راہ میں داخل کرنا یا مرد کا مذکورہ عورت کو ایسا کرنے کی قدرت دینا یا عورت کا(اپنی رغبت سے)مرد کو ایسا فعل کرنے کی قدرت دینا(۱)

حد زنا: یہ محصن مرد وعورت میں رجم یعنی سنگساری ہے جبکہ غیر محصن میں سو کوڑے ہیں۔

محصن: وہ شخص ہوتا ہے جو آزاد ہو عاقل بالغ مسلمان ہو اور جس نے صحیح نکاح کے بعد جماع کیا ہو اور جماع کے وقت میاں بیوی دونوں میں مذکورہ صفات پائی جاتی ہوں۔

مسئلہ: زنا صریح اقرار سے بھی ثابت ہوتا ہے جبکہ اقرار کرنے والا ہوش میں ہو(نشے میں نہ ہو) اور دوسرے فریق نے اس کی تکذیب نہ کی ہو اور نہ ہی اس کے جھوٹے ہونے پر کوئی دلیل ظاہر ہوئی ہو مثلاً اس کا مقطوع الذکر (Amputated Penis)

---

(۱) درمختار ص:۱۵۵ج:۳

ہونا یا عورت کا رتقاء ہونا (یعنی اس کے فرج میں سخت رسولی کا ہونا جو دخول (Penetration) کے مانع ہو اسی طرح مرد کا اقرار گونگی عورت سے زنا کا نہ ہو اور عورت کا اقرار گونگے مرد سے زنا کا نہ ہو۔(۱)

مسئلہ: اگر زنا نشہ کی حالت میں کیا تو حد لگے گی۔

مسئلہ: کسی مریض نے زنا کیا تو اگر حد رجم ہے تو وہ مرض کی حالت ہی میں لگائی جائے گی اور اگر حد کوڑے ہیں تو وہ اس کے تندرست ہونے پر لگائے جائیں گے۔ البتہ اگر مریض کے تندرست ہونے سے مایوسی ہوجائے یا وہ انتہائی ضعیف خلقت کا ہو تو پھر اس کو مثلاً کھجور کا ایک خوشہ کہ جس میں سو ٹہنیاں ہوں ایک دفعہ مارا جائے گا اس طور پر کہ وہ تمام ٹہنیاں اس کے بدن کو لگ جائیں۔(۲)

مسئلہ: جس کوڑے سے حد لگائی جائے وہ ایسا ہو کہ نہ تو اس میں گرہیں باندھی گئی ہوں دوسرے اس کے مارنے سے تکلیف تو ہوتی ہو لیکن زخم نہ آتا ہو(۳)

مسئلہ: اگر مجرم بہت کمزور ہو کہ کوڑے لگانے سے اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو کوڑا آہستگی سے مارا جائے تا کہ وہ اس کو برداشت کر سکے۔(۴)

مسئلہ: کوڑے جسم کے مختلف حصوں پر لگائے جائیں البتہ سر، چہرے، شرمگاہ، سینہ اور پیٹ پر نہیں مارا جائے گا(۵)

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک دن متواتر پچاس کوڑے لگائے جائیں اور اسی طرح بقیہ پچاس دوسرے دن لگائے جائیں۔(۶)

---

(۱) در مختار ص:۱۵۸ ج:۳

(۲) در مختار ص:۱۶۲ ج:۳

(۳، ۴، ۵، ۶) در مختار ص:۱۶۱ ج:۳

مسئلہ: بچے اور ناقص العقل پر حد زنا نہیں لگتی کیونکہ ان کے فعل پر زنا کی مذکورہ تعریف صادق نہیں آتی۔

مسئلہ: گونگے پر حد نہیں لگائی جائے گی خواہ اس کے خلاف جرم اس کے اقرار (تحریر سے یا اشارہ)(۱) سے ثابت ہوا ہو یا اس کے خلاف گواہی سے۔ لیکن نابینا کا زنا کا اقرار اور اس کے خلاف شہادت دونوں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر زانیہ کو حمل ٹھہر چکا ہو تو خواہ اس کی حد رجم ہو یا کوڑے ہوں وضع حمل سے پیشتر اس پر حد نہیں لگائی جائے گی۔ تاکہ بچہ ہلاک نہ ہو جو بے قصور ہے۔

پھر اگر حد رجم ہے تو اگر کوئی بچے کی پرورش کرنے والا موجود ہو تو وضع حمل کے فوراً بعد رجم کیا جائے گا اور اگر کوئی پرورش کرنے والا نہ ہو تو حد کا نفاذ اس وقت تک ملتوی رکھا جائے گا جب تک بچہ خود کھانے پینے نہ لگے۔ اور اگر حد کوڑے ہوں تو وہ نفاس سے فراغت کے بعد لگائے جائیں گے۔(۲)

مسئلہ: اگر زانیہ جس کا زنا گواہی سے ثابت ہوا ہو حمل کا دعوی کرے تو اس کا معائنہ کرایا جائے گا۔ اگر حمل ثابت ہو تو دو سال (یعنی زیادہ سے زیادہ مدت حمل) کیلئے اس کو قید میں رکھا جائے گا اگر دو سال سے پیشتر وضع حمل نہ ہو۔ دو سال بعد پھر اس کو رجم کیا جائے گا۔(۳)

مسئلہ کوڑے لگاتے ہوئے ان دو باتوں کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) مارنے والا کوڑے کو اپنے سر سے اونچا نہ کرے

(۲) اور نہ ہی جسم پر کوڑا لگنے کے بعد جسم پر کوڑے کو کھینچے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار ص:۱۵۵ ج:۳

(۲،۳) ردالمحتار ص:۱۶۳ ج:۳

(۴) در مختار ص:۱۶۱ ج:۳

ii حد سرقہ پہلی دفعہ چوری کرنے میں یہ کلائی کے جوڑ سے دایاں ہاتھ کاٹنا ہے جبکہ دوسرے مرتبہ چوری کرنے پر ٹخنوں سے بایاں پاؤں کاٹنا ہے۔(۱)

مسئلہ: دایاں ہاتھ اس وقت بھی کاٹا جائے گا جبکہ وہ شل ہو یا اس کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں یا اس کا انگوٹھا کٹا ہوا ہو(۲)

مسئلہ: سخت گرمی اور سخت سردی میں جبکہ ہاتھ کاٹنے سے جان جانے کا خطرہ ہو تو موسم کے معتدل ہونے تک چور کو قید میں رکھیں گے اور اس کا ہاتھ نہیں کاٹیں گے۔ یہی حکم شدید مرض کی حالت میں بھی ہے۔(۳)

مسئلہ: ہاتھ کاٹنے کے بعد خون روکنے کی کوشش کرنا واجب ہے خواہ وہ خوب گرم تیل سے داغنے کے ذریعہ سے ہو یا کسی اور جدید طریقے سے۔

مسئلہ: ہاتھ کاٹنے اور خون روکنے کی کوشش ان دونوں کا خرچہ چور کے ذمے ہے کیونکہ وہی اس کا سبب بنا ہے۔(۴)

مسئلہ: اگر چور تیسری مرتبہ چوری میں ملوث ہو کر گرفتار ہو(اور پہلی چوریوں کے سبب سے اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جاچکا ہو) تو اس مرتبہ اس کا کوئی اور ہاتھ پاؤں نہیں کاٹیں گے بلکہ اس کو قید اور ضرب کی سزادیں گے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے اور توبہ کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔(۵)

مسئلہ: اگر چور کا بایاں ہاتھ کٹا ہوا ہو یا بایاں ہاتھ شل ہو یا انگوٹھے کے علاوہ دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو اس کا دایاں نہیں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو یا شل ہو تو اسکا بایاں پاؤں نہیں کاٹا جائے گا۔ بلکہ توبہ کرنے تک اس کو قید خانہ میں رکھا جائے گا۔(۶)

---

(۱) در مختار ص:۲۲۶

(۲،۳،۴،۵،۶) ردالمحتار ص:۲۲۶ ج:۳

مسئلہ: قاضی نے ہاتھ کاٹنے والے کو دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس نے عمداً یا سہواً بجائے دائیں کے بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو کاٹنے والے پر کچھ ضمان نہ آئے گا اور اگر قاضی نے مطلق ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پھر بایاں ہاتھ کاٹا تو بطریق اولی تاوان نہیں ہوگا۔ عدم تاوان کا حکم اس صورت میں بھی ہے جب مامور کے علاوہ کوئی دوسرا شخص چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دے(۱)

iii حد قطع طریق (رہزنی اور ڈکیتی پر حد)

اس کی مندرجہ پانچ صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر لوٹ مار اور کسی کو قتل کرنے سے پیشتر ہی ڈاکو و رہزن پکڑ لئے گئے تو خوف وہراس پھیلانے کی بنا پر مناسب تعزیر کے بعد ان کو قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرلیں اور توبہ کے آثار ظاہر ہونے لگیں یعنی نیک لوگوں کے طور طریقے اختیار کرلیں یا پھر اسی قید میں انکو موت آجائے۔(۲)

۲۔ اگر کسی مسلمان یا ذمی کا مال لوٹا اور وہ اتنا ہے کہ ان ڈاکوؤں پر برابر برابر تقسیم ہو تو ہر ایک کے حصے میں دس درہم (۲ تولہ ۷ ماشہ ۴ رتی چاندی) کی مالیت آتی ہے تو اگر ان کے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں تو مخالف جانب کے سب کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔(۳)

۳۔ اگر انہوں نے کسی مسلمان یا ذمی کو قتل کیا لیکن مال نہ لوٹ سکے تھے تو انکو بطور حد کے قتل کیا جائے گا خواہ ان میں سے کسی نے فقط قتل پر مدد ہی دی ہو اور خواہ قتل تلوار و بندوق سے کیا ہو یا پتھر و لاٹھی سے۔ مقتول کے وارث ان کو معاف کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے کیونکہ یہ قصاص نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) در مختار ص:۲۲۲ج:۳

(۲) در مختار ص:۲۳۲ج:۳

(۳،۴) در مختار ص:۲۳۳ج:۳

۴۔ اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو حاکم وقت کو چھ طرح کے اختیار حاصل ہوتے ہیں۔

i۔ چاہے تو پہلے مخالف جانب سے ان کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے پھر ان کو قتل کر دے۔

ii۔ چاہے تو پہلے مخالف جانب سے ان کے ایک ہاتھ پاؤں کٹے پھر ان کو صلیب دے۔

iii۔ چاہے تو یہ تینوں ہی سزائیں دے یعنی قطع، قتل اور صلیب

iv۔ چاہے تو پہلے قتل کرے پھر صلیب دے۔

v۔ چاہے تو فقط قتل کرے۔

vi۔ چاہے تو فقط صلیب دے۔(۱)

۵۔ اگر مال لوٹا اور زخمی کیا تو ان کے مخالف جانب کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔(۲)

مذکورہ بالا احکام ڈاکوؤں کی پوری جماعت پر نافذ ہونگے اگرچہ ان میں سے بعض نے فقط مال لوٹا ہو اور بعض نے فقط قتل کیا ہو اور بعض نے فقط خوفزدہ کیا ہو(۳)

زندہ کو صلیب دینے کی صورت یہ ہے کہ پہلے ایک لکڑی زمین میں سیدھی گاڑدی جائے۔ پھر اس کے ساتھ چوڑائی میں نیچے ایک اور لکڑی باندھ دی جائے جس پر مجرم اپنے پاؤں رکھے۔ پھر ایک اور لکڑی پہلے لکڑی کی چوڑائی میں اوپر باندھی جائے جس کے ساتھ مجرم کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں پھر ایک نیزہ مجرم کے بائیں پستان سے ذرا نیچے کو چبھویا جائے اور سینے میں گھما دیا جائے یہاں تک کہ مجرم مر جائے۔(۴)

(۱،۲،۳) درمختار ص:۲۳۳ج:۳

(۴) ردالمحتار ص:۲۳۴ج:۳

تین دن عبرت کیلئے صلیب پر چھوڑنے کے بعد مجرم کے لواحقین کو اس کو دفن کرنے کی اجازت دی جائے اس کیلئے نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔(۱)

iV حد شرب خمر

مسئلہ: یہ حد اسی کوڑے ہیں

مسئلہ: کسی شخص نے شراب پی اور ابھی شراب کی بو منہ سے آرہی تھی کہ پکڑا گیا یا نشہ میں مدہوش کو پکڑ کر لائے اور گواہوں نے اس کے خلاف شراب پینے کی گواہی دی تو حد لگے گی۔(۲)

مسئلہ: اگر اس حالت میں شراب پینے کا اقرار کیا کہ شراب کی بو موجود تھی تو حد لگے گی البتہ اگر بو زائل ہوجانے کے بعد اقرار کیا تو حد نہیں لگے گی۔(۳)

مسئلہ: اسی طرح اگر گواہوں نے نشہ اور شراب کی بو زائل ہوجانے کے بعد گواہی دی تب بھی حد نہیں لگے گی۔(۴)

مسئلہ: لیکن اگر متعلقہ حاکم کسی دوسرے قصبہ، شہر میں ہوتا ہو اور بعد مسافت کی بنا پر گواہی دینے میں اتنی تاخیر ہوئی کہ نشہ اور بو جاتے رہے تو اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔(۵)

مسئلہ: نشہ میں مبتلا شخص نے اپنے خلاف شراب پینے کا اقرار کیا تو اس سے حد نہیں لگے گی۔(۶)

((۱) در مختار ص:۲۳۴ج:۳

(۲،۳،۴،۵،۶) در مختار ص:۲۳۴ج:۳

مسئلہ: گواہوں نے نشے میں مدہوش کے خلاف گواہی دی تو ہوش میں آنے تک اس پر حد نہیں لگائے جائے گی۔ ہوش میں آنے کے بعد حد لگائی جائے گی خواہ شراب کی بو ابھی باقی ہو یا زائل ہو چکی ہو۔

مسئلہ: مسلمان اگر شراب کی قے کرے تو محض اس بنا پر حد نہیں لگے گی کیونکہ یہ امکان موجود ہے کہ اس کو زبردستی شراب پلائی گئی ہو۔(۱)

مسئلہ: کسی مسلمان کے منہ سے شراب کی بو آتی ہو تو حد نہیں لگے گی یہاں تک کہ گواہ اس کے شراب پینے کی گواہی دیں یا وہ خواہ اس کا اقرار کرے کیونکہ بعض دفعہ کسی اور چیز کے استعمال کرنے سے بھی ویسی بو منہ سے آنے لگتی ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا

یقولون لی انکه قد شربت مدامةفقلت لهم بل اکلتاالسفر جلا

(ترجمہ: لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے شراب پی ہے تو میں انکو جواب دیتا ہوں کہ نہیں بلکہ میں نے سفرجل (بہی) کھائی ہے۔(۲)

مسئلہ: ایک گواہ نے شراب پینے کی گواہی دی جبکہ دوسرے گواہ نے شراب قے کرنے کی گواہی دی تو اس صورت میں حد نہیں لگے گی۔

مسئلہ: شراب پینے کی حد صرف اس شخص کو لگتی ہے جو عاقل بالغ مسلمان اور قابل گویائی (ناطق) ہو۔ لہذا بچے، پاگل، کافر اور گونگے پر حد نہیں لگائی جاتی۔(۳)

مسئلہ: گونگے پر حد کسی صورت میں نہیں لگتی خواہ اس کے خلاف گواہی دی جاتی گئی ہو یا اس نے معروف اشاروں سے اقرار کیا ہو۔(۴)

(۱،۲) ردالمحتار ص:۱۸۰ج:۳

(۳،۴) ردالمحتار ص:۱۷۸ج:۳

مسئلہ: جس پر حد آتی ہو وہ اگر انتہائی ضعیف الخلقت ہو یا مایوس العلاج مریض ہو تو اس میں بھی وہی حیلہ و تدبیر کی جائے گی جو حد زنا میں ذکر ہوئی ہے۔

مسئلہ: خمر (شراب) کے علاوہ دیگر مائع مسکرات میں سکر (نشہ) کی وہ حد جس پر شراب پینے کی حد جاری ہوتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ نشے میں مبتلا شخص مختلف چیزوں کے درمیان مثلاً عورت مرد کے درمیان اور آسمان زمین کے درمیان تمیز نہ کر سکے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس شخص کا اکثر کلام مختلط ہو جائے۔ یہی قول راجح ہے۔(۱)

مسئلہ: اجوائن خراسانی، بھنگ اور افیون وغیرہ کی اتنی مقدار کھانا جس سے نشہ پیدا ہو جائے اس پر تعزیر واجب ہوتی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس پر بھی حد لگے گی۔(۲)

(۱) در مختار ص:۱۸۱ ج:۳

(۲) رد المحتار ص:۱۸۱ ج:۳

تیرہواں باب

دوا اور علاج کے مسائل

تکلیف و ضرر دور کرنے والے اسباب تین قسم کے ہیں۔

۱۔ قطعی اور یقینی۔ جیسے پیاس کی تکلیف دور کرنے کیلئے پانی اور بھوک کی تکلیف دور کرنے کیلئے روٹی اور سردی کے اثرات دور کرنے کیلئے گرم کپڑے وغیرہ اس سبب کو ترک کرنا توکل میں شمار نہیں ہوتا بلکہ موت کا خوف ہو تو اس کو ترک کرنا حرام ہے۔

۲۔ ظنی مثلاً طب میں علاج معالجہ کیلئے اختیار کئے جانے والے ظاہری اسباب کہ ظن غالب ہوتا ہے کہ ان کے استعمال سے شفا حاصل ہوگی۔ ان کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ لیکن ان کو ترک کرنا ممنوع بھی نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں کے حق میں بعض حالات میں انکا ترک افضل ہوتا ہے۔

۳۔ موھوم مثلاً داغنا اور تعویذ گنڈے وغیرہ کہ ان کے استعمال سے شفا حاصل ہونے کا ظن غالب نہیں ہوتا بلکہ موحوم امید ہوتی ہے کہ شاید شفا حاصل ہو۔ توکل کیلئے ان کا ترک شرط ہے۔(۱)

علاج معالجہ کے مسائل مسئلہ: کسی شخص کو کوئی بیماری لاحق ہوئی اور اس نے اس کا علاج نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو گناہگار نہ ہوگا۔(۲)

مسئلہ: جب یہ اعتقاد ہو کہ شفاء دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور انہوں نے دوا کو

---

(۱) عالمگیری ص:۳۵۵ج:۵

(۲) عالمگیری باب فی التداوی والمعالجات و باب فی التصارہ ج:۵

سبب بنایا ہے تو علاج معالجہ میں مشغول ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ خود دوا ہی شفا دینے والی ہے تو پھر علاج کرنا جائز نہیں (۱)

مسئلہ: کسی حرام چیز کو بطور دوا صرف اسی صورت میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے جب کوئی ماہر وحاذق مسلمان پرہیزگار طبیب بتائے کہ بیماری کا علاج صرف اسی حرام چیز سے ممکن ہے اور متبادل حلال کوئی دوسری دوا موجود نہیں۔(۲)

مسئلہ: بچوں کو کسی بیماری کی وجہ سے داغ لگایا جائے تو جائز ہے۔(۳)

مسئلہ: چہرے پر داغنا صحیح نہیں۔(۴)

مسئلہ: حاملہ عورت میں جب تک بچہ حرکت نہ کرنے لگے فصد کھلوانی یا خون نکلوانا (علاج کیلئے یا دوسرے کو عطیہ دینے کیلئے) صحیح نہیں اور جب بچہ کی حرکت شروع ہوجائے تو پھر فصد کھلوانا جائز ہے البتہ ولادت کے قریب پھر پرہیز کرے تاکہ بچے کو نقصان نہ پہنچے (۵)

مسئلہ: حاملہ عورت اپنی تکلیف کیلئے دوا استعمال کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ اولی ہے اور اگر اس سے حمل ضائع ہوگیا تو عورت پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی دوا سے جنین کی خلقت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو تو شدید ضرورت کے بغیر اس دوا کو استعمال نہ کیا جائے۔(٦)

مسئلہ: شوہر کی خاطر عورت موٹاپا حاصل کرسکتی ہے لیکن اس کیلئے پیٹ بھرے سے زیادہ کھانا جائز نہیں۔(۷)

(۱تا۷) عالمگیری باب فی التداوی والمعالجات وباب فی الفصار، ج:۵

مسئلہ: زخم پر گوندھا ہوا آٹا رکھا تو اگر یہ علم ہے کہ اس سے فائدہ ہوتا ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کھانے کی چیز کو اس طرح بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے۔(۱)

مسئلہ: عورتوں کو اپنے کان چھدوانا جائز ہے۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کیلئے بھی یہ جائز ہے۔(۲)

مسئلہ: انسانوں کو خصی کرنا (Castration) بالاتفاق حرام ہے۔(۳)

مسئلہ: حاملہ عورت مر جائے اور معلوم ہو یا گمان غالب ہو کہ بچہ زندہ ہے تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے۔(۴)

مسئلہ: باکرہ (کنواری) کے ساتھ فرج (Vagina) کے علاوہ میں جماع کیا گیا اور منی کے فرج میں داخل ہونے سے اسے حمل ٹھہر گیا تو ولادت کے وقت اس کے پردہ بکارت کو زائل کر دیا جائے۔(۵)

مسئلہ: اگر بچہ ماں کے پیٹ میں عرضاً ٹھہر گیا (Transverse) اور رحم سے بچے کو نکالنے کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ ہو کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا جائے اور اگر ایسا نہ کیا تو ماں کی جان کو خطرہ ہو تو اس صورت میں اگر بچہ مر چکا ہو تب تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر بچہ زندہ ہو تب ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔(۶)

مسئلہ: جسم کا کوئی عضو اگر گل گیا ہو تو اس کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے(۷)

مسئلہ کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا دیگر زائد عضو کو کٹوانا چاہے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے انتظامات ہوں کہ ان کی موجودگی میں عام طور پر اس قسم کے اپریشن سے موت واقع نہیں ہوتی۔(۸)

(۱تا۲) عالمگیری باب فی التداوی والمعالجات و باب فی الخصاء ج:۵

(۳تا۸) عالمگیری باب فی مایسع من جراحات بنی آدم ج:۵

مسئلہ: پتھری نکلوانے کیلئے اپریشن کروانا جائز ہے۔ اسی طرح ہر وہ اپریشن کرنا بھی جائز ہے جس میں یا تو مریض صحیح ہوجاتا ہے یا کبھی صحیح ہوجاتا ہے اور کبھی مرجاتا ہے اور اگر بیمار شدہ حصہ چھیڑنے سے مریض جانبر نہ ہوتا ہو تو پھر ایسا اپریشن کرنا جائز نہیں۔(۱)

مسئلہ: اگر کوئی مرض اور زخم ایسا ہو کہ جس سے بالکل جانبر نہ ہوتا ہو تو اس کیلئے دوا نہ کرے بلکہ علاج ترک کردے۔ اسی طرح کبھی دماغ کی شریان پھٹنے وغیرہ سے مریض پر بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے۔ کبھی تو مریض جانبر ہوجاتا ہے اور کبھی بے ہوشی طویل ہوجاتی ہے اور طبی تحقیق کے مطابق صحت یاب ہونے کا امکان بالکل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں بھی علاج ترک کردینا چاہیے۔

مسئلہ: جسم میں کوئی خلقی (پیدائشی) نقص ہو جو عیب کا باعث بنے یا کسی حادثہ کے باعث عیب پیدا ہو گیا ہو تو اس عیب کے رفع کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے لیکن بڑھاپے کو چھپانے کیلئے یا قدرتی طور پر پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہے۔ باعث عیب

مسئلہ: عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھوں کے بال اُگ آئیں تو اس کو چاہیے کہ وہ ان کو صاف کردے۔

ختنہ کے احکام

(۲) مسئلہ: ختنہ کا مستحب وقت سات سال کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کے بعد جائز ہے۔ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب سے بچے میں برداشت کی قوت پائی جائے اس وقت سے بلوغت تک کی عمر ختنہ کا وقت ہے۔

---

(۱) عالمگیری باب فی التداوی والمعالجات و باب فی الختان ج:۵

(۲) عالمگیری ص:۳۵۷ ج:۵

مسئلہ: اگر ختنہ کی کھال کاٹی لیکن پوری نہ کٹی تو اگر نصف سے زائد کٹ گئی تو ختنہ ہو گیا اور اگر نصف یا اس سے کم کٹی تو ختنہ نہ ہوا

مسئلہ: اگر ختنہ کی کھال اتنی چھوٹی ہے کہ بغیر مشقت اور سختی کے اس کو حشفہ (Glans Penis) سے اوپر نہیں کھینچ سکتے اور حشفہ بھی ایسا کھلا نظر آرہا ہے کہ جب کوئی شخص اس کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس کا ختنہ ہو چکا ہے اور ختنہ کرنے کے ماہر بھی یہی کہیں کہ ختنہ کرنا ممکن نہیں تو سختی نہیں کی جائے گی اور بچے کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے۔

مسئلہ: جب کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہو جائے اور ختنہ کرانے کی اس میں طاقت نہ ہو اور ماہرین کی رائے بھی یہی ہو کہ اس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ بچپن میں ختنہ نہ کرایا اور بلوغت کے بعد کرائے تو ختنہ کرنے والے کیلئے محض اس کے ختنہ کی جگہ پر نظر ڈالنا جائز ہے۔

مسئلہ: عورتوں کا ختنہ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ختنہ مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کیلئے اکرام ہے (۵٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ باتیں فطرت میں داخل ہیں ختنہ کرنا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور مونچھیں کترنا اور ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا (متفق علیہ)

اور فطرت اس قدیمی سنت کو کہتے ہیں جس کو تمام انبیاء نے اختیار کیا اور جو سب شریعتوں میں مسلم رہی ہو اور انسانوں کی جبلت و فطرت میں داخل ہو۔

صاحب شرعۃ نے ذکر کہ تمام انبیاء علیہم السلام مختون پیدا ہوئے سوائے

---

(۱) مسند احمد بحوالہ مرقاۃ المفاتیح ص:۲۸۹ ج:۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے (کہ اللہ تعالی نے اس میں بھی ان کی آزمائش فرمائی اور) انہوں نے (اللہ تعالی کے حکم پر اسی ۸۰ سال کی عمر میں) اپنا ختنہ خود کیا تاکہ ان کے بعد آنے والے لوگوں کیلئے یہ ایک طریقہ بن جائے۔

دوا کے بارے میں احکام(۱)

جو چیزیں علاج میں کام آتی ہیں چار قسم کی ہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات اور ان سے مرکب چیزیں

دوا کے استعمال کے طریقے علاج میں کام آنے والی چیزیں (یعنی دواؤں) کے استعمال کے دو طریقے ہیں اور دونوں کے شرعی حکم علیحدہ ہیں۔ ایک استعمال داخلی اور دوسرے استعمال خارجی استعمال داخلی صرف حلق میں اور پیٹ میں پہنچ جانے کو کہتے ہیں یعنی استعمال داخلی کھانے پینے کا نام ہے۔ اس کے سوا جتنے طریقے استعمال کے ہیں سب خارجی ہیں حتی کہ ترچیز ناک میں سڑکنا (استنشاق) اور تر دوا ناک میں ٹپکانا (سعوط) اور ناک میں دوا پھونکنا (نقوخ) اور منجن ملنا (سنون) اور کوئی دوا تر یا خشک سونگھنا (شموم) اور ناس لینا (عطرس) اور چبانا اور کلی کرنا اور ٹیکہ لگوانا سبھی استعمال خارجی ہیں بشرطیکہ دوا حلق میں نہ پہنچے۔ لیکن سوائے شموم (سونگھنے) کے اور ٹیکے کے سب میں خطرہ ہے کہ دوا حلق میں پہنچ جائے بلکہ اغلب ہے کہ پہنچ جاتی ہے لہذا اکثر کا اعتبار کرتے ہوئے یہ سب بھی استعمال داخلی کے حکم میں ہیں اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ جس چیز کا استعمال داخلی درست نہیں وہ ان طریقوں سے استعمال نہ کی جائیں ورنہ اگر ذرا بھی حلق میں پہنچ گئی تو حرام چیز کھانے کا گناہ ہوگا اور کوئی احتیاط کر سکے (کہ حلق میں نہ جانے پائے) تو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

---

(۱) طبی جوہر، نواں حصہ بہشتی زیور

داخلی اور خارجی استعمال کا حکم

مسئلہ نمبر ۱ یہ ہے کہ جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، شراب، مردار (اور اس کا گوشت چربی وغیرہ) اور خنزیر کا گوشت وغیرہ اس کا نہ تو خارجی استعمال درست ہے اور نہ ہی داخلی استعمال درست ہے۔

مسئلہ نمبر ۲ اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے اس کا داخلی استعمال درست نہیں البتہ خارجی استعمال جائز ہے۔ جیسے ناپاک پانی یا وہ سرمہ جس میں پتوں کا پانی (Bile) پڑا ہو جبکہ ادویات سے پتوں کا پانی زیادہ نہ ہو اور جیسے شراب آمیز ادویات جبکہ شراب مغلوب اور دوا غالب ہو۔

اس استعمال کی صورت میں نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضروری ہے۔

ایسی ناپاک چیز سے خارجی استعمال میں بھی پرہیز کرے تو زیادہ بہتر اور مناسب ہے کیونکہ بعض اوقات شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی نجاست لگ جاتی ہے یا ہاتھ بلا دھوئے کسی برتن میں پڑ جاتا ہے اور وہ برتن اور پانی ناپاک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر کے دوسرے افراد کو بھی نجاست لگ جاتی ہے

جمادات کا بیان

جمادات سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جڑی بوٹیوں (نباتات) اور حیوانات اور فضلات حیوانیہ اور اجزاء حیوانیہ کے علاوہ ہیں جیسے مٹی سونا، چاندی، ہڑتال، تانبہ، زہرہ مہرہ، سنگ یشب وغیرہ (دیگر معدنیات (Minerals)۔ جمادات سب پاک اور حلال ہیں الا یہ کہ جو مضر ہو یا نشہ لانے والا ہو۔ اور اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح سے جاتا رہے یا منشی (نشہ لانے والی) چیز نہ رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی۔

اس مذکورہ حکم سے مٹی کھانے، پان میں چونہ کھانے اور گل ارمنی،

گیرو، ملتانی اور سنگ یشب وغیرہ کا حکم بھی معلوم ہوا کہ اگر نقصان کریں تو جائز نہیں اور اگر نقصان نہ کریں تو درست ہے مثلاً پان میں چونہ زیادہ کھانا جو دانتوں کو خراب کرے یا اس سے اور کوئی نقصان ہو تو درست نہیں اور بقدر ضرورت و نفع درست ہے۔ چونہ اتنا کھانا جس سے دانتوں پر دھڑی جم جائے جائز نہیں ہے نہ مردوں کو نہ عورتوں کو کیونکہ مضر ہے۔

(تنبیہ: اگر کوئی زیادہ چونہ کھانے کا عادی ہو گیا اور دھڑی جم گئی تو اگر آسانی سے وہ چھوٹ سکے تو غسل کرنے میں چھڑانا ضروری ہے اور نہ چھوٹ سکے تو معاف ہے)

اور کشتہ جات اور سمیات(Poison&Poisonous Drugs) کا حکم بھی معلوم ہوا کہ کسی حاذق اور معتمد علیہ طبیب کی رائے کے بغیر انکا استعمال درست نہیں اور اگر حاذق اور معتمد علیہ طبیب کھلائے تو درست ہے کیونکہ وہ کسی نفع کیلئے کھلاتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳ سونا چاندی بھی جمادات میں سے ہیں لیکن یہ دوسرے جمادات کی طرح دوا میں کام آنے کے علاوہ آرائش وغیرہ کے کام بھی آتے ہیں۔ عورتوں کیلئے زیور کے طور پر استعمال کرنے کے علاوہ شریعت نے ان کے اور استعمالات (دوا کے علاوہ) سے منع کیا ہے۔ لہذا سونے چاندی کی سلائی یا سرمہ دانی یا اور آلات کا استعمال یا ان کے برتن میں دوا بھگونا یا رکھنا یا پینا یا کوئی معجون یا اور کئی دوا مرہم وغیرہ سونے چاندی کے برتن میں رکھنا جائز نہیں نہ مرد کو نہ عورت کو۔ اسی طرح سونے چاندی کی کمانی والی عینک لگانا بھی منع ہے۔

مسئلہ نمبر ۴ سونے چاندی کے ورق کھانا یا سرمہ میں ڈالنا یا چاندی کا ٹکڑا دوا میں بھگو دینا یا چاندی کا بجھاؤ دینا دوا میں جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ دانت کو سونے چاندی کے تار سے باندھنا دفع حرج کیلئے جائز ہے کیونکہ اور کسی دھات کے تار سے باندھنے سے مسوڑھے گل جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۶ مذکورہ بالا وجہ کی بنا پر سونے کی ناک لگانا یا بدن میں کسی جگہ سونے کی نلی چڑھانا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۷ اگر سونے چاندی کے ورق معجونوں میں اس طرح حل کردئے جائیں کہ تمام ادویہ کے ساتھ حل ہو کر یک ذات ہوجائیں تو اس صورت میں وہ (سونا چاندی) ملمع کی طرح مستھلک اور غیر قابل اعتبار ہے اور اگر پوری طرح حل نہ ہوں تو کپڑے کی گوٹ کی طرح محض تابع ہیں کیونکہ اس کو سونا چاندی کی معجون کوئی نہیں کہتا بلکہ جزو غالب کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہاں اگر کسی معجون میں غالب حصہ ورق ہی کا ہو جیسے محض شہد میں ورق حل کئے جائیں تو اس کو معجون ذھب و معجون فضہ (یعنی سونے چاندی کی معجون) کہا جائیگا۔ اس میں بیع صرف کے احکام بھی ہونگے اور اس میں زکواۃ بھی واجب ہوگی اور پہلی دو صورتوں میں نہ بیع صرف کے احکام ہیں اور نہ وجوب زکواۃ ہے۔

مسئلہ نمبر ۸ بدن میں جوئیں پڑتی ہوں تو بطور علاج مردوں کیلئے بھی ریشم کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

نشہ کی چیزوں کا حکم: i۔ وہ یہ ہے کہ جو چیزیں خشک ہیں وہ سب پاک ہیں اور شدید ضرورت کے وقت مثلاً کسی علاج کیلئے طبیب کی رائے سے اتنی مقدار ان خشک چیزوں کا کھانا درست ہے جو نشہ نہ لائے اور اتنی مقدار کا استعمال جس سے نشہ آتا ہو ہرگز جائز نہیں ہے۔ لیکن حتی الامکان غیر نشہ آور مقدار سے بھی پرہیز اور احتیاط زیادہ مناسب ہے کیونکہ اکثر تھوڑے سے بہت تک نوبت ضرور آجاتی ہے اور ضرورت و عدم ضرورت کا خیال نہیں رہتا۔ اور اگر ان خشک نشہ آور اشیاء کا استعمال محض لہو ولعب کیلئے ہو تو حرام ہے۔ خشک نشہ آور اشیاء میں افیون (اور اس سے حاصل نشہ آور ادویہ و اشیاء مثلاً کوڈین، پیتھیڈین، ہیروئن (Heroine, Codeine,Pethidine) بھنگ، گانجہ، چرس، معجون فلک سیر

وغیرہ شامل ہیں۔

ii۔ وہ نشہ آور اشیاء جو سیال ہوں ان کی دو بڑی اقسام ہیں۔

(الف) جو بالاتفاق تمام ائمہ مجتہدین کے نزدیک ناپاک اور حرام ہیں ان کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ انگور کی کچی شراب

۲۔ انگور کی پکی شراب

۳ منقی کی شراب

۴۔ کھجور کی شراب

ان چار قسموں کا ایک قطرہ بھی پینا یا گھر میں رکھنا یا کسی کام میں لانا جائز نہیں اور ان کی خرید و فروخت بھی نہیں ہو سکتی۔

(ب) ان چار کے علاوہ اور شرابیں مثلاً آلو جو اور گندم سے حاصل شدہ سپرٹ اور الکحل۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہیں اور ایک کی رو سے پاک ہیں۔ لہذا ضرورت کے موقع پر ان کے استعمال کی اجازت ہے اگرچہ احتیاط زیادہ بہتر ہے۔ البتہ اگر الکحل انگور کھجور اور منقی سے تیار کی گئی ہو وہ ناپاک و حرام ہو گی۔ اس کا ایک قطرہ بھی پینا یا کسی طرح استعمال کرنا جائز نہیں ہو گا۔

مسئلہ: ہومیوپیتھک ادویات میں بھی یہی حکم ہے کہ ان کو بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے کیونکہ ان میں بھی الکحل کا استعمال ہوتا ہے۔

مسئلہ: کلوروفارم یا ایتھر (Ether) وغیرہ سونگھا کر عمل جراحی کیلئے بے ہوش کرنا جائز ہے۔

نباتات کا بیان

نباتات سب پاک اور حلال ہیں الا آنکہ مضر یا مسکر (نشہ آور) ہو مضر میں ممانعت کی وجہ ضرر ہے جب ضرر نہ رہے تو اس کے استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں ہے۔ جیسے جمال گوٹہ، کچلہ وغیرہ کہ طبیب کی رائے سے ان کا استعمال بلا تکلف جائز ہے۔

حیوانات کا بیان

مسئلہ: عورت کا دودھ آنکھ میں یا کان میں بطور دوا کے ڈالنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: زندہ جانور کو جلانا یا ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا جیسے زندہ جانور کو تیل میں ڈال کر جلانا یا شیشی میں کیڑوں کو بھر کر گرم کھچڑی یا پانی میں رکھ کر تیل بنانا درست نہیں۔ مار کر تیل میں ڈالنا چاہیے اس سے اثر میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بیر بھوٹی کو شیشی میں بند کر کے چند روز رکھتے ہیں تا کہ وہ مر جائیں یہ بھی بے رحمی ہے۔ اگر کوئی اور ترکیب فوراً مارنے کی ہو تو اس سے کام لیں مثلاً تیل میں ڈال دینا اور اگر کوئی اور ترکیب نہ ہو تو بدرجہ مجبوری جائز ہے۔

مسئلہ: زندہ جانور کا کوئی جزو جس میں حس ہوتی ہے کاٹ کر کام میں لانا درست نہیں اور ایسا جزو کاٹ کر کام میں لانا جو غیر ذی حس ہو جیسے زندہ ہاتھی کا دانت کاٹ لیں یا بکری کے بال کاٹ لیں تو یہ پاک ہے پھر اگر یہ حلال جانور کا جزو ہے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے اور اگر غیر ماکول کا جزو ہے تو اس کا صرف خارجی استعمال درست ہے۔

اسی قاعدے کی بنا پر سانپ کا دانت سرمہ میں ڈالنا جائز ہے خواہ زندہ کا لیا جائے یا مردہ کا۔ البتہ کھانے کی دوا میں ڈالنا جائز نہیں کیونکہ غیر ماکول حیوان کا جزو ہے۔

مسئلہ: دریائی جانور سب پاک ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے مذبوح ہوں یا غیر مذبوح البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سوائے مچھلی کے کسی اور دریائی جانور کو کھانا درست نہیں۔ پس تمام دریائی جانوروں کا اور ان کے تمام اجزاء کا خارجی استعمال درست ہے۔

البتہ مینڈک کو مارنے میں کراہت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

ہاں اگر مارا ہوا ہو تو خارجی استعمال میں کچھ حرج نہیں۔ یہ حکم دریائی مینڈک کا ہے۔ رہا خشکی کا مینڈک تو وہ نجس ہے لہذا وہ مرا ہوا مردار کے حکم میں ہے البتہ ذبح کیا گیا ہو تو پاک ہے یا بہت ہی چھوٹا ہو۔ دریائی مینڈک کے پیروں کی انگلیوں کے بیچ میں کھال ہوتی ہے جیسے بطخ کی۔

سرطان کا اثر چونکہ جلانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے لہذا سرطان کو جلا کر استعمال کرنا چاہیے۔ جند بید ستر کا داخلی استعمال بالاتفاق جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ یہ دریائی جانور کا جزو ہے دوسرے یہ کہ خصیہ (Testicle) ہے جس کی صریح ممانعت حدیث میں آئی ہے۔

مسئلہ: کیڑے مکوڑے اور خشکی کے جملہ وہ جانور جن میں دم سائل (بہنے والا خون) نہ ہو پاک ہیں جیسے بہت سے حشرات الارض بچھو، تتیے، چھوٹی چھپکلی (یعنی وہ جو بالشت سے کم ہو) جس میں دم سائل نہ ہو۔ چھوٹا سانپ (یعنی جو بالشت سے کم ہو) جس میں دم سائل نہ ہو ان کا خارجی استعمال ہر طرح درست ہے اور سوائے ٹڈی سب کا داخلی استعمال حرام ہے۔ لہذا چیچک کے مریض کو مکھی یا قوت باہ کیلئے خراطین کا کھانا درست نہیں۔

خراطین وغیرہ کا اثر لینے کی تدبیر یہ ہے کہ یہ چیزیں مرغی کے بچوں کو کھلائی جائیں پھر بچوں کو خود کھالے۔ مرغی کے بچوں کو خراطین کھلانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جگہ وہ ڈال کر مرغی کے بچوں کو اس طرف ہنکادے وہ خود کھالیں گے۔ اپنے ہاتھ سے ان کو سامنے نہ ڈالے۔

مسئلہ: کیڑوں کے لعاب سے بعض پیدا شدہ چیزیں جن سے استقذار یعنی گھن نہ ہو حلال ہیں جیسے ابریشم شکر تغال وغیرہ۔

مسئلہ: کسی معجون وغیرہ کو جس میں کیڑے پڑ گئے ہوں مع کیڑوں کے کھانا جائز نہیں اور کیڑے نکال کر جائز ہے۔ اور اگر شہد نچوڑنے میں کچھ وہ بچے بھی مل

جائیں جن میں ابھی جان نہیں پڑی تو اس شہد کے کھانے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ نہ تو وہ مردہ اور نہ حیوان ہے۔

مسئلہ: سوائے خنزیر کے تمام وہ جانور جن میں دم سائل (بہنے والا خون) ہو خواہ انکا گوشت کھانا حلال ہو یا حرام باقاعدہ ذبح کرنے سے سب پاک ہوجاتے ہیں یعنی ان کے تمام اجزاء گوشت چربی آنتیں اوجھڑی سنگدانہ پتہ اعصاب سب پاک ہوجاتے ہیں سوائے خون کے یعنی دم مسفوح کے۔ حاصل یہ ہے کہ ان کا ہر طرح کا خارجی استعمال درست ہے۔ جیسے سر پر باندھنا وغیرہ۔ ہاں کھانا درست نہیں سوائے حلال جانوروں کے۔ آنتوں اور اوجھڑی اور سنگدانہ اور پتے کو نجاست ظاہری سے دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: مردار اور باقاعدہ ذبح نہ کیا ہوا جانور نجس ہے سوائے اجزائے ذیل کے۔ بال، ہڈی جبکہ اس پر گوشت اور دسومت (چکنائی) بالکل نہ رہے۔ کھال جبکہ دباغت ہوجائے۔ کھال ہی کے حکم میں وہ اعضاء بھی ہیں جو اعضاء جلدی کہلاتے ہیں۔ جیسے مثانہ، اوجھڑی، پتہ، پوست، سنگدانہ۔ آنتیں۔ جھلیاں۔ یہ سب چیزیں بھی کھال کی طرح دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں۔ پٹھے جبکہ دباغت ہوجائیں ناخن سم، سینگ، پر۔

مردار کے ان اجزا کو پاک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز ان کے ساتھ درست ہے ان کی خرید و فروخت جائز ہے اور اگر ان کا کسی طرح کا خارجی استعمال کیا جائے درست ہے۔ مگر مردار کے کسی جزو کو کھانا درست نہیں خواہ وہ مرا ہوا جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم۔
خنزیر کے یہ سب اجزاء بھی ناپاک ہیں۔

مسئلہ: عاج یعنی ہاتھی دانت پاک ہے خواہ مردار ہاتھی کا ہو یا زندہ ہاتھی کا لیکن اسکا داخلی استعمال جائز نہیں۔ خارجی استعمال ہر طرح کا درست ہے۔

مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا دودھ بھی حرام اور نجس ہے اور حلال جانور کا دودھ حلال اور پاک ہے۔ اگر حلال جانور مر بھی جائے تو اس کے تھنوں سے نکلا ہوا دودھ پاک اور حلال ہے۔ گدھی کا دودھ دق اور سل میں پینا تداوی بالحرام ہے۔ گھوڑی کا دودھ حلال اور پاک ہے کیونکہ گھوڑا حلال ہے۔ مصلوۃً ممنوع ہے۔

مسئلہ: جو خون جونک نے پیا وہ ناپاک ہے البتہ جب وہ جونک کا جزو بن جائے تو تبدیلی ماہیت کی بنا پر پاک ہوجاتا ہے۔ علامت یہ ہے کہ سونتنے سے خون نہ نکلے۔

مسئلہ: حلال پرندوں کے کل فضلات سوائے خون کے پاک ہیں مگر استخباث کی وجہ سے داخلی استعمال کسی کا بھی درست نہیں ہے۔ البتہ مرغابی مرغی اور بطخ کی بیٹ نجس ہے۔

مسئلہ: کحل مرارات (وہ سرمہ جس میں پتوں کے پانی ملائے جاتے ہیں) میں اگر حلال پرندوں کے پتوں کا پانی پڑا ہے تب تو بلا تکلف جائزاور پاک ہے (سوائے مرغابی اور مرغی اور بطخ کے کہ ان کے پتوں کا حکم بھی بیٹ کا سا ہے) اور اگر حرام پرندوں کے پتوں کا پانی یا پرندوں کے علاوہ کسی اور ذی دم (خون والے) جانور کا پتہ پڑا ہے تو ناپاک ہے اور صرف اس وقت جائز ہے جب پتوں کے پانی کی بنسبت ادویات زیادہ ہوں لیکن نماز کے وقت آنکھوں کودھونا پڑے گا اگر اوپر پانی بہا ہےاور اگر ادویات زیادہ نہیں ہیں بلکہ غلبہ پتوں کے پانی کو ہے تو جائز نہیں کیونکہ نجس العین ہے۔

مسئلہ: بکری کا پتہ مع پانی کے چھلوری پر چڑھانا امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر درست ہے۔

اگر بتہ چھلوری پر چڑھایا اور اس کا اتارنا مضر ہے تو اس پر وضو کے وقت پانی بہالے اور اگر پانی بہانا بھی مضر ہو تو مسح کرے اور اگر مسح بھی مضر ہو تو چھوڑدے نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: حلال پرندوں کے علاوہ باقی تمام جانوروں کا براز (پاخانہ) ناپاک ہے۔ اور جس سے احتراز (بچاؤ) ممکن نہ ہو وہ معاف ہے جیسے مکھی کی بیٹ یا ریشم کے کیڑے کا فضلہ جو باوجود حتی الامکان کوشش کے بھی کچھ نہ کچھ ابریشم میں لگا ہی رہ جاتا ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے چمگادڑ کی بیٹ کو پاک کہا ہے غنی معاف ہے۔ چونکہ معاف ہونے کا مدار عموم بلوی پر ہے لہذا جہاں عموم بلویٰ نہیں ہوگا جیسے سانپ کی بیٹ اور جونک کی بیٹ تو یہ نجس ہوگی اور شیاف مکسی (آنکھ میں لگانے کی ایک دوا ہے جس میں مکھی کی بیٹ پڑتی ہے) نجس ہوگا کیونکہ آنکھ کے بارے میں بلوی نہیں مگر آنکھ میں لگانا جائز ہوگا کیونکہ غلبہ دیگر ادویات کو ہے نجس العین نہیں ہے۔ ہاں اگر آنکھ کے باہر بھی بہاہو تو نماز کے وقت دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ پرندوں کے علاوہ حلال حیوانات کا لعاب پسینہ اور میل پاک ہے اور پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات سب نجس ہیں۔ نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ غیر پرند حرام جانوروں کے تمام فضلات اور لعاب اور پسینہ اور میل سب نجاست غلیظہ ہیں اسی کے مطابق ہاتھی کے کان کا میل بھی نجس ہے۔ دوسری چیز میں ملا کر اس کا خارجی استعمال اس وقت درست ہے جبکہ میل اس پر غالب نہ ہو اور تنہا یا دوسری چیز پر غالب اس کا استعمال خارجی بھی درست نہیں۔ جس طلاء میں ہاتھی کے کان کا میل پڑا ہو لگانا جائز ہوگا کیونکہ اور اجزا سے کم ہے۔ ہاں ناپاک ہوگا اور نماز کے وقت دھونا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: چوہے کا پیشاب نجس ہے مگر دفعاً للحرج عفو (معاف) کہا ہے ایسے ہی اس کی مینگنی میں عفو کا حکم مواقع حرج تک محدود رہے گا مثلاً مینگنیاں کسی دوا یا عرق

میں پڑجائیں بشرطیکہ ٹوٹ کر مل نہ گئی ہوں یا مقدار میں زیادہ نہ ہوں اور بالقصد ان کا استعمال درست نہ ہوگا جیسے پیٹ پر لیپ کرنا یا کتے کے کاٹے ہوئے کو کھلانا الا یہ کہ اور کوئی دوا نہ ہو

مسئلہ گدھے اور خچر کا پسینہ خلاف قیاس پاک ہے تو ان کا میل بھی پاک ہوا۔ استعمال خارجی درست ہے۔

مسئلہ: انسان کا پسینہ اور میل اور آنسو اور سنک اور لعاب پاک ہے۔ لعاب داد پر لگانا یا آنکھ میں لگانا اور کان کا میل استعمال خارجی میں لانا درست ہے اور بوجہ استخباث (گھن والے ہونے کے) اس کا داخلی استعمال درست نہیں ہے۔ ان کے سوا تمام انسانی فضلات نجس ہیں اور ان کا داخلی اور خارجی استعمال کوئی جائز نہیں ۔ قے قلیل جو ناقص وضو نہ ہو ناپاک نہیں مگر استخباث کی بنا پر اس کا داخلی استعمال جائز نہیں۔

تبدیل ماہیت کا بیان

تبدیل ماہیت سے احکام بھی بدل جاتے ہیں مثلاً انگور کا پانی (رس) پاک ہے لیکن جب وہ ایک دوسری چیز یعنی شراب بن گیا تو وہ نجس ہوگیا اور شراب جب دوسری چیز بن گئی یعنی سرکہ ہوگئی تو پاک ہوگئی۔

تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز سے ایسی دوسری چیز بن جائے جس کا حکم پہلی چیز کے بالکل خلاف ہو مثلاً ناپاک چیز ایسی چیز میں بدل گئی کہ وہ چیز پاک ہے تو وہ ناپاک چیز پاک ہوگئی مثلاً شراب ناپاک ہے مگر جب سرکہ بن گئی تو سرکہ ایک پاک چیز ہے تو وہ پاک ہوگئی۔ اور اگر انقلاب ایسی چیز کی طرف ہوا جس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ انقلاب سے پیشتر تھا تو وہی حکم رہے گا پاک تھی تو پاک اور ناپاک تھی تو ناپاک مثلاً ہڈی جل کر راکھ ہوگئی تو انقلاب تو ہوا مگر وہ حکم وہی رہا کیونکہ راکھ بھی پاک ہے اور اگر نطفہ خون بن گیا تو انقلاب تو ہوا مگر ناپاک کا ناپاک

کی طرف اور حکم بدستور رہا۔ ہاں جب مضغہ گوشت بن گیا تو پاک ہو گیا کیونکہ مضغہ گوشت پاک ہے۔ اور اگر انقلاب (تبدیلی) ہی ناتمام ہوا یعنی دوسری چیز کے مغایر نہیں بنی بلکہ صرف ایک گونہ تبدیلی ہو گئی تو احکام نہ بدلیں گے جیسے ناپاک گھیوں کی روٹی پکالی کہ گھیوں کے بجائے روٹی کی صورت پیدا ہو گئی لیکن یہ دوسری چیز بن جانا نہیں سمجھا جاتا۔

مسئلہ: اگر حشرات الارض کو شیشی میں بھر کر بذریعہ آنچ کے تیل بنا لیا گیا ہو تو اس کا کھانا درست نہیں۔ یہ صرف استحالہ (تبدیلی) ہوا ہے جیسے ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا یا ناپاک پانی کا عرق کھینچ لیا جائے یا مردار یا باقاعدہ ذبح نہ ہوئے جانور کے لبلبہ سے انسولین (Insulin) حاصل کر لی جائے۔

مسئلہ انسولین دو طرح کی ملتی ہے ایک جو گائے وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے اور دوسری جو مصنوعی طریقوں سے حاصل کی جاتی ہے دوسری قسم (Humilin وغیرہ) اگرچہ نسبتاً مہنگی ہے لیکن جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں ان کیلئے فقط اسی قسم کے استعمال کی اجازت ہے پہلی قسم کا استعمال جائز نہیں۔ البتہ جو لوگ (Humilin) خریدنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کیلئے پہلی قسم کا استعمال مجبوری کی وجہ سے جائز ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ یورپ وغیرہ میں گائے کا ذبح بھی شرعی طریقہ پر نہیں ہوتا لہذا اس سے حاصل شدہ انسولین بھی حرام ہے۔ البتہ مجبوری و اضطرار کی حالت میں حرام کا استعمال بطور دوا کے جائز ہے۔ جبکہ کوئی متبادل دوا موجود نہ ہو۔

مسئلہ: ماء اللحم کشید کیا گیا اور اس میں خون یا اور کوئی ناپاک چیز پڑ گئی تو عرق نجس اور حرام ہو گا اور اگر ماء اللحم میں خراطین وغیرہ غیر ماکول پاک چیزیں ڈالی گئیں تو اس کا پینا حرام ہو گا۔ دونوں صورتوں میں تبدیل ماہیت نہیں ہوئی۔

مسئلہ: دھواں ہر چیز کا پاک ہے کیونکہ دھواں ان جلے ہوئے اجزاء کا نام

ہے جو نہایت چھوٹے اور ہلکے ہونے کی وجہ سے حرارت کے اثر سے اڑنے لگتے ہیں یا کوئلہ کے باریک ٹکڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئلہ جلنے کے بعد ہوتا ہے اور جل جانا تبدیل ماہیت ہے اور بخار یعنی بھاپ نجس چیز کی نجس ہے کیونکہ بھاپ میں جلنا نہیں ہوا بلکہ وہی پانی ہی اثر حرارت سے اڑنے لگا ہے اور اگر بھاپ اور دھواں مل جائے تو نجس ہوگا کیونکہ نجس اور غیر نجس کا خلط ہو گیا۔ بھاپ اور دھوئیں کے مل جانے کی علامت یہ ہے کہ کسی جگہ جم کر ٹپکنے لگے۔ تو چیزیں سے اگر سیاہ رنگ کی بھاپ بھی اٹھے تو وہ بھاپ اور دھواں ملا ہوا ہے۔

مسئلہ: — خرگوش کی خشک مینگیاں حقہ میں بھری گئیں تو کسر ریاح کیلئے انکا پینا درست ہے کیونکہ دھواں پاک ہے اگرچہ پانی میں ہو کر آیا ہے کیونکہ پانی میں آنے سے پہلے پاک تھا۔ اور اگر تر مینگنیاں بھر گئیں یا خشک کو شیرہ میں ملا کر بھرا گیا تو اس کا دھواں بخار آمیز ہونے کی وجہ سے نجس ہوگا اور حقہ اور چلم اور منہ سب نجس ہوگا اور اس کا پینا حرام ہوگا۔

مسئلہ: — ناپاک چیز پانی میں پکا کر بھپارہ دینا یعنی اس کی بھاپ بدن کو یا کپڑے کو لگانا ناپاک چیز کا لیپ کرنے کے حکم میں ہے یعنی فی نفسہ درست ہے مگر بدن یا کپڑا ناپاک ہوجائے گا بشرطیکہ اتنی بھاپ لگ جائے کہ کوئی قطرہ ٹپک جائے اور صرف گرم ہونے سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: — نوشادر کو گدھے کے پیشاب میں یا کسی اور نجس چیزیں ملا کر ایک برتن میں رکھ کر اوپر دوسرا برتن گل حکمت کر کے جوہر اڑایا تو جو جوہر اوپر کے برتن میں جم گیا وہ پاک نہیں کیونکہ وہ اسی نجس شدہ نوشادر کے بخارات ہیں اور بخار میں تبدیل ماہیت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: — راکھ ہر چیز کی پاک ہے کیونکہ تبدیل ماہیت ہو گئی۔ اسی بنا پر انسان کی ہڈی کی راکھ اور خنزیر کی ہڈی کی راکھ بھی پاک ہے اور اس کا داخلی اور خارجی

استعمال بھی جائز ہے لیکن کسی انسان کی ہڈیوں کو جلانا مسلمان کو درست نہیں اگر ضرورت ہو تو ہندوؤں کے مرگھٹ میں سے راکھ لے لیں۔

مسئلہ: اگر تیل میں حشرات الارض جلا کر کوئلہ کر لئے گئے تو اس تیل کا کھانا اور لگانا اور اس جلے ہوئے کوئلہ کا کھانا اور لگانا سب درست ہے کیونکہ بوجہ تبدیل ماہیت استخباث جاتا رہا۔ اور اگر گوبر یا اور کسی ناپاک چیز کو تیل میں ڈال کر جلا لیا گیا تو وہ چیز تبدیل ماہیت کی بنا پر پاک اور حلال ہو گئی تیل سے خوب اچھی طرح صاف کر کے کام میں لائیں اور تیل نجس ہے کیونکہ جب نجس چیز اس میں ڈالی گئی تو ناپاک ہو گیا اور اس کے بعد کسی طریقہ سے اس کی طہارت نہیں ہوئی۔ اس کا خارجی استعمال درست ہے البتہ نماز کے وقت دھو لیا جائے اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

مسئلہ: تریاق الافاعی (ایک مرکب جس میں سانپ کے گوشت پڑتے ہیں) حرام ہے۔

شریعت اسلامی میں کسی چیز کی حرمت کی علت چار چیزں ہیں۔ (۱) نجاست یا (۲) مضرت یا (۳) استخباث (گھن والی چیزیں ہونا) جیسے کیڑے مکوڑے کا کھانا یا (۴) نشہ۔

مسئلہ جب نجس اور غیر نجس مرکب ہو جائیں تو حکم نجاست کا ہوتا ہے البتہ اتنی تفصیل ہے کہ اگر نجاست دوسری چیز پر غالب ہے تو حکم نجس العین کا ہوتا ہے یعنی اس کا استعمال نہ داخلاً درست ہے اور نہ خارجاً۔ اور اگر دوسری چیز نجاست پر غالب ہے تو وہ ناپاک تو ہے مگر خارجاً اس کا استعمال درست ہے مگر نماز کے وقت طہارت ضروری ہے اور احتیاط اولیٰ ہے۔ اگر نجس چیز اور غیر نجس چیز مل جانے کے بعد کوئی مطہر پایا جائے یعنی شریعت کی رو سے کسی قابل اعتبار طریقے سے وہ پاک کر لیا جائے تو طہارت کا حکم لوٹ آتا ہے ورنہ وہ ناپاک رہتا ہے۔ تبدیل ماہیت بھی مطہر ہے۔

مسئلہ: جب مضر اور غیر مضر چیزیں مل جائیں تو اگر ملانے سے نقصان جاتا رہے تو ممانعت بھی جاتی رہے گی جیسے سنکھیا کے ساتھ کوئی اس کا اتار ملا دیا جائے یا سمیات کو مدبر کر کے غیر مضر مقدار میں کھایا جائے۔

مسئلہ جب خبیث اور غیر خبیث مل جائیں تو اگر استخباث باقی رہے تو حرمت کا ورنہ حلت کا حکم ہوگا۔

چودھواں باب

متفرقات

۱- تعدیۂ امراض

تعدیہ امراض کے بارے میں دو قسم کی حدیثیں ہیں۔

قسم اول: جن سے ظاہراً تعدیہ کی نفی ہوتی ہے مثلاً

۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لاعدوی (کوئی تعدیہ نہیں ہے)(۱)

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اسلام میں) نہ تعدیہ (امراض) ہے نہ ہامہ (ایک پرندہ جس سے عہد جاہلیت میں لوگ بدشگونی لیتے تھے) اور نہ صفر (کے مہینے کی نحوست) ہے۔ ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اونٹوں کی ایک جماعت کا کیا معاملہ ہے کہ جو ریت میں اس حال میں ہوتے ہیں گویا کہ وہ ہرن ہیں (یعنی صاف ستھرے) پھر ان کے ساتھ کوئی خارش زدہ اونٹ آملتا ہے جو ان کو خارش زدہ کر دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

فمن اعدی الاول (کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش متعدی کی)(۲)

قسم ثانی: وہ حدیثیں ہیں جن سے تعدیہ کے وجود کا شبہ ہوتا ہے مثلاً

۱- حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرّمن المجذوم کما تفرمن الاسد (مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو)(۳)

نوٹ: جذام یا کوڑھ کو انگریزی میں (Lepros) کہتے ہیں

(۱،۲،۳) مشکواۃ باب الفال والطیرہ فصل اول

۲۔ شرید بن سوید ثقفی روایت کرتے ہیں کہ ثقیف (قبیلہ) کے وفد میں ایک مجذوم (جذامی، کوڑھی) شخص بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کرلیا ہے لہذا تم واپس لوٹ جاؤ۔(۱)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی (کوڑھی) کا ہاتھ تھاما اور اس کو اپنے ساتھ پیالے میں ڈالا اور فرمایا کل ثقتہ باللہ وتوکلا علیہ (تم (میرے ساتھ) کھاؤ۔ میں اللہ تعالی پر بھروسہ اور توکل کرتا ہوں۔(۲)

ان احادیث کی روشنی میں ایک قول تو یہ ہے کہ تعدیہ امراض سرے سے منفی ہے اور اس کا کسی درجہ میں بھی وجود نہیں اس قول والوں کے دلائل پہلی قسم کی احادیث ہیں اور قسم ثانی کی حدیثوں کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تعدیہ امراض کے احتمال کی بنا پر نہیں ہیں بلکہ سد ذرائع کے طور پر تعدیہ کے اعتقاد سے حفاظت کرنے کیلئے کئے ہیں یعنی اگر جذامی سے اختلاط کیا اور اتفاق سے ابتداءً اس کو بھی مستقل سبب سے جذام ہوگیا تو اس شخص کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید جذام کا تعدیہ ہوا ہے۔ اور اس میں فساد اعتقاد ہے۔ لہذا اس سے دور ہی رہنا چاہئے تاکہ کسی حال میں تعدیہ کے اعتقاد کا احتمال پیدا نہ ہو۔

لیکن دوسرا قول جو راجح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ تعدیہ کی نفی سے مطلقاً نفی کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ تعدیہ کا تو مشاہدہ ہے بلکہ اس تعدیہ کی نفی مقصود ہے جس کے قائل اہل جاہلیت تھے۔ یعنی بعض امراض میں خاصیت طبعی لازمی ہے کہ ضرور متعدی ہوتے ہیں اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ متعدی نہ ہوں اور تعدیہ کے یہ معنی جس طرح نص (حدیث) سے منفی ہیں اسی طرح مشاہدہ سے بھی منفی ہیں چنانچہ مثلاً کسی مقام پر طاعون ہی پھیلتا ہے۔ طاعون کے رفع ہونے کے بعد دیکھا جاتا ہے تو اموات کی تعداد بچ جانے والوں کی تعداد سے بہت کم ہوتی

(۱،۲) مشکوٰۃ باب الفال والطیرہ فصل اول

ہے حالانکہ اگر تعدیہ ضروری و لازم ہوتا تو صورت اس کے برعکس ہوتی بلکہ ایک شخص بھی نہ بچتا۔ غرض تعدیہ کے طبعی ولازمی ہونے کی نفی فرمائی گئی ہے اور اگر دوسرے اسباب محتملہ کی طرح تعدیہ کو بھی فی الجملہ مفضی اور کبھی اللہ تعالی کے حکم سے موثر اور کبھی غیر مؤثر مان لیا جائے تو اس طرح سے تعدیہ کے قائل ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اس قول کے قائلین کے نزدیک قسم ثانی کی احادیث میں اسی درجہ کی تعدیہ کا ذکر ہے۔

موجودہ دور کی تحقیقات بھی اس دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں کیونکہ جتنے بھی متعدی امراض شمار کئے جاتے ہیں ان سب میں تعدیہ جراثیم اور وائرس کے ذریعہ سمجھا گیا جو خود اس بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ اہل جاہلیت کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ بیماری خود متعدی ہوتی ہے یعنی جو بیماری مریض کو لاحق ہے وہی دوسرے کو لگ جاتی ہے جبکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ بیماری خود منتقل نہیں ہوتی بلکہ بیماری کا سبب منتقل ہوتا ہے مثلا سانس وغیرہ کے ذریعہ سے بیماری کا سبب یعنی جراثیم اور Virus کے دوسروں تک منتقل ہونے کے بعد اس کے سبب سے دوسرے میں بھی بیماری پیدا ہوجائے اس کا دار ومدار دیگر شرائط وموانع پر ہے مثلا دوسرے کسی شخص میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت (Immunity)پیدا ہوچکی تھی تو یہ قوت مدافعت جراثیم و وائرس کے مؤثر ہونے میں مانع ہوگئی لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن احادیث میں تعدیہ کی نفی کی گئی ہے ان میں خود ان بیماریوں کے دوسروں کو منتقل ہونے کی نفی کی گئی ہےاور جن احادیث سے تعدیہ کےوجود کا علم ہوتا ہےان میں ان بیماریوں کے اسباب کے دوسروں کی طرف منتقل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اسباب کا تعدیہ خود مسبب (بیماری) کا تعدیہ نہیں ہوتا۔ اور اسباب کے وجود سے مسبب کا وجود لازم نہیں بلکہ مسبب کا وجود موقوف ہوگا اثبات شرائط اور ارتفاع موانع پر (یعنی یہ کہ شرائط پائی جائیں اور موانع میں سے کوئی باقی نہ رہے) لہذا جہاں یہ باتیں ہونگی وہاں تو

عادتاً بیماری پائی جائے گی اور جہاں یہ نہیں وہاں عادتاً بیماری بھی نہ ہوگی۔ لیکن چونکہ اہل جاہلیت اس غلط عقیدہ میں مبتلا تھے اور عام مسلمین بھی اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھ سکتے بلکہ وہ تو بیماری کا تعدیہ ہی خیال کرتے ہیں لہذا ایک عام قاعدہ فرمادیا گیا کہ بیماری کا تعدیہ نہیں ہوتا اور چونکہ اسباب کا تعدیہ ہوتا ہے اور اسباب فی الجملہ مؤثر ہوتے ہیں اور بیماری کی طرف مفضی ہوتے ہیں لہذا اسباب سے بچنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا جس میں دو فائدے ہیں

ایک تو بیماری سے بچاؤ اور دوسرے حفاظت اعتقاد

۲۔ طاعون (Plague)

طاعون کے بارے میں چونکہ کچھ مخصوص احکام ہیں اس لئے تعدیہ امراض کے تحت اس مضمون کو علیحدہ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

عہد نبوی اور عہد صحابہ میں چھ طاعونوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ طاعن شیرویہ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ۶ ھ میں مدائن میں پھیلا۔

۲۔ طاعون عمواس۔ یہ ۱۷ھ، ۱۸ھ میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام کے علاقے میں ہوا۔ عمواس رملہ اور بیت المقدس کے درمیان ایک بستی تھی۔ چونکہ اس طاعون کی ابتدا اس بستی سے ہوئی تھی اس لئے اس نام پر یہ طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہوا۔

اس طاعون میں پچیس ہزار اموات ہوئیں جن میں ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس امت کے امین ہیں) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے قول مبارک کے مطابق حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے) اور ان کی دو بیویاں اور ایک صاحبزادے شامل ہیں

۳۔ ۵۰ ھ میں کوفہ میں طاعون پھیلا جس میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔

۴۔طاعون جارف یہ ۶۷ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں پھیلا جارف سے مراد موت ہے اور چونکہ اس طاعون میں اموات بہت ہی زیادہ ہوئیں اس لئے اس کو طاعون جارف کہا جانے گا۔ تین دن میں ستر ہزار اموات یومیہ کے حساب سے دولاکھ دس ہزار اموات ہوئیں۔اس طاعون میں حضرت انس بن مالکؓ کے تہتر یا تراسی لڑکے اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کے چالیس بیٹے شہید ہوئے۔

۵۔طاعون فتیات یہ ۶۷ھ میں بصرہ،واسط شام اور کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں پھیلا۔

فتیات جوان لڑکیوں کو کہتے ہیں اور اس طاعون کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ اس کی ابتداء جوان لڑکیوں سے ہوئی اس کو طاعون اشراف بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں بڑے بڑے لوگ جاں بحق ہوئے۔

۶۔ ۱۰۰ھ میں طاعون عدی بن ارطاۃ واقع ہوا۔

مدینہ منورہ طاعون سے محفوظ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ (منورہ) میں مسیح دجال اور طاعون داخل نہ ہوسکیں گے۔ (صحیح بخاری)

طاعون سے مرنے والے کی فضیلت ۱۔حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یحیٰ (ابن سیرین یعنی حفصہ کے بھائی) کا انتقال کس سبب سے ہوا۔ میں نے جواب دیا کہ طاعون سے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون شہادت ہے ہر مسلمان کیلئے (بخاری)(۱)

---

(۱) الطب النبوی ص:۲۹

۲۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا شہید ہے اور طاعون سے مرنے والا شہید ہے(۱)

طاعون کے مقام پر ثابت قدم رہنے والے کی فضیلت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو بتایا کہ یہ عذاب تھا جس کو اللہ تعالی نے جس پر چاہا بھیجا اور اللہ تعالی نے اس کو مومنین کیلئے (باعث) رحمت بنادیا ہے۔ پس جو کوئی بندہ ایسا ہو کہ اس کے شہر میں طاعون پھوٹ پڑے اور وہ صبر کرتے ہوئے اپنے شہر میں ٹھہرا رہے اس یقین کے ساتھ کہ اس کو ہرگز کچھ نہ ہوگا مگر جو اللہ تعالی نے اس کیلئے لکھ دیا ہے تو اس کیلئے شہید کا اجر ہوتا ہے۔(۲)

مسئلہ نمبر ۱۔ جو شخص مقام طاعون سے باہر ہو وہ اس میں داخل نہ ہو مگر کسی ضرورت سے۔

مسئلہ نمبر ۲ مقام طاعون سے طاعون کی وجہ سے بھاگنا حرام ہے۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل روایات ہیں۔

۱۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں کیا سنا تھا اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو نبی اسرائیل یا تم سے پیشتر لوگوں پر بھیجا گیا تھا اور جب تم اس کا کسی جگہ میں ہونا سنو تو اس جگہ مت جاؤ اور جب وہ ایسی جگہ واقع ہو جہاں تم خود ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے مت نکلو۔(الف)

(۲،۱) مشکواہ باب عیادہ المریض وثواب المرض فصل اول

(الف) الطب النبوی ص:۲۸

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ شام کی طرف گئے اور جب سرغ مقام(۱) پر پہنچے تو لشکروں کے امراء (Commanders) یعنی ابو عبیدۃ بن الجراح اور ان کے ساتھیوں رضی اللہ عنھم سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ شام میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) کہا کہ میرے پاس مہاجرین(۲) اولین کو بلا لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان میں اختلاف رائے ہوا۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک کام (مہم) کیلئے نکلے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ واپس نہ لوٹئے۔ دوسروں نے یہ رائے دی کہ آپ کے ساتھ باقی لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ وباء (کے علاقے) کی طرف پیش قدمی نہ کیجیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب سے فرمایا کہ آپ میرے پاس سے اٹھ جائیے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلا لاؤ تو میں ان کو بلا لایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو انہیں بھی مہاجرین کی طرح ویسا ہی اختلاف رائے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے بھی فرمایا کہ آپ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ مہاجرین (۳) فتح میں سے قریش کے جو شیوخ یہاں موجود ہیں ان کو میرے پاس لاؤ۔ ان میں سے کسی دو میں بھی اختلاف نہیں ہوا اور سب نے متفقہ طور پر کہا کہ آپ لوگوں کو واپس لے

---

(۱) شام کا علاقہ جو علاقہ حجاز کے ساتھ متصل ہے اس میں ایک بستی کا نام ہے۔

(۲) یہ وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔

(۳) یہ وہ حضرات ہیں جو فتح مکہ سے پیشتر مسلمان ہوئے اور ان کو ہجرت کی فضلیت حاصل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرات تھے جو فتح مکہ کے موقع پر عمرؓ نے جواب دیا کہ آپ کے مسلمان ہوئے اور فتح کے بعد انہوں نے ہجرت کی۔

تقدیر سے فرار ہو کر (واپس ہو رہے ہیں) حضرت علاوہ اگر کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی (تو مجھے تعجب نہ ہوتا یا میں اس کو تادیب کرتا) حضرت عمر ان کے اختلاف کو ناپسند کر رہے تھے اور فرمایا کہ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی طرف فرار ہو رہے ہیں۔ بتائیے کہ اگر آپ کے پاس کچھ اونٹ ہوں اور آپ ایسی وادی میں پہنچیں جس کے دو حصے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا خشک۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ سرسبز حصہ پر چرائیں تو آپ اس پر اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ خشک پر چرائیں تو آپ اس پر (بھی) اللہ تعالی کی تقدیر سے چرائیں گے (۱)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس وقت) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو اپنی کسی ضرورت (میں مشغولیت) کی بنا پر موجود نہ تھے تشریف لائے اور انہوں کہا کہ اس بارے میں میرے پاس علم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم کسی جگہ طاعون کے بارے میں سنو تو وہاں نہ آؤ اور جب ایسی جگہ طاعون واقع ہو جہاں تم ہو تو وہاں سے طاعون سے فرار ہونے کی خاطر مت نکلو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور پھر واپس (مدینہ منورہ) لوٹ آئے۔ (صحیح مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی پوچھا کہ اگر وہ خشک زمین پر چرائے اور سرسبز کو چھوڑ دے تو کیا آپ عجز کی طرف اس کو منسوب کریں گے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جی ہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہاں کہ پھر چلیئے اور حضرت

---

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالی نے حزم احتیاط اور ہلاکت کے اسباب سے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ سب کو اللہ تعالی کی تقدیر سے ہوتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ مدینہ (منورہ) پہنچ گئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی یہی جگہ ہے یا فرمایا یہی منزل ہے۔ (صحیح)

مسئلہ نمبر ۳۔ جو شخص طاعون زدہ شہر میں رہ رہا ہو اس کیلئے آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے بھی نکلنا جائز نہیں ہے(۱)

مسئلہ نمبر ۴ البتہ ایک ہی شہر کے اندر ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف منتقل ہونا درست ہے۔ اسی طرح شہر کی آبادی سے متصل جو کھلی جگہ شہریوں کے مصالح میں کام آتی ہو چونکہ وہ بھی شہر ہی کے حکم میں ہے لہذا وہاں بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔(۲)

---

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ میری رعیت ہیں۔ اللہ تعالی نے مجھے انکا نگران و چرواہا بنایا ہے۔ لہذا مجھ پر واجب ہے کہ میں رعیت کیلئے احتیاط اختیار کروں۔ اور اگر میں نے اس کو ترک کیا تو عجز و کوتاہی کی طرف منسوب ہوں گا۔ اور مستوجب عقاب ہوں گا۔

(۲) امداد الفتاوی

۳۔ نظر کا بیان

مسئلہ نظر کا واقعی وجود ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

العین حق ولو کان شی سابق القدر لسبقته العین (نظر واقعی ہوتی ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی)(۱)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔ (یعنی ان کی موت کا باعث بن جاتی ہے)(۲)

۳۔ حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ جعفر کے بچوں کو نظر لگ جاتی ہے۔ کیا میں ان کیلئے جھاڑ پھونک کر لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور اگر کوئی شئی قضاء پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی(۳)

۴۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو غسل کرتے دیکھا تو کہا اللہ کی قسم میں نے آج تک پردہ نشین لڑکی کی بھی جلد ایسی نہیں دیکھی۔ اسی وقت سہل زمین پر گر پڑے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا گیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کیلئے آپ کے پاس کچھ علاج ہے۔ اللہ کی قسم وہ تو اپنا سر بھی نہیں

---

(۱) مشکواۃ کتاب الطب والرقی

(۲) الطب النبوی لابن قیم رحمہ اللہ ص:۱۲۹

(۳) مشکواۃ کتاب الرقی

اٹھاتے۔ آپ نے پوچھا تم اس کا کس کو ذمہ دار سمجھتے ہو تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور ان سے سخت گفتگو فرمائی اور کہا کس بنا پر تم میں سے ایک اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے تم نے بارک اللہ علیک کیوں نہیں کہا۔ سہل کیلئے اپنے اعضاء کا دھوون دو تو عامر نے ان کیلئے ایک تسلے میں اپنا چہرا اور بازو اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں اور شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ پانی سہل کے اوپر ڈالا گیا (تو ان کو شفا ہو گئی) اور وہ لوگوں کے ساتھ چلے گئے اس حال میں کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔(۱)

مسئلہ نظر جہاں انسانوں کی لگ سکتی ہے وہیں جنوں کی بھی لگ سکتی ہے۔

۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کے چہرے پر سعفہ (جن کی نظر) کے اثرات دیکھے تو فرمایا اس کیلئے جھاڑ پھونک کرو کیونکہ اس کو نظر ہے۔(۲)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنوں سے اور انسان کی نظر سے پناہ مانگتے تھے۔(۳)

مسئلہ نظر صرف دیکھنے ہی سے نہیں لگتی بلکہ چونکہ یہ حسد کی ایک نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے جو دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نابینا ہو اور اس کے سامنے دوسرے کے اوصاف وحالات بیان کئے جائیں جن کو سن کر اس کے اندر حسد کی نفسیاتی کیفیت پیدا ہو اور اس کے ذریعے سے وہ اس دوسرے شخص پر اثر انداز ہو۔

مسئلہ کبھی بغیر قصد و ارادہ کے بھی یہ نفسیاتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ آدمی کی طبیعت ہی بن جاتی ہے جس کی بنا پر اس کے قصد و ارادہ کے بغیر بھی دوسروں کو نظر لگ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے شر سے بچنے کیلئے اس

(۱،۲،۳) مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی

شخص کو کسی مکان میں نظر بند کردیا جائے اور اگر وہ غریب ہو تو اس کیلئے خرچہ و وظیفہ مقرر کردیا جائے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔

تنبیہ چونکہ نظر ایک نفسانی کیفیت کا اثر ہوتا ہے خواہ وہ دیکھنے سے ہو یا اس کے بغیر ہی اس لئے یہ علم نفسیات کے ماہرین کیلئے طبع آزمائی کا عمدہ میدان ہے)

مسئلہ جس شخص کو معلوم ہو یا اس کو ڈر ہو کہ اس کی نظر لگتی ہے تو اس کو چاہیے کہ جب وہ کوئی خوش کن چیز وغیرہ دیکھے تو

اللھم بارک علیہ یا ماشاء اللہ لا قوہ الا باللہ

کہے۔ اان دعائیہ کلمات کا صدور مذکورہ کیفیت کے ٹوٹنے ہی پر ہوسکتا ہے۔لہذا فوراً ان کلمات کو کہنے سے وہ کیفیت ہی پیدا نہ ہوگی یا اگر کچھ ہوگی بھی تو ضعیف وغیر مضر ہوگی۔

مسئلہ جس شخص کی نظر لگی ہے اس سے جب اس کا دھوون (پانی جس سے اعضاء دھوئے ہوں) طلب کیا جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ دے اور اگر نہ دے تو اس پر اس کیلئے جبر کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ مختلف قسم کی دعاؤں سے بھی نظر اتارنی منقول ہے۔ مثلاً

اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ

۴۔ مریض کے علاج اور تیمارداری میں پردے کا اہتمام

عن جابر رضی اللہ عنہ ان ام سلمہ رضی اللہ عنہا استاذنت رسول اللہ فی الجامعہ فامر اباطیبہ ان یحجمھا قال حسبت انہ کان اخاھا من الرضاعہ اوغلامالم یحتلم (رواہ مسلم) (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی

---

(۱) (ماخوذ از شرعی پردہ مصنفہ مولانا عاشق الٰہی)

اللہ عنہا نے حضور اقدس رضی اللہ عنہ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو سینگی لگادیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ ابو طیبہ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں بھی پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر آجانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا نہ پڑتا کہ ابو طیبہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

ہمارے زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جن خاندانوں اور گھروں میں پردے کا اہتمام ہے علاج کے سلسلے میں ان کے یہاں بھی پردے کا خیال چھوڑدیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کیلئے محرم کو تلاش کرنا چاہیے۔ اگر کوئی معالج محرم نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کراسکتے ہیں لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول الضرورہ تتقدر بقدر الضرورہ کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہو معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً علاج کیلئے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے اور ہاتھ لگانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بازو میں یا پاؤں میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجہ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کیلئے آنکھ، ناک، دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں بھی پورا چہرا کھولنا جائز نہیں جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھاسکتے ہیں۔ بلکہ ایسے معالج کے متعلق بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محرم کیلئے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔

پس اگر پیٹ میں یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم، ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نا محرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کی جگہ سے اس کو کاٹ دیا جائے تاکہ پیٹ کے بقیہ حصے پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز ہے اس لئے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کیلئے حکیم، ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و قریبی موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی ایسا شخص ہے جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

تنبیہ: یہ تفصیل جو ابھی ذکر کی گئی ہے مرد کے علاج کے سلسلے میں بھی ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے۔ اگر ران یا سرین کا زخم کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کولھے میں انجکشن لگوانا ہے تو صرف بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کا دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: زمانۂ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کے بدن کو کھولنا درست نہیں ہے کوئی کپڑا وغیرہ ڈال لینا چاہیے بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ عام رواج ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر کی عورتیں ماں بہنیں وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر لڑکا بڑا ہو تو ختنہ کراتے وقت صرف ختنہ کرنے والے کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے اس سے زیادہ منع ہے۔ اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگرچہ ماں بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے۔ اس وجہ سے کہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے لہذا انکو نظر ڈالنے کی اجازت نہیں اور یہ جو رواج ہے کہ عورت کو ننگا کر کے ڈال دیتے ہیں اور سب عورتیں دیکھتی رہتی ہیں یہ بالکل حرام ہے

مسئلہ: اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کیلئے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہوگا کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک دونوں پیر کھول سکتی ہے۔ ان کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے۔ غیر مسلم عورتیں مثلاً بھنگن، دھوبن، مالن، نرس، لیڈی ڈاکٹر جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ بجائے دائیوں کے مرد ڈاکٹروں سے بچے جنواتے ہیں جبکہ ہم جنس کو اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی بلا ضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس کو کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائے گا اتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے۔ اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد کافر کی طرف رجوع کیا جائے نہ کہ اول ہی قدم میں کافر مرد کی طرف پہنچ جائیں یہ سخت بے حیائی اور گناہ اور تقلید بے جا ہے اور ضرورت اس کی قابل تسلیم نہیں ہے۔

مسئلہ: علاج کے سلسلے میں ایک یہ بے احتیاطی کی جاتی ہے کہ مریض کا ستر چھپانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ اگر زانو کھل گیا تو کچھ پروا نہیں کی جاتی اور ران کھل گئی تو کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ حاضرین اور عیادت کرنے والے بے تکلف دیکھتے

رہتے ہیں بلکہ اس کو ہمدردی سمجھتے ہیں۔ یہ شرعاً حرام ہے۔

تنبیہ: جو اصول اوپر ذکر کئے گئے ان کا لحاظ مختلف قسم کے دیگر اپریشنوں (عملیات جراحی) میں بھی رکھنا ضروری ہے۔

۵۔ ایک اشکال اور اس کا حل

قرآن پاک کی آیت سورہ لقمان میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ٥

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جان کو نہیں معلوم کہ کل کو کیا کیا کرے گا اور کسی بھی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس بات کا علم کہ رحم میں کیا ہے۔ لڑکا ہے یا لڑکی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے حالانکہ موجود طبی سائنس کی ترقی سے انسان اب اس قابل ہو چکا ہے کہ مختلف تجربات کے ذریعہ سے رحم میں موجود جنین کی جنس کا تعین کر سکتا ہے۔

جواب: اس اشکال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ علم مافی الارحام کو اس کے لڑکے یا لڑکی ہونے کے ساتھ محدود سمجھ لیا گیا حالانہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث اور تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے اس علم کی بہت سی تفصیلات ہیں جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں

ویعلم مافی الارحام کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ ای اذکرام انثی اتام ام ناقص وکذلک ماسوی ذلک من الاحوال

(ترجمہ: یعنی یہ کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ وہ تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت ہے اور اسی طرح اور دیگر حالات)

اور دیگر حالات سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفصیل ایک حدیث شریف میں ملتی ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی رحم پر ایک فرشتے کو مقرر فرمادیتے ہیں جو کہتا (جاتا) ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) نطفہ ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) علقہ یعنی جما ہوا خون ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ پھر جب اللہ تعالی جنین کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ یہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ بد بخت ہے یا نیک بخت ہے۔ (اس کا) رزق کتنا ہے اور اس کی عمر کیا ہے؟ جبکہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو یہ امور لکھ دئے جاتے ہیں۔ پس اس وقت ان امور کا اس فرشتے کو اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے جسکو اللہ چاہتے ہیں علم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے دو باتیں حاصل ہوئیں

۱۔ علم مافی الارحام سے مراد ہے اس مجموعہ معلومات کو جاننا کہ رحم میں موجود جنین کی جنس کیا ہے؟ اس کا رنگ کیا ہے۔ وہ تمام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت ہے۔ اس کی عمر کتنی ہوگی۔ اس کا رزق کتنا ہوگا۔ وہ نیک بخت یعنی جنتی ہوگا یا جہنمی ہوگا۔

اور ظاہر ہے کہ مذکورہ مجموعہ معلومات کو اپنے طور پر جاننا انسان کے بس کی بات نہیں۔ نیز اس مجموعہ کے کچھ افراد کو جاننا ظاہر ہے کہ مجموعے کو جاننا نہیں کہتے۔

۲۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوا جس مافی الارحام کے علم کی غیر سے نفی کی گئی ہے وہ مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک جنین مضغہ کے مرحلہ میں ہوتا ہے اس وقت تک اللہ تعالی کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا بنے گا اور اس کے مذکورہ بالا تمام حالات کیا ہونگے۔

عیادت مریض کا بیان (۱) فضیلت ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت اگر صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کیلئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

عیادت کا طریقہ ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے اس لئے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہوتی ہے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں امید پیدا کرنے والی باتیں کرو۔ اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی لیکن ان سے اس کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصود ہے)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریضوں کے پاس عیادت کرنے میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔

۵۔ مریض کی عیادت کیلئے کوئی دن یا وقت مقرر کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا بلکہ آپ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔

---

(۱) باب اول احکام میت۔ ڈاکٹر عبد الحی عارفی رحمہ اللہ

رسول اللہ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے۔ اس کا حال دریافت کرتے اور پوچھتے کہ طبیعت کیسی ہے؟

۷۔ مریض کے سر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے کہ اس سے کبھی مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ خود رکھنے کو کہے تو پھر ہاتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

۸۔ کسی مسلمان کا کسی ذمی یعنی غیر مسلم کی عیادت کرنا جائز ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے پڑوس میں رہنے والے یہودی کی عیادت کی تھی۔(۲)

۹۔ فاسق مسلمان کی عیادت کرنا بھی جائز ہے کیونکہ وہ مسلمان تو ہے اور عیادت کرنا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔

۱۰۔ اگر معلوم ہو کہ عیادت کیلئے مریض کے پاس جانے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو پھر اجتناب کرنا چاہیے۔(۳)

۷۔ چند ضروری مسائل

مسئلہ طبیب کو مشورہ فیس یعنی تشخیص و تجویز کی اجرت لینی جائز ہے۔(۴)

مسئلہ: جس شخص کو طب میں مہارت نہ ہو یعنی اس نے ماہر و حاذق اطباء سے علم طب حاصل نہ کیا ہو اس کو معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں پر علاج معالجہ کرنے سے اجتناب کی پابندی عائد کی جانی چاہیے۔(۵)

(۱،۲،۳) ردالمحتار ص:۲۴۷ ج:۵

(۴) ردالمحتار ص:۲۵۷ ج:۵

(۵) درمختار ص:۲۰۱ ج:۵

مسئلہ: طبیب حاذق نے طب کے اصولوں کے مطابق کام کیا اور کسی جنایت کا مرتکب نہیں ہوا لیکن اس کے جائز فعل سے کوئی عضو یا جان تلف ہو گئی تو اس پر تاوان نہیں آئے گا۔(۱)

مسئلہ: عطائی کے ہاتھوں کوئی مریض مر گیا یا اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا تو

اگر مریض کو علم تھا کہ وہ جاہل ولاعلم ہے اور اس کے باوجود اس نے عطائی کو علاج کی اجازت دی تو عطائی پر تاوان نہیں ہو گا۔

اور اگر مریض اس کو طبیب سمجھتا تھا اور اسی بنا پر اس کو علاج کی اجازت دی تو پھر اس عطائی پر تاوان آئے گا۔(۲)

مسئلہ: طبیب حاذق نے اپنے اجتہاد سے مریض کیلئے ایک دوا تجویز کی لیکن اس دوا سے مریض مر گیا تو اس صورت میں طبیب پر دیت آئے گی۔(۳)

مسئلہ: طبیب حاذق نے مریض یا اس کے ولی کی اجازت سے طبی اصولوں کے مطابق کام کیا لیکن اس کا ہاتھ خطا کر گیا جس کی بنا پر مریض کا صحیح عضو تلف ہو گیا مثلاً ختنہ کرتے ہوئے ہاتھ آلہ تناسل کو لگ گیا تو تاوان آئے گا کیونکہ یہ جنایت خطا سے ہے۔(۴)

مسئلہ: طبیب حاذق نے طبی اصولوں کے مطابق کام کیا لیکن مریض یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کیا مثلاً بغیر اجازت کے ختنہ کیا اور صحیح کیا لیکن اس سبب سے بچہ مر گیا تو اس صورت میں بھی تاوان آئے گا۔(۵)

مسئلہ فصاد (Venesection کرنے والے) نے اگر معتاد جگہ سے تجاوز نہ کیا ہو تو اس پر تاوان نہیں آتا اور اگر اس نے تجاوز کیا ہو اور مریض ہلاک نہ ہوا ہو تو

(۱،۲،۳،۴،۵) الطب النبوی ص:۱۱۰

فصاد کرنیوالے کے ذمے تاوان آئے گا اور اگر مریض ہلاک ہوگیا ہو تو نصف دیت آئے گی کیونکہ ہلاکت اجازت یافتہ عمل اور غیر اجازت یافتہ عمل دونوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لہذا دیت نصف ہوگی۔(۱)

مسئلہ : خون اور دیگر انسانی اعضاء کی بیع ناجائز ہے اسی طرح انسان کی ہڈیوں کے ڈھانچوں یا تنہا ہڈیوں کی بیع بھی ناجائز و باطل ہے۔(۲)

مسئلہ : زہریلی ادویات کی اتنی قلیل مقدار کہ جو مضر نہ ہو اس کا استعمال معالجہ میں جائز ہے لیکن مضر مقدار کا استعمال حرام ہے۔(۳)

مسئلہ : سگریٹ استعمال کرنے والوں کی اکثریت میں بلکہ کل میں اس کے مضر اثرات کا وجود اگر کراہت تحریمی نہیں تو کراہت تنزیہی کا ضرور متقاضی ہے۔(۴)

مسئلہ : کسی شخص کو کسی نشہ کی مثلاً افیون کی لت پڑگئی ہو اور ایسی حالت ہوگئی کہ اگر اس نشہ آور شی کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہوجائے گا تو زندگی بچانے کیلئے اس نشہ آور شی کا استعمال اس کیلئے حلال بلکہ واجب ہوگا اور ضروری ہوگا کہ وہ بتدریج اس میں کمی کرے یہاں تک کہ اس سے خلاصی حاصل ہوجائے۔(۵)

مسئلہ : بعض لوگ مرض وغیرہ میں کالے رنگ کا بکرا ذبح کرتے ہیں اور اس کی سری مریض کے گرد گھمانے کے بعد کسی چوراہے میں ڈال دیتے ہیں یہ باطل عقیدہ اور سخت گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ مسلمان طبیب غیر مسلم مریض کو نجس دوا دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مریض اپنے مذہب کی رو سے اس کو نجس یا ناجائز نہ سمجھتا ہو اور بعد اطلاع وہ مریض باختیار خود استعمال کرے تو خواہ اس کو نجس یا غیر نجس کچھ بھی سمجھتا ہو ہر طرح جائز ہے۔(۶)

---

(۱) درمختار ص:۷۰۳ ج:۵

(۳،۲،۴) درمختار ص:۷۰۳ ج:۵

(۵) ردالمحتار ص:۳۲۸ ج:۵

(۶) بہشتی زیور حصہ نہم ص:۷۸۴

فہرست مطبوعات مرکز تحقیق

بدائع الصنائع جلد اول	ترجمہ :	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	400/-
بدائع الصنائع جلد دوم	ترجمہ :	مولانا ظفر اللہ شفیق	375/-
بدائع الصنائع جلد چہارم	ترجمہ :	حافظ محمد سعد اللہ	275/-
بدائع الصنائع جلد ششم	ترجمہ :	ڈاکٹر عبد الواحد	280/-
بدائع الصنائع جلد ہفتم	ترجمہ :	پروفیسر خان محمد چاولہ	220/-
الموافقات للشاطبی جلد اول، دوم	ترجمہ :	مولانا عبد الرحمن کیلانی	500/-
اسلام کا قانون شہادت	تالیف :	مولانا سید محمد متین ہاشمی	55/-
اسلامی حدود اور انکا فلسفہ	تالیف :	مولانا سید محمد متین ہاشمی	24/-
القصاص فی الفقہ الاسلامی	ترجمہ :	سید عبد الرحمن بخاری	100/-
اسلام کا قانون تجارت	تالیف :	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	50/-
اسلام کا قانون محاصل	تالیف :	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	48/-
نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی	تالیف :	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	100/-
سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ	تالیف :	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	65/-
حضرت ابوذر غفاری کمزوروں اور غریبوں کے وکیل	تالیف	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	60/-
اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام	تالیف :	ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی	45/-
اجتہاد اور تبدیلی احکام	تالیف :	مولانا مجیب اللہ ندوی	50/-
اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصورات	تالیف :	مولانا مجیب اللہ ندوی	65/-
فتاوی عالمگیری کے مؤلفین	تالیف :	مولانا مجیب اللہ ندوی	36/-
اسلامی قانون محنت واجرت	تالیف :	مولانا مجیب اللہ ندوی	65/-
اسلام کا معاشی نظام	تالیف :	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	140/-
غریبوں کا والی ﷺ	تالیف :	حافظ محمد سعد اللہ	120/-
اسلام کا قانون وقف	تالیف :	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	110/-
مریض ومعالج کے اسلامی احکام	تالیف :	ڈاکٹر عبد الواحد	110/-
اسلام کا قانون اراضی	تالیف :	نصرت علی اشیر	50/-
Islamic Law Of Tort	تالیف :	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	150/-
Islamic Law Of Contract	تالیف :	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	200/-
Institution of Muhtasib	تالیف :	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	200/-
Socio Economic Dimension Of Fiqh	[illegible]	[illegible]	90/-
Islamic Law of Evidence			
I Singh Majeethia Life and Achivement			
فہرست مخطوطات دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری			

منہاج کے خصوصی شمارے (۱) اجتہاد نمبر -/30

(۳) اسلامی نظام عدل نمبر حصہ اول دوم (پیپر بیک) -/72 (4) حیثیت نسواں نمبر حصہ اول دوم سوم -/108
(5) مصادر شریعت نمبر حصہ اول دوم سوم (پیپر بیک) -/108 (6) عظمت محنت نمبر (مجلد) -/100
(6) عظمت محنت نمبر (مجلد) -/100 (7) نفاذ شریعت نمبر (مجلد) -/160 (پیپر بیک) -/150